وسیم سنتِ نبی کا تو علم بردار ہو کے دیکھ
پھر ہر رسم ہے نبی کی، رواج نبی کا ہے

الدر السنیہ من سیرت خیر البریہ

مصنف

مفتی محمد وسیم سیالوی

سادہ سا ہے اپنا اصولِ زندگی کوثر
جو ان سے بے تعلق ہوا ہمارا ہو نہیں سکتا

الدرالسنیہ من

سیرت

خیرالبریہ

محمد وسیم سیالوی

جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام، پیر محل

نام کتاب: الدراسنیہ من سیرت خیر البریۃ

مصنف: محمد وسیم سیالوی

ڈیزائننگ: محمد حسیب احمد قادری

کمپوزنگ: مولانا محمد اکرم سعیدی صاحب

نظر ثانی: مولانا محمد طاہر صاحب

پروف ریڈنگ: مولانا محمد نصر اللہ قمری صاحب، مولانا عبید اللہ صاحب، علی اکبر فریدی صاحب

خصوصی تعاون: احباب محبت

سن اشاعت: یکم ذی الحج 1438ھ بمطابق 2 ستمبر 2017

مطبوعہ: شوقِ مدینہ پرنٹنگ پریس پیر محل

ملنے کا پتہ: جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام پیر محل

لائبریری خالقیہ رزاقیہ مکی مسجد پیر محل

نوٹ! تمام حوالہ جات نیک نیتی سے جذبہ اصلاح کے تحت انتہائی غور و فکر کے بعد سپرد تحریر کیے گئے ہیں اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہِ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فہرست

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو

سید الشہداء، امیر ملت، عمِّ رسول، عاشق صادِق، کاشِفُ الکُربات، پیکرِ جرأت و شجاعت، سیدنا

امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

کے نام منسوب کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد وسیم سیالوی
جامعہ نعیمیہ پیر محل

اظہارِ تشکر

اللہ رب العالمین کی حمد اور پیارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا کے بعد راقم الحروف اپنی ادنیٰ سی کاوش ''الدرر السنیه من سیرة خیر البریه'' کے تکمیلی مراحل میں اپنے متعلقین و متوسلین کا تہہ دل سے شکر گزار ہے، جنہوں نے اس کام میں میری معاونت فرما کر مجھے منزل کے قریب کیا۔ کیوں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے مَنۡ لَمۡ یَشۡکُرِ النَّاسَ لَمۡ یَشۡکُرِ اللّٰہَ' (مسند احمد بن حنبل، رقم 11219) جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا۔

بالخصوص اپنے والد گرامی رانا علم الدین صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ) کا، جنہوں نے عہد پیری میں مجھے اپنی خدمت کے بجائے دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت کے لیے وقف فرمایا۔ اسکے بعد اپنے برادران کا جنہوں نے معاملاتِ زندگی میں اپنا دست و بازو بنانے کی بجائے مجھے عزتِ اسلام اور عظمتِ اسلام کے لیے مصروف کیا اور میرے تمام تر ظاہری وسائل و مسائل کے کفیل ٹھہرے۔

خوشی کے اس عظیم موقع پر میں اپنے اساتذہ کرام اور شیخ طریقت حضور امیرِ شریعت خواجہ محمد حمید الدین سیالوی صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ) کو بھی کیسے بھول سکتا ہوں جن کی محبت اور نظرِ عنایت نے اس ناچیز کو اس قابل بنایا کہ آج چند الفاظ لکھنے کے قابل ہوا۔

اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جگر گوشۂ شہید پاکستان علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ" لاہور") خطیبِ عرب و عجم حضرت علامہ مولانا پیر سید مختار شاہ صاحب گیلانی اشرفی (وائس چیرمین رویت ہلال کمیٹی ٹیکساس، امریکہ) پیر سید آفتاب جیلانی شاہ صاحب (کوٹ شریف)

خورشیدِ ملت علامہ ڈاکٹر خادم حسین خورشید الازہری صاحب (سربراہ ادارہ وحدت اسلامیہ "لاہور") پیر طریقت علامہ محمد حامد سرفراز رضوی قادری صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ رشد الایمان" ڈجکوٹ") مفتی محمد سعید رضوی صاحب (سمندری) پیر طریقت میاں عبد الخالق صاحب (سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلطان عبد الحکیم)، مولانا جاوید احمد چشتی صاحب (عبد الحکیم) پیر سید رشید حسین شاہ صاحب (308 گ ب) پیر سید سلطان محی الدین صاحب (320 گ ب) پیر محمد اقبال صاحب (718 گ ب) مولانا محمد ارشد نعیمی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ فخر العلوم داروغہ والا لاہور) علامہ مولانا مفتی مقصود احمد قادری صاحب (ناظم تعلیمات جامعہ فخر العلوم" لاہور")، مولانا اعجاز گلشن سیالوی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ مازاغ البصر" لاہور")، مولانا طاہر رضا سیالوی صاحب (جامعہ رضویہ ضیاء القرآن ڈنگہ) مجاہدِ ملت علامہ پیر محمد شمس الزمان قادری صاحب (بانی ختم نبوت فاونڈیشن" ٹوبہ") علامہ ثمر عباس قادری صاحب، علامہ مولانا مفتی صادق سیالوی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ "کمالیہ") مولانا نور محمد چشتی صاحب، مفتی محمد اقبال سیالوی صاحب، مولانا محمد عرفان حسینی صاحب (رجانہ) مولانا شاہد رضوی صاحب (مرید والا) مولانا محمد عبد اللہ چشتی صاحب (ناظمِ اعلیٰ: دار العلوم صاحب لولاک، پیر محل)، قاری منظور احمد صفدر صاحب (مدرسہ چشتیہ تجوید القرآن)، صاجزادہ سعد الدین رضوی صاحب، مولانا صبغت اللہ سعیدی صاحب، مولانا محمد رجب علی نعیمی (674/15 گ ب) مولانا قاری ارشد صدیق سعیدی صاحب، قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی صاحب، قاری محمد طاہر صاحب، قاری محمد جمیل صاحب، قاری حبیب اللہ صاحب، مفتی محمد شاہد صاحب اور قاری محمد وسیم سیالوی صاحب (مدرسین: جامعہ نعیمیہ پیر محل) کا جنہوں نے ہمیشہ مجھے مفید شوروں اور نیک دعاؤں سے سرفرازی بخشی۔

اس کے بعد بے حد شکر گزار ہوں مفتی محمد اکرم سعیدی صاحب (مدرس جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم" ملتان") کا جنہوں نے دن رات کا فرق کیے بغیر اس کام کی کمپوزنگ سے تحقیق و تخریج تک میرا ساتھ دیا۔

مفتی محمد طاہر نقشبندی صاحب، مفتی محمد نصر اللہ قمری صاحب، مفتی محمد اسد الرحمٰن چشتی صاحب کا جنہوں نے تحقیق وتخریج میں معاونت کی۔ مولانا عبید اللہ اکبری صاحب، مولانا علی اکبر فریدی صاحب اور محمد ندیم عطاری صاحب (مدرسین: جامعہ نعیمیہ پیر محل) جنہوں نے پروف ریڈنگ کی۔

اور شکر گزار ہوں مولانا محمد احسن سیالوی صاحب اور حافظ محمد معاذ سیالوی کا جنہوں نے کتابیں اٹھا کر دینے میں معاونت کی اور اس کتاب کی اشاعت میں میرا ساتھ دینے والے انتظامیہ مکی مسجد، چوہدری محمد ذکاء اللہ صاحب، محمد محسن علی عطاری صاحب (الرحیم کلینیکل لیبارٹری)، عبد اللطیف گجر صاحب، حافظ اعظم سیالوی صاحب، حافظ ریاض رسول قادری صاحب، میاں عبد الرحمان صاحب ، حافظ محمد اشفاق صاحب، محمد الطاف صاحب، محمد عظیم صاحب، محمد بابر صاحب، محمد عمران صاحب (683/24 گ ب) سیٹھ عبد السلام صاحب، محمد امین گولڑوی صاحب، عبد الغفار صاحب، محمد طارق صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔ بالخصوص حاجی اسلام الدین قادری صاحب، حافظ محسن عطاری صاحب، محمد حسیب قادری صاحب (شوقِ مدینہ پرنٹنگ پریس، پیر محل) کا جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کتاب **"الدرر السنیہ من سیرۃ خیر البریہ"** کو عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ کے ہاتھوں تک پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ تمام محبین ومتوسلین کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

تقریظ لطیف

خورشیدِ ملت، خطیب اہلسنت، مفکر اسلام، محقق العصر، حضرت علامہ ڈاکٹر خادم حسین خورشید الازہری (سربراہ ادارہ وحدت اسلامیہ لاہور پاکستان)

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

دورحاضر کا سب سے اہم مسئلہ نئی نسل کا دین متین سے دور ہونا اور مسجد و مدرسہ سے بیگانہ ہونا ہے۔اس دور کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہوگی کہ ہم نئی نسل کو دین کی روشنی دیں اور مسجد و مکتب سے آشنا کریں۔یہ منصوبہ بندی ہمیں بہت جلد اور بڑے پیمانہ پر کرنی ہوگی۔

قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذوق نئی نسل تک منتقل کرنا ہوگا جس سے بے راہ روی کا شکار نوجوان قرآنی آیات کی تلاوت کی لذت سے سرشار ہو کر اس مقدس منزل کی طرف گامزن ہوسکتا ہے۔چاروں طرف سے جلنے والی اس آگ سے ہم سب مل کر اپنی نئی نسل کو بچانے کا اہتمام کریں۔

موبائل کمیونیکیشن کے ذریعے فحاشی عریانی، ناچ گانا، کھیل تماشا ہمارے دل ودماغ تک پہنچ چکا ہے۔اس طوفان سے بچنے کا میرے نزدیک ذریعہ وہ ہے جو ایک صدی قبل حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُجالا کر دے

ہم سب یہ عہد کریں کہ مل کر نئی نسل کے لیے روشنی کا اہتمام کریں گے، ان کو دین کی راہ اور قرآن وحدیث کی مقدس روشنی، اسلامی لٹریچر، مذہبی رسائل، دینی کتب اور اصلاحی

دروس کے ذریعے فراہم کریں گے۔ بقول حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

ذرہ نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اگر ہم ان اداکاروں، فنکاروں، گلوکاروں کو آئیڈیل بنانے والے نوجوان کے سامنے اپنے کریم آقا محبوب خدا، سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوہ حسنہ رکھیں تاکہ اپنی عقیدت اور جھوٹی محبت کے تراشے ہوئے اصنام سے ان کو دوری ہو اور حقیقت کی طرف بہرہ وری ہو۔

اس کام کا بہترین آغاز فاضل نوجوان استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد وسیم سیالوی صاحب (ناظمِ اعلیٰ: جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام، پیر محل) نے ہمیشہ کی طرح امسال بھی ایک بہترین کتاب "الدرر السنیہ من سیرۃ خیر البریہ" حسین شاہکار عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر پیش کیا ہے تاکہ نئی نسل کو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جھلک پیش کر کے ان کے مستقبل کو حسین اور مضبوط کیا جا سکے۔ قبلہ مفتی صاحب درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تحریر کے میدان میں نمایاں اور وعظ و تقریر کے میدان میں بھی بے مثال ہیں۔

اللہ کرے مفتی صاحب کے اخلاص اور محنت سے نوجوانوں کے دلوں میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں ہو، اور مسجد و مکتب کی راہ نصیب ہو۔ اور دل و دماغ عشق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرشار ہوں۔

آمین ثم آمین

مقدمہ

کسی بھی شخصیت کا تحقیقی جائزہ لینے کے لیے ہمارے پاس دو ہی پیمانے ہیں۔ ایک اس کے افکار و نظریات، دوسرا عمل و کردار۔ اگر ہم تاریخِ انسانی پر طائرانہ نظر ڈالیں تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ تاریخ کے ماتھے پر جن کے اسماء بطورِ نمونہ لکھے گئے، وہ افکار و نظریات میں یدِ طُولیٰ رکھتے تھے یا عمل و کردار میں بلند قامت۔ بیک وقت دونوں اوصاف میں بندگانِ خدا نے عروج تو ضرور پایا ہوگا مگر کمال نہیں۔ اگر ہمیں کمال کہیں نظر آتا ہے تو وہ جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہے۔ کیونکہ فکر کو طہارت اور عمل کو پاکیزگی کی خیرات اسی دَر سے میسر آتی ہے۔ اسی وجہ سے فکر و نظریات پر مشتمل ہر جملہ اور عمل و کردار پر مبنی الفاظ، تحریر کی شکل میں قلم و قرطاس کو زینت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اسی فکری بلندی اور عمل کی پاکیزگی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا اور سند کے طور پر فرمایا "مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ" (النساء:80) رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی ایک مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت و فرمانبرداری کا حکم ارشاد فرمایا۔ اصحابِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہم نے جب کامل اسوہ کو اپنایا تو وہ ہدایت کے ستارے کہلائے۔ یہ سیرت پر عمل پیرا ہونے کا پہلا مرحلہ تھا۔ رہی سیرتِ طیبہ لکھنے کی بات تو یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی ابتدا کس نے اور کب کی ہے؟ اگرچہ عام طور پر سیرت طیبہ کی تدوین کا اعزاز حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، امام زہری، موسیٰ بن عقبہ یا محمد بن اسحاق رحمہم اللہ علیہم اجمعین کو دیا جاتا ہے۔ یہ تمام بزرگ پہلی صدی کے آخر اور دوسری صدی ھ کے آغاز سے تعلق رکھتے ہیں۔

یاد رہے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ روشن باب ہے جو تحریر کا محتاج نہیں، اس لیے کہ

جب با قاعدہ اس کو مدون نہیں کیا گیا تھا تو اس کا عملی مطالعہ تب بھی ملتا تھا۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی
تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے۔اس وقت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے
تسلی دیتے ہوئے چند کلمات عرض کیے، جنہیں سیرتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطالعہ کی بنیاد قرار دیا جا
سکتا ہے۔

"کَلَّا وَ اللہِ مَا یُخزِیکَ اللہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحمِلُ الکَلَّ
وَتَکسِبُ المَعدُومَ وَتَقرِی الضَّیفَ وَتُعِینُ عَلیٰ نَوَائِبِ الحَقِّ" (بخاری: رقم 3)

اللہ تعالیٰ ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا نہیں چھوڑے گا بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صلہ رحمی
کرتے ہیں، مقروض کا بوجھ اٹھاتے ہیں، نادار کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں
اور مصیبت زدہ کی مدد کرتے ہیں۔اسی بات کی مزید تائید شاہ ہرقل کے الفاظ سے بھی ہوتی
ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گرامی نامہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے سننے سے پہلے ابوسفیان بن
حرب اور ان کے ساتھیوں کو دربار میں بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات، خاندان، حسب ونسب اور
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و کردار کے بارے ضروری سوالات کیے۔سیرت کے مطالعہ کا یہی
تجسس اور جذبہ جو نو مسلمانوں کے دلوں میں ابھرتا تھا بعد میں اس کی تدوین اور تالیف کا
باعث بنا۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ سیرتِ طیبہ کی تدوین کا آغاز فن مغازی یعنی ان جنگوں کے
حالات وواقعات ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت فرمائی۔شاید اس کی وجہ اہل عرب کا
فکری رجحان ہوگا، کہ وہ جنگوں کے حالات وواقعات پڑھنے اور سننے میں دلچسپی رکھتے تھے۔
پہلے شخص جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا وہ نامور صحابی حضرت زبیر بن عوام
رضی اللہ عنہ اور نامور صحابیہ حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بیٹے، حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا کے بھانجے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ کے نواسے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں، جو کہ ثقہ اور مستند راوی جانے جاتے ہیں۔ ان کی طرف "کتاب المغازی" منسوب ہے۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ: ج14/2، ص273)

اگرچہ کتاب المغازی کو ابو حسان الزیادی کی تصنیف بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایاتِ مغازی، جو مختلف کتابوں میں ملتی تھیں یکجا کردیا، تاہم فن مغازی کی باقاعدہ تدوین کا سہرہ بھی علم الحدیث کی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز کے سر ہے، کیونکہ انہوں نے یہ حکم دیا تھا کہ غزواتِ نبوی ﷺ کے بیان کا خاص حلقہ قائم کیا جائے۔ جس میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے لیے فن مغازی پر ید طولیٰ رکھنے والی شخصیت حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری کو مامور کیا گیا کہ وہ جامع مسجد میں بیٹھ کر مناقب اور مغازی کا درس دیا کریں۔ (تهذيب التهذیب: ج5، ص53)

اس فن مغازی میں مشہور محدث ابن شہاب زہری کی خدمات کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ جنہوں نے اس فن کو محفوظ کرنے کے لیے عبداللہ بن عمر، انس بن مالک، سائب بن یزید، سھل بن سعد رضی اللہ عنہم جیسے عظیم صحابہ سے روایات حاصل کیں پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مدینہ منورہ کے ایک ایک دروازہ پر جاتے اور جوان، معمر، مرد ہو یا عورت ہر ملنے والے سے روایات حاصل کرتے۔ حتی کہ پردہ نشین عورتوں کے پاس جاتے اور روایات پوچھ کر انہیں قلم بند کرتے تھے۔ (سیر اعلام: ج5، ص232)

اس فن مغازی کی ابتدائی خدمات جلیلہ میں حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا نام بھی سرفہرست ہے جنہوں نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا۔ اگرچہ ان کا شمار دوسرے درجہ کے تابعین میں ہوتا ہے، مگر انہیں مغازی کا ماہر مانا جاتا تھا۔ انہوں نے اس فن میں کتاب لکھی اگرچہ مرور زمانہ سے وہ ناپید ہوگئی۔ ان کے تبحر علمی کی وجہ سے امام

زہری کے پاس بلا اجازت جانے کی رخصت تھی ورنہ امام زہری کے ہاں دربان ہوتا، اور ہر آنے والے کو اجازت لینا ضروری تھا۔ ان کے اس فن میں ید طولیٰ کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو ترغیب دیا کرتے تھے کہ مغازی سیکھنا ہو تو مرد صالح حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے سیکھا کرو۔ (سیر اعلام: ج6، ص115)

تابعین میں دوسری شخصیت جنہوں نے اس فن مغازی میں نام پیدا کیا وہ محمد بن اسحاق ہیں، جنہوں نے مستقل مغازی پر کتاب "السیرۃ والمبدا والمغازی" لکھی جس پر بعد میں مشہور محدث عبد الملک المعروف ابن ہشام نے اضافات قائم کیے، جو کہ آج سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔

اور انہیں سے متصل ایک معروف نام امام واقدی کا بھی ہے کہ انہوں نے بھی اس فن کی تدوین واشاعت میں وافر حصہ پیش کیا۔ پھر اپنے اپنے زمانہ میں علماء ومؤرخین نے اس فن کو تحریری انداز میں پیش کیا۔

سیرت النبی ﷺ کا یہ انداز جو راقم الحروف فقیر سیالوی نے اپنایا، اس پر بھی مشہور ائمہ اپنی شہرہ آفاق تصانیف ورثہ مسلم بنا چکے ہیں، جیسا کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی "الوفا باحوال المصطفیٰ" امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی "وفاء الوفا باخبار المصطفیٰ" ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ کی "الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر" مشہور ہیں۔

لیکن اس کتاب "الدرر السنیہ من سیرۃ خیر البریہ" کو سوالا جوابا لکھا گیا ہے۔ راقم الحروف نے اس کتاب کو ترتیب دینے میں ماخذ امام محمد بن یوسف الصالحی الشافی متوفی 943ھ کی کتاب "سُبُلُ الھُدٰی وَالرَّشَاد" کو بنایا۔ جب کہ اکثر روایات واحادیث کی تخریج کر دی گئی ہے۔

محمد وسیم سیالوی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمَاءَ، وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ اَظْھَرَ حُسْنَہٗ لِمَنْ شَاءَ، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ فِیْ یَدِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِوَاءَ، وَعَلٰی اٰلِہِ الَّذِیْ یَحْصُلُوْنَ بِسِیْرَتِہٖ ضِیَاء

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب،21)

بیشک تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کامل نمونہ ہے۔

محترم قارئین! ہمارا تعلق اس ملت اسلامیہ کے ساتھ ہے جس کی عظمت کے پھریرے صدیوں مشرق ومغرب کی فضاؤں میں لہراتے رہے، اور جس کے سپوتوں کی ہیبت وجلال سے کبھی قیصر وکسری کے ایوانوں میں لرزہ طاری رہتا تھا، مگر افسوس صد افسوس! آج اس ملت کے افراد کو اپنے گھروں میں بھی راحت وسکون کا سانس لینا نصیب نہیں ہے۔ آج دنیا میں سب سے زیادہ کمزور، بے بس قوم، جو طاقت ور قوموں کے ظلم کا نشانہ بنی ہوئی ہے، وہ امت مسلمہ ہے۔ جس کی مرکزی وجہ اسوہ حسنہ اور سیرت طیبہ سے بیزاری ہے یہ بات حقیقت ہے کہ اسلاف سے مخالفت کی وجہ سے عظیم قوم جب اپنی عظمتوں سے محروم ہوتی ہے تو پھر صفحہ ہستی سے مٹتے اسے دیر نہیں لگتی۔ لہذا آج امت مسلمہ کی بقا اور امن وامان صرف اور صرف اسی میں ہے کہ سیرت مطہرہ سے وابستگی کو یقینی بنایا جائے، زندگی کے ہر شعبہ میں اسوہ مصطفے ﷺ کو کامل نمونہ سمجھ کر اسے اپنی عملی زندگی پر نافذ کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک

س: والد گرامی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے آپ ﷺ کا متفق علیہ نسب کیا ہے؟

ج: سیدنا محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس

بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان رحمۃ اللہ علیہم۔

یہاں تک سب مورخین کا اتفاق ہے۔ اس سے اوپر اختلاف ہے،

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عدنان حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد پاک سے ہیں بلکہ اختلاف اس بات میں ہے کہ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان کتنے آباء تھے، پھر کسی نے زیادہ اور کسی نے کم بیان کر دیے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت آدم علیہ السلام تک نسب شریف میں اختلاف بیان کیا جاتا ہے۔ (سبل الهدى والرشاد: ج ا، ص ۲۳۹)

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آبا کا سلسلہ مادری بیان کریں؟

ج: عبداللہ بن عبدالمطلب: فاطمہ بنت عمرو — عبدالمطلب بن ہاشم: سلمی بنت عمرو بن زید

ہاشم بن عبد مناف: عاتکہ بنت مرہ بن ہلال — عبد مناف بن قصی: حبّی بنت حلیل بن حبشہ،

قصی بن کلاب: فاطمہ بنت سعد بن سیل، — کلاب بن مرہ: ہندہ بنت عامر بن کعب

مرہ بن کعب: مخشیہ بنت شیبان بن محارب — کعب بن لوی: ماویہ بنت کعب بن القین

لوی بن غالب: عاتکہ بنت یخلد بن انضر — غالب بن فہر: لیلی بنت حارث بن تمیم

فہر بن مالک: جندلہ بنت عامر بن الحارث — مالک بن نضر: عکرشعہ بنت عدوان بن عمر

نضر بن کنانہ: تبرہ بنت مرہ بن ادین — کنانہ بن خزیمہ: عوانہ بنت سعد بن قیس

خزیمہ بن مدرکہ: سلمی بنت اسلم بن الحاف — مدرکہ بن الیاس: لیلی بنت علوان بن عمران

الیاس بن مضر: رباب بنت عبدہ بن مضد — مضر بن نزار: سودہ بنت عک بن الربث

نزار بن معد: معانہ بنت جوشم بن حلہمہ — معد بن عدنان: مہدہ بنت لخم بن جلحب

(طبقات ابن سعد، ج1، ص73 تا75)

س: والدہ کی طرف سے آپ ﷺ کا نسب مبارک بیان کریں؟

ج: آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ

نوٹ: آپ ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ اور والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما دونوں کا سلسلہ نسب حضرت کلاب بن مرہ سے جا کر مل جاتا ہے۔

س: آپ ﷺ کا سلسلہ نسب مادری بیان کریں؟

ج: آمنہ بنت وہب: برہ بنت عبد العزی   برہ بنت عبد العزی: ام حبیب بنت اسد

ام حبیب بنت اسد: برہ بنت عوف بن عبید   برہ بنت عوف: قلابہ بنت حارث

قلابہ بنت حارث: امیمہ بنت مالک   امیمہ بنت مالک: دب بنت ثعلبہ

دب بنت ثعلبہ: عاتکہ بنت غاضرہ بن خطیط   عاتکہ بنت لیلی بنت عوف بن قسی

(طبقات ابن سعد: ج1، ص68)

آپ ﷺ کے والد گرامی کا تعارف

س: آپ ﷺ کے والد گرامی کا مختصر تعارف بتائیں۔؟

ج: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا مشہور لقب ذبیح تھا، جس کی وجہ یہ واقعہ بنا، آپ ﷺ کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ آب زمزم کا کنواں کھود رہے تھے مددگاروں کی جب قلت محسوس ہوئی تو نذر مانی اللہ تعالیٰ اگر مجھے دس بیٹے دے اور وہ جوانی کی عمر کو پہنچیں تو میں ایک بیٹا بیت اللہ کے قریب ذبح کردوں گا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے دس بیٹے عطا فرما دیے جب ذبح کا وقت آیا تو لوگوں کے مشورہ سے قرعہ اندازی ہوئی جس میں تینوں مرتبہ نام حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا آیا، جب حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ انہیں ذبح کرنے نکلے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے چھری کے نیچے سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو نکال لیا، جس سے آپ کے چہرے پر زخم ہوگیا جس کا نشان وصال کے وقت بھی موجود تھا پھر

ایک کاہنہ سے مشورہ ہوا جس نے پوچھا تمہارے ہاں ایک جان کی دیت کیا ہے؟ قریش نے جواب دیا دس اونٹ، اس نے کہا تم قرعہ نکالو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور اونٹوں کے درمیان اگر قرعہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلے تو دس اونٹ بڑھا کر پھر قرعہ اندازی کرنا یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آئے جب قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ ہر بار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلا یہاں تک کہ اونٹ بڑھتے بڑھتے سو (100) ہو گئے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا، اہل قریش کہنے لگے عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تمہارا خدا تم سے راضی ہو گیا آپ نے فرمایا میں تین بار قرعہ نکالوں گا اگر اونٹوں کا نکلا تو میں جان جاؤں گا میرا رب تعالیٰ اسی میں راضی ہے، تو پھر سو اونٹوں کے عوض جب قرعہ نکالا گیا تو ہر تین بار قرعہ اونٹوں کے نام نکلا جن کو ذبح کیا گیا، اسی وجہ سے نبی ﷺ نے فرمایا "اَنَا ابنُ الذَّبِیحَتَینِ" میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ جب کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد و ابو احمد تھی، مکہ میں پیدا ہوئے ، پاکدامنی اور پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ (تاریخ دمشق الکبیر رقم 1669)

عالم شباب میں پرہیزگاری کا عالم یہ تھا کہ فاطمہ بنت مرہ جیسی حسینہ و جمیلہ، عفیفہ اور پاکدامن عورت جن کے جوانوں میں چرچے تھے انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو عرض گذار ہوئیں کیا تو مجھ سے متمتع ہونے سے راضی ہے بدلہ میں تجھ کو ایک سو اونٹ بھی دوں گی۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اَمَّا الحَرَامُ فَالمَوتُ دُونَہٗ   وَالحِلُّ لَا حِلَّ فَاستَبِینَہٗ

(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 106، 116)

فعل حرام تو ممکن نہیں، بجائے اس کے مرجانا قبول ہے، اور حلال کی کوئی صورت نہیں کہ اس کی سبیل نکلے پھر آپ کا نکاح حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

یوں ان دونوں شخصیات کو ابوین مصطفی ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ملک شام تجارت کے لیے تشریف لے گئے، واپسی پر صحت خراب ہوئی تو قافلہ والوں کے مشورہ سے آپ مدینہ منورہ اپنے ننھیال ہی ٹھہر گئے قافلہ کے مکہ پہنچنے پر حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی بیماری کی خبر ملی تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ روانہ کیا، پہنچنے پر پتہ چلا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تو وصال فرما گئے ہیں انہیں "نابغہ" کے گھر میں دفن کر دیا گیا ہے۔
حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے مکہ واپس آ کر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر دی تو آپ کے والد گرامی اور بہن بھائیوں کو شدید صدمہ ہوا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حال دل بیان کرتے ہوئے کچھ اشعار کہے جن میں سے ایک یہ ہے۔

فَاِنْ یَکُ غَالَتْہُ الْمَنَایَا وَرَیْبُھَا فَقَدْ کَانَ عَطَاء کَثِیْرَ التَّرَاحُمِ

(طبقات ابن سعد: ج1، ص119، 120)

وہ تشریف لے گئے مگر اپنے پیچھے آثار اچھے چھوڑ گئے کیونکہ وہ نہایت درجہ فیاض اور بہت ہی رحم دل تھے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی وصال کے وقت عمر مبارک پچیس (25) سال تھی جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی شکم مادر میں ہی جلوہ گر تھے۔ (طبقات ابن سعد۔ ج1، ص120)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں کا بیان

س: سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچے کتنے اور کون کون سے تھے؟

ج: حضرت عبد المطلب کے بیٹوں کی تعداد کے بارے مشہور تین قول ہیں۔

1: نو 2: گیارہ 3: تیرہ۔

حارث	ابوطالب	زبیر رضی اللہ عنہ	عبد الکعبہ	حمزہ رضی اللہ عنہ
عباس رضی اللہ عنہ	مقوم	مغیرہ	ضرار	قثم

ابولہب غیداق حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص 82)

س: آپ ﷺ کے کتنے چچاؤں نے اعلانیہ قبول اسلام فرمایا؟

ج: آپ ﷺ کے دو چچا حضرت عباس اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما نے اعلانیہ اسلام قبول فرمایا۔

س: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں؟

ج: حضرت عباس رضی اللہ عنہ واقعہ فیل سے تین سال پہلے پیدا ہوئے

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص 93)

نبی ﷺ ان کے ساتھ بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ جنگ بدر کے قیدیوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کراہ رہے تھے تو نبی ﷺ بے تاب ہوئے، اصحاب نے بے تابی کی وجہ پوچھی تو سرکار ﷺ نے فرمایا مجھے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے کراہنے نے بے تاب کر دیا ہے صحابی گئے اور بند ڈھیلے کر دیے۔ (سبل الهدی والرشاد: ج11، ص 98)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت پہلے اسلام قبول کر چکے تھے مگر حکمت کے پیش نظر اپنا ایمان چھپائے رکھا یہی وجہ تھی کہ یوم بدر سرکار ﷺ نے فرمایا انہیں قتل کوئی نہ کرے یہ مجبوراً نکلے ہیں۔ (المستدرک للحاکم: رقم4988)

فتح مکہ کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایمان ظاہر کیا، دوسرے قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ اس سے پہلے قبول اسلام کر چکے تھے۔ نبی ﷺ باپ کی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا احترام فرماتے تھے۔ (سبل الهدی والرشاد: ج11، ص 98)

اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے "اَمَا عَلِمۡتَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنۡوُ اَبِیۡهِ" (ابو داود: رقم1623) چچا تو باپ کی مثل ہوتا ہے۔ اور فرمایا "اَلۡعَبَّاسُ عَمِّیۡ وَصِنۡوُ اَبِیۡ" عباس رضی اللہ عنہ میرے چچا ہیں جو کہ میرے والد گرامی کی مثل ہیں۔ (الفوائد الشهير للبزاز: رقم313)

آپ ﷺ نے تین مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا فرمائی۔

"اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْعَبَّاسَ وَوَلَدَ الْعَبَّاسِ" (سبل الھدی والرشاد: ج 11، ص 101)

اور فرمایا چچا کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت مہدی علیہ السلام آپ کی اولاد میں سے ہوں گے انہیں توفیق ملے گی وہ اپنے رب تعالیٰ سے اور رب تعالیٰ ان سے راضی ہوگا

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص101)

فرمایا جنت میں، میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے سامنے ہونگا میرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان ہوں گے جیسے ایک مومن دو خلیلوں کے درمیان ہوتا ہے۔

(معجم لابن عساکر: رقم1293)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وصال اٹھاسی (88) سال کی عمر میں چودہ (4) رجب المرجب بائیس (22) ھ بروز جمعۃ المبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا البقیع شریف میں دفن ہوئے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص104)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی نبی ﷺ کا بے پناہ ادب کیا کرتے تھے پوچھا گیا آپ رضی اللہ عنہ بڑے ہیں یا جناب رسول اللہ ﷺ؟ فرمانے لگے "هُوَ اَكْبَرُ مِنِّيْ وَاَنَا وُلِدْتُ قَبْلَهٗ" آپ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں اور میری ولادت پہلے ہوئی۔ (ترمذی: رقم3619)

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ۔

س: حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات بیان کریں؟

ج: حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت نبی ﷺ کی ولادت سے کچھ عرصہ قبل ہوئی آپ ﷺ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ثویبہ کا دودھ بھی پیا تھا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص90)

سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے انہوں نے خبر دی کہ ساتوں آسمانوں پر لکھا ہے "حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ

رَسُوْلِہٖ" (المعجم الکبیر للطبرانی:رقم2952)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہے۔

سرکار ﷺ نے فرمایا۔

"خَیْرُ اِخْوَتِیْ عَلِیٌّ وَ خَیْرُ اَعْمَامِیْ حَمْزَۃُ" (سبل الھدی والرشاد: ج 11، ص 90)

"میرے بھائیوں میں بہترین علی رضی اللہ عنہ اور چچاؤں میں بہترین حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں"

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے، حالت جنابت میں شہید ہونے کی وجہ سے فرشتوں نے غسل دیا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 91)

کفن کے لیے کپڑا اتنا کم تھا، کہ چہرے پر ڈالتے تو پاؤں ننگے، پاؤں پر ڈالتے تو چہرہ ننگا ہو جاتا، سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا سر ڈھانپ کر علجان کی بوٹی پاؤں پر ڈال دو۔ (المعجم الکبیر :رقم12107)

جبکہ وصال کے وقت ان کی عمر مبارک انسٹھ (59) سال تھی۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص92)

میدان احد میں ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار پر انوار آج بھی مرجع خلائق ہے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج 11، ص92)

سرکار ﷺ کی پھوپھیوں کا بیان

س: نبی ﷺ کی پھوپھیاں کتنی اور کون کون سی ہیں؟

ج: حضور ﷺ کی چھ (6) پھوپھیاں تھیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

1 ام حکیم (البیضا) 2 برہ 3 امیمہ 4 عاتکہ 5 اروی 6 صفیہ

س: آپ ﷺ کی پھوپھیوں میں سے کون کون مشرف باسلام ہوئیں؟

ج: حضور ﷺ کی پھوپھیوں میں سے حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بالاتفاق ایمان لائیں

جبکہ عاتکہ اور اروی کے قبول اسلام میں اختلاف ہے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج 11، ص 86)

س: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا وصال کب ہوا؟

ج: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا وصال عہد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیس (20) ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر تہتر (73) سال تھی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج 11، ص 86)

آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کا تعارف

س: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات ذکر کریں؟

ج: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی کا نام وہب بن عبد مناف تھا، جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا برہ بنت عبد العزی کے شکم اطہر سے پیدا ہوئیں جب کہ اپنے چچا وہیب بن عبد مناف کے ہاں تربیت پائی۔ شرافت اور پاکدامنی میں اپنی مثال آپ تھیں بلکہ اس وقت کی دانا عورتیں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی ظاہری صفات دیکھ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی والدہ بننے کی بشارت دیا کرتی تھیں۔ (سبل الھدی، ج 1، ص 325)

حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو لے کر مدینہ منورہ آئے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی خواستگاری کی باہمی رضامندی کے نتیجہ میں نکاح ہوا، اس طرح حضرت آمنہ نور مصطفےٰ ﷺ کی امینہ بنی اور ام نبی ﷺ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بھی اسی مجلس میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی چچازاد بہن ہالہ بنت وہیب کے ساتھ نکاح فرمایا اور مکہ مکرمہ کے لیے رخت سفر باندھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تو چونکہ مدینہ منورہ میں ہی نور نبی ﷺ کی امینہ بن چکی تھیں۔ مکہ پہنچنے کے بعد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے واپسی پر مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت آمنہ رسول اللہ ﷺ کو لے کر مدینہ منورہ آئیں اس وقت آپ ﷺ کی ظاہری عمر مبارک چھ (6) سال تھی، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ ”دار النابغہ“ میں ایک وقت تک قیام پذیر رہیں۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز چاہ بنی عدن النجار میں مدینہ کے لڑکوں کے ساتھ تیراکی کر رہے تھے کہ وہاں سے یہود کی ایک جماعت گزری جنہوں نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کو دیکھا اور کہا یہ لڑکا آخری نبی بن کر مبعوث ہوگا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی انہوں نے فوراً مدینہ سے مکہ کی طرف روانگی کا حکم دیا یہ مختصر ترین قافلہ دار ہجرت سے دار ولادت کی طرف روانہ ہوا دوران سفر جب مقام ابوا پر پہنچے تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا بے ہوش ہوگئیں جب دوبارہ ہوش میں آئیں تو یہ اشعار کہے۔

بَارَکَ اللّٰہُ فِیکَ مِنۡ غُلَامٍ　　اِنۡ صَحَّ مَا اَبۡصَرۡتُ فِی الۡمَنَامِ

فَاَنۡتَ مَبۡعُوثٌ اِلَی الۡاَنَامِ　　مِنۡ عِنۡدِ ذِی الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ

(سبل الھدیٰ والرشاد، ج2، ص121)

اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اے بیٹے! اگر وہ سب صحیح ہے جو ہمیں دکھایا گیا ہے تو اللہ رب العزت، آپ ﷺ کو مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجے گا۔ (طبقات ابن سعد، ج1، ص134)

اسی مقام پر وصال ہوا اور مقام ابوا پر ہی آخری آرامگاہ بنی۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس آگئیں۔

آپ ﷺ کی رضاعی امہات کا بیان

س: آپ ﷺ نے کتنی خواتین کا دودھ پیا؟

ج: سرکار ﷺ نے دس (10) خواتین کا دودھ نوش فرمایا۔

س : آپ ﷺ کی رضاعی ماؤں کے اسماء بتائیں؟

ج 1 والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے سات ایام تک آپ ﷺ کو اپنا شیر پلایا

2 ابولھب کی لونڈی ثویبہ نے کئی روز تک آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔

3 خولہ بنت منذر نے آپ ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی

4 ام ایمن برکتہ نے بھی سعادت حاصل کی جب کہ بعض نے کہا ہے کہ نہیں! صرف آپ ﷺ کی کفالت کی ہے۔

5 ام فروہ کا دودھ بھی نبی ﷺ نے نوش فرمایا

6 حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے مکمل مدت رضاعت دودھ پلایا

7 قبیلہ بنو سعد کی کوئی دوسری عورت حضرت حلیمہ کے علاوہ۔

8 قبیلہ بنو سلیم کی تین عورتوں نے یہ شرف حاصل کیا مگر اسما مذکور نہیں۔

(سبل الھدی والرشاد: ج1، ص375تا378)

ازواج مطہرات کا بیان

س: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد کتنی ہے؟

ج: ایک قول کے مطابق آپ ﷺ نے پندرہ (15) عفت مآب خواتین سے نکاح فرمایا جن میں سے تیرہ (13) کے ساتھ آپ نے حق زوجیت ادا فرمایا اور گیارہ (11) آپ کے کاشانہ اقدس میں رہیں جبکہ آپ ﷺ کے وصال ظاہری کے وقت نو (9) ازواج مطہرات تھیں۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص143)

س: خاندان قریش سے تعلق رکھنے والی ازواج مطہرات کے نام اور تعداد بیان کریں؟

ج : چھ (6) ازواج مطہرات خاندان قریش سے تعلق رکھتی ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبری　حضرت عائشہ بنت صدیق　حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان

حضرت حفصہ بنت عمر حضرت ام سلمہ بنت امیہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص143)

س: ان ازواج کی تعداد اور نام بیان کریں جو عربی مگر غیر قریشی ہیں۔؟

ج؛ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص144)

س: اس ام المؤمنین کا نام بتائیں جو غیر عربیہ تھیں؟

ج: حضرت صفیہ بنت حُیی غیر عربی تھیں جنکا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص145)

س: قریشی امہات المؤمنین کا مختصر تعارف بیان کریں۔؟

ج؛ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا۔

ام المؤمنین خدیجۃ الکبری کے والد کا نام خویلد والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا جبکہ آپکو زمانہ جاہلیت میں بھی "طاھرۃ" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11 ص156)

آپ کا پہلا نکاح عتیق بن عائذ سے ہوا جن سے ایک بچی "ہندہ" پیدا ہوئی۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص155)

حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے جب نبی ﷺ نے نکاح فرمایا معروف قول کے مطابق سیدہ پاک کی عمر چالیس (40) سال تھی۔ جب کہ نبی ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال تھی حضور ﷺ کی تمام اولاد پاک (ماسوا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ) حضرت سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے ہے۔ جب تک آپ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں نبی اکرم ﷺ نے کسی عورت سے نکاح نہ فرمایا وہ آپ ﷺ کے پاس چوبیس (24) سال کچھ ماہ رہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں بہت سی روایات مروی ہیں جیسا کہ سب سے پہلے دامن اسلام سے پیوستہ ہونے والی خاتون سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص156)

1۔رب تعالی نے انہیں جبریل امین کے ہاتھ کے ذریعے سرکار ﷺ تک سلام پہنچایا۔

(المستدرک للحاکم: رقم4856)

2۔آپ رضی اللہ عنہا کیلئے جنت میں موتی کے محل کی بشارت دی جہاں شور وغل نہیں ہوگا۔

(بخاری: رقم1792)

3۔دنیا میں آپ ﷺ نے انکو جنت کے انگور کھلائے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی: رقم6098)

ام المومنین رضی اللہ عنہا کا وصال پینسٹھ (65) سال کی عمر میں معراج سے تین سال قبل ہوا۔ نبی ﷺ نے خود قبر میں اتارا نماز جنازہ نہ پڑھی گئی کیونکہ آپکا وصال نماز جنازہ کی مشروعیت سے پہلے ہوا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص159)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جبکہ والدہ کا نام "ام رومان بنت عامر" ہے جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا "مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلیٰ امْرَاَۃٍ مِّنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ فَلْیَنْظُرْ اِلیٰ اُمِّ رُوْمَانٍ" تم میں سے جو چاہتا ہے کہ وہ حور عین کی زیارت کرے وہ ام رومان کو دیکھ لے" یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب انکو لحد میں اتار دیا گیا تھا۔ (المستدرک للحاکم: رقم6000)

آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ تھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے جو کہ آپ کے بھانجے تھے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص164)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت بعثت سے چار یا پانچ سال بعد ہوئی۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص164)

سرکار ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ یا سات سال کی عمر میں ہجرت سے دو یا تین سال قبل نکاح فرمایا، رخصتی کے وقت ام المؤمنین کی عمر مبارک نو (9) سال تھی جبکہ نبی ﷺ کے وصال کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اٹھارہ (18) سال تھی۔

(سبل الهدی والرشاد :ج11، ص168)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں سے وہ واحد بیوی ہیں جو کہ کنواری تھیں۔

(سبل الهدی والرشاد :ج11، ص174)

آپ کے فضائل کتب حدیث میں بے شمار بیان کیے گئے ہیں چند ایک یہ ہیں۔

1، نکاح سے قبل جبریل امین آپکی تصویر ریشم کے کپڑے میں لیکر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (بخاری:رقم7012)

2، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں نبی ﷺ کی زوجہ ہیں۔

(سبل الهدی والرشاد :ج11، ص168)

3، ایام مرض میں نبی ﷺ نے انکے ہاں قیام فرمایا۔

(سبل الهدی والرشاد :ج11، ص175)

4، آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا دیگر خواتین پر یوں افضل ہیں جیسے ثرید تمام کھانوں پر۔ (بخاری:رقم3433)

5، آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے آیت تیمم نازل ہوئی۔

6، آپکی پاکدامنی بیان کرنے کیلئے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں آیات نازل فرمائیں۔

7، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو فصیح و بلیغ اور ذہین خطیب نہیں دیکھا۔ (سبل الهدی والرشاد :ج11، ص179)

حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کا وصال سترہ (17) رمضان المبارک بروز منگل ستاون (57) یا اٹھاون (58) ھ کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپکی نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ

رضی اللہ عنہ نے پڑھائی آپکی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

(سبل الھدی والرشاد :ج11، ص182)

ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنھا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا،خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔آپ کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا آپکی ولادت بعثت سے پانچ سال پہلے ہوئی ان دنوں قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ (سبل الھدی والرشاد، ج11، ص184)

حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما حضرت خُنَیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں جوکہ بدر میں شریک ہوئے زخموں کی شدت کی وجہ سے مدینہ منورہ میں انکا وصال ہوا۔

(سبل الھدی والرشاد :ج11، ص184)

آپ ﷺ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے ہجرت کے تقریبا تیس (30) ماہ بعد ماہ شعبان میں نکاح فرمایا۔ (سبل الھدی والرشاد :ج11، ص184)

آپ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے نبی ﷺ کی کوئی اولاد نہیں ہے،ان کا وصال ماہ شعبان پینتالیس (45) ھ دوسرے قول کے مطابق اکتالیس (41) ھ میں ہوا۔نماز جنازہ امیر مدینہ مروان نے پڑھائی اور چند قدم کندھا بھی دیا تھا آپکی میت کو کندھا دینے والے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے پھر مدینہ منورہ جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔

(سبل الھدی والرشاد :ج11، ص184)

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

آپکا نام ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپکی کنیت ھند یا رملۃ تھی والد گرامی کا نام ہند والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر تھا آپکا پہلا نکاح ابوسلمہ سے ہوا جن سے چار بچے سلمہ،عمر،رقیہ اور زینب پیدا ہوئے۔انہوں نے غزوہ بدر اور احد میں شرکت کی بازو پر تیر لگا ایک ماہ تک علاج جاری رہا ایک سو پچاس (150) سواروں کے ساتھ ”قطن“ کی مہم کی طرف روانہ کیا جن میں انتیس (29) دن

صرف ہوئے واپسی پر وہی تیر کا زخم پھٹنے سے آٹھ (8) جمادی الثانی چار (4) ھ میں وصال ہوا۔

جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ الفاظ ادا کیے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ، اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنِیۡ فِیۡ مُصِیۡبَتِیۡ وَ اَخۡلِفۡ لِیۡ خَیۡرًا مِّنۡھَا۔

کیونکہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے یہ الفاظ سنے تھے کہ مصیبت کے وقت اگر یہ الفاظ ادا کیے جائیں تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطاء فرما دیتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ الفاظ تو ادا کر دیے مگر دل میں تھا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر میرے لیے کون ہو سکتا ہے؟۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکو پیغام نکاح بھیجا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رد کر دیا پھر نبی ﷺ نے انکو پیغام نکاح دیا آپ رضی اللہ عنہا نے قبول کرلیا۔

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص187، 188)

پھر سرکار ﷺ نے ماہ شوال چار (4) ھ میں ان سے نکاح فرمایا حضور ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم پر سیاہ چادر پھیلائی اور یہ دعا مانگی "اَللّٰھُمَّ اِلَیۡکَ لَا اِلَی النَّارِ اَنَا وَ اَھۡلِ بَیۡتِیۡ" "مولا میں اور میری اھل بیت تیری طرف نہ کہ آگ کی طرف" ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میں بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا "وَ اِنَّکِ مِنۡ اَھۡلِ الۡبَیۡتِ" تم بھی تو اہل بیت سے ہی ہو۔

(المعجم الكبير: رقم 2667)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے جناب رسول اللہ ﷺ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ نبی ﷺ نے انکو کربلا کی مٹی عطاء فرما کر کہا جس دن یہ خون ہو جائے تو جان لینا میرا شہزادہ حسین علیہ السلام شہید ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال اکسٹھ (61) ھ میں ہوا جب یزید برسر اقتدار تھا۔

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص191)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا۔

آپکا نام رملۃ جبکہ کنیت ام حبیبہ تھی والد کا نام ابو سفیان، والدہ کا نام صفیہ بنت ابو العاص تھا۔

(سبل الھدی والرشاد :ج11، ص193)

آپ رضی اللہ عنہا پہلے عبد اللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں ان کے ہاں حبیبہ پیدا ہوئیں ۔ہجرت حبشہ کے دوران آپ کے شوہر عبد اللہ نے نصرانیت قبول کرلی اور اسی پر مر گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کو لکھ بھیجا کہ ام حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کردیا جائے اس نے لبیک کہا۔ چارسو دینار کے بدلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح کیا اور کھانے کا پر تکلف اہتمام فرمایا۔ پھر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ انکو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (سبل الھدی والرشاد :ج11، ص193)

آپکو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اس قدر تھی کہ ابو سفیان صلح حدیبیہ کی مدت میں توسیع طلب کرنے کیلئے آئے ۔تو اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس ملنے گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگے تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر اکٹھا کردیا ابو سفیان نے کہا بیٹی یہ بستر میرے قابل نہیں یا میں اس لائق نہیں کہ اس بستر پر بیٹھوں؟ (یہ قبولِ اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے) انہوں نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر پاک ہے جبکہ تم ناپاک مشرک آدمی ہو۔

(سبل الھدی والرشاد :ج11، ص195،196)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی اولاد نہیں ہے ۔انہوں نے چوالیس (44) ھ میں وصال فرمایا۔ (سبل الھدی والرشاد، ج11، ص196)

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی کا نام زمعہ اور آپ کی والدہ کا نام شموس بنت قیس تھا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص198)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح سے پہلے حضرت سودہ سکران بن عمرو کی زوجیت میں تھیں۔
انہوں نے ان کے ساتھ ہی اسلام قبول کرلیا۔ دوسری ہجرت حبشہ کے بعد جب مکہ میں آئے تو انکا وصال ہوگیا عدت گذرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ (8) یا دس (10) نبوی کو ان کے ساتھ نکاح کیا اور رخصتی بھی مکہ مکرمہ میں ہوگئی تھی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 198)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عمر رسیدگی کی وجہ سے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے رکھی تھی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص199)

آپ رضی اللہ عنہا کا وصال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر میں ہوا۔ دوسری روایت کے مطابق آپکا وصال چوّن (54) ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ہوا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص200)

ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

آپ کے والد گرمی کانام جحش جبکہ آپکی والدہ کا اسم گرامی امیمہ بنت عبد المطلب ، جوکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 201)

انکا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا جوکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "لے پالک" بیٹے تھے۔ جب انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہ کو طلاق دے دی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو پیغام نکاح بھیجا انہوں نے خاموشی اختیار فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "وَ تُخفِی فِی نَفسِکَ مَا اللهُ مُبدِیهِ" (الاحزاب، 37) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھپاتے تھے اپنے دل میں ایک چیز تو اللہ تعالیٰ اس کو کھولنا چاہتا ہے۔

یہ نکاح ہجرت کے تیسرے سال ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دیگر امہات المؤمنین پر فخر کیا کرتی تھیں کہ آپ کے نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے سرپرستوں نے کیے جبکہ میرا نکاح رب تعالیٰ نے کیا۔ (المختصر النصیح: رقم2598)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور پنیر اور گھی کا حلوہ بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے لا کر نبی ﷺ کے سامنے رکھ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم اور فلاں فلاں کو بلاؤ۔ ان کے علاوہ بھی جو ملے اسے میرے پاس بلاؤ جب سب لوگ آگئے یہاں تک کہ حجرہ بھر گیا آپ ﷺ نے پیالے پر ہاتھ رکھا "تَكَلَّمَ بِمَاشَاءَ اللّٰه" آپ ﷺ نے پڑھا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر فرمایا اسے لوگوں کو کھلاؤ لوگ گروہ در گروہ کھاتے گئے حتی کہ لوگ ختم ہو گئے حلوہ پہلے سے کم نہ ہوا پھر میں یہ تعجب خیز خبر بتانے کیلئے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گیا انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو سارے مدینہ والوں کیلئے کافی فرما دیتا لیکن بتاؤ کتنے صحابہ موجود تھے؟ عرض کی تین سو (300) صحابہ نے تناول فرمایا ہے۔　(مشکوۃ، رقم 5658)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے ہاتھ لمبے ہیں، تو ازواجِ مطہرات دیوار کے ساتھ ہاتھ ماپنے لگیں، آپ ﷺ نے فرمایا میری مراد یہ نہیں بلکہ زیادہ نیکی کرنے والی ہے۔　(مسلم، رقم 2452)

نبی اکرم ﷺ کی اس بشارت سے مراد زوجہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے مجھ سے وہ پہلے ملے گی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں ہم ہاتھ ماپنے لگیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے طویل تھے۔　(مسلم: رقم 2452)

حتی کہ آپ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد امہات المؤمنین میں سے سب پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا عہد فاروقی سن بیس (20) ھ ترپن (53) سال کی عمر میں وصال ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قابل ستائش، یتیموں اور بیواؤں کی بے مثال دیکھ بھال

کرنے والی چلی گئی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص203،204)

حضرت زینب بنت خزیمہ الھلالیہ رضی اللہ عنہا۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام خزیمہ جبکہ آپکی کنیت ام المساکین تھی۔ آپکا پہلا نکاح حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا جو کہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ رضی اللہ عنہا طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ عدت کے بعد سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے اپنا معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ (12) اوقیہ چاندی اور ایک چادر حق مہر کے عوض ان سے نکاح فرمایا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص205)

آپ رضی اللہ عنہا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانہ انور میں تھوڑی دیر رہیں ماہ ربیع الاول چھ (6) ھ میں تیس (30) سال کی عمر پا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں وصال فرمایا۔ زیادہ سے زیادہ آٹھ (8) ماہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں رہیں۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص206)

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدل کر میمونہ رکھا، والد گرامی کا نام حارث والدہ کا نام ھندہ بنت عوف تھا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص207)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ابورہم بن عبد العزی، یا ان کے علاوہ کسی اور کے نکاح میں تھیں۔ فتح خیبر کے بعد سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے اپنے آپ کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کر دیا انہوں نے جب اپنا آپ بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الاحزاب، 50)

اور مؤمن عورتیں اگر اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وقف کر دیں، اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے نکاح کا ارادہ رکھیں تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلال ہیں۔ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا مکہ سے واپسی پر "سرف" کے مقام پر ان سے وظیفہ زوجیت ادا کیا یہ ہجرت کا آٹھواں (8) سال تھا ایک دوسری روایت میں یہ واقعہ پانچ (5)، یا سات (7) ھ کا بھی بیان ہوا۔ (سبل الهدی والرشاد: ج11، ص207)

یہ آخری زوجہ محترمہ تھیں جن سے نکاح کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے وظیفہ زوجیت بھی ادا فرمایا۔ (سبل الهدی والرشاد: ج11، ص209)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا اسی جگہ مقام "سرف" پر تینتیس (33) ھ میں وصال ہوا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وظیفہ زوجیت ادا فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا مزار پر انوار وہیں ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ تھا۔ ایک دوسری روایت میں انکا وصال اکسٹھ (61) ھ بھی بیان کیا گیا ہے۔ (سبل الهدی والرشاد: ج11، ص209)

حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبدیل فرما کر جویریہ رکھ دیا۔ آپ کے والد کا نام حارث بن خرار تھا۔ (سبل الهدی والرشاد: ج11، ص210)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے مُسافع بن صفوان کی زوجیت میں تھیں وہ حالت کفر میں ہی مرا۔ آپ رضی اللہ عنہا غزوہ بنی مصطلق میں قید ہوئیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے انیس (19) اوقیہ پر ان سے مکاتبت کر لی پھر

یہ عرض لیکر نبی ﷺ کے ہاں آئیں تو آپ ﷺ نے انکا زرکتابت ادا کیا۔ پھر آزاد کر کے ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اور انکے نکاح کی وجہ سے بنو مصطلق کے ایک سو(100) گھرانوں کے اہل کو آزادی نصیب ہوئی اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں کسی عورت کو نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لئے برکت کے اعتبار سے جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر ہو۔

(السنن الکبری للبیہقی: رقم 18073)

نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی آپ کو لینے کیلئے آئے تو آپ ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو اختیار عطا فرمایا جس سے ان کے والد بہت خوش ہوئے جب وہ یہ اختیار کی خبر لیکر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے دامن مصطفے ﷺ سے جدائی کا انکار کر کے کہا میں ہر گز نبی ﷺ کو نہیں چھوڑ سکتی۔

(سبل الھدی والرشاد: ج 11، ص 211)

آپ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں غزوہ کیلئے آنے سے تین دن پہلے مجھے خواب آیا مدینہ طیبہ سے چاند آکر میری گود میں گر گیا میں نے خواب کسی کو بتانا پسند نہ جانا جب نبی ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہمیں قیدی بنا لیا تو مجھے اپنے خواب کی عملی تعبیر آنے کی امید ہوئی۔ حتی کہ نبی ﷺ نے مجھے آزاد کر کے نکاح فرما لیا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج 11، ص 211)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ماہ ربیع الاول چھپن (56) ھ میں وصال فرمایا۔ امیر مدینہ مروان رضی اللہ عنہ نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی نکاح کے وقت عمر بیس (20) سال جبکہ وصال کے وقت ستر (70) سال تھی۔ (سبل الھدی والرشاد، ج 11، ص 211)

حضرت صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنہا۔

آپ کا اسمِ گرامی صفیہ جب کہ والد کا نام حُیی تھا جو کہ قبیلہ بنو نضیر کے سردار تھے جو لوی بن یعقوب پھر حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے آپ کے نسب سے ایک

سو(100) نبی علیہم السلام اور ایک سو(100) بادشاہ گزرے تھے۔ پھر رب تعالیٰ نے ان کو نبی آخر الزماں ﷺ کے حرم میں داخل فرمادیا۔ آپکی والدہ کانام برہ بنت سموال تھا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 212)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پہلے سلام بن مشکم کی زوجیت میں تھیں۔ پھر کنانہ بن ربیع کے نکاح میں چلی گئیں ان سے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ جب نبی ﷺ نے خیبر فتح کیا تب آپ کنانہ بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں۔ اصحاب کی رائے کے مطابق آپ ﷺ نے ان کو آزاد کرنے کے بعد نکاح فرمایا۔ انکی آزادی کو ہی انکا حق مہر ٹھہرادیا۔"الروحا" کے مقام پر ان سے وظیفہ زوجیت ادا فرمایا اور دستر خوان پر حلوہ کا پیالہ رکھ کر ولیمہ فرمایا یہ نکاح شوال سات (7) ھ میں ہوا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص212)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو خواب آیا کہ سورج آپ کے سینے پر آگیا۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہ خواب اپنے خاوند کو بتایا تو اس نے کہا بخدا! تو اس بادشاہ کو چاہتی ہے جو ابھی آیا ہے اس خواب کی تعبیر رسول اللہ ﷺ کے نکاح سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص214)

جب امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت داری کا ان کو طعنہ دیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں۔ پوچھنے پر وجہ بتائی تو سرکار ﷺ نے فرمایا تم کہو کہ تم مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتی ہو؟۔ حالانکہ میرے باپ (جد اعلیٰ) ھارون علیہ السلام میرے چچا موسیٰ علیہ السلام میرے شوہر حضور اکرم ﷺ ہیں۔

(المعجم الاوسط: رقم2503)

آپکا وصال مبارک پچاس(50) یا باون(52) ھ مدینہ منورہ میں ہوا جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 217)

س: وہ مقدس خواتین جن سے آقا کریم ﷺ نے عقد نکاح فرمایا لیکن مباشرت نہیں کی کتنی

ہیں اور انکے اسماء گرامی کیا ہیں۔؟

ج: انکی تعداد تقریباً چھبیس (26) ہے۔

خولہ بنت ہزیل	اسماء بنت صلت	اسماء بنت نعمان	امیمہ بنت شرحبیل
عمرہ بنت یزید	اسماء بنت کعب	آمنہ (فاطمہ بنت ضحاک)	ام حرام
لمیٰ بنت نجدہ	الشتباہ یا الشتیب	غزیہ (ام شریک)	لیلی بنت خطیم
سابنت سفیان	العالیہ بنت ظبیان	فاطمہ بنت ضحاک	لیکہ بنت داود
سنا بنت اسماء	عمرہ بنت معاویہ	قتیلہ بنت قیس	ہند بنت زید
الشاہ بنت رفاعہ	عمرہ بنت یزید	ملیکہ بنت کعب کنانیہ	ملیکہ بنت داود

شرائق بنت خلیفہ کلبیہ عمرہ بنت یزید الغفاریہ رضی اللہ عنھن

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص221، تا 231)

س: وہ مقدس خواتین جنہیں آقا کریم ﷺ نے صرف پیغام نکاح دیا تھا مگر نکاح نہ کیا تھا کتنی ہیں اور انکے اسماء گرامی کیا ہیں۔؟

ج: انکی تعداد میں اختلاف ہے۔

ام شریک بنت جابر غفاریہ	جمرہ بنت حارث	جبیبہ بنت سہل	صفیہ بنت بشامہ
جمرہ بنت حارث مزنیہ	ضُباعہ بنت عامر	سودہ قُرشیہ	نعاملہ
ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب	خولہ یا خویلہ بنت حکیم	ام شریک دوسیہ	ام شریک انصاریہ

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص233)

ام شریک قرشیہ رضی اللہ عنھن

س: وہ خواتین کتنی ہیں اور انکے اسماء گرامی کیا ہیں جنہوں نے آقا علیہ السلام کی طرف پیغام نکاح بھیجا لیکن سرکار مدینہ ﷺ نے قبول نہیں کیا۔؟

ج: وہ دو خواتین ہیں ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ 1 حضرت امامہ بنت حمزہ 2 عَزَّہ بنت ابی

سفیان۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص236)

حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ کی باندیاں

س: آپ ﷺ کی باندیاں کتنی اور کونسی تھیں۔؟

ج: آپ ﷺ کی چار باندیاں تھیں۔

1 ماریہ قبطیہ 2 حضرت ریحانہ 3 حضرت نفیسہ 4 نامعلوم (رضی اللہ عنھن)

س: آپکی باندیوں کا مختصر تعارف لکھیں؟

ج: حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا۔

آپ رضی اللہ عنہا کو مقوقس نے سات (7) ھ میں بارگاہ مصطفےٰ ﷺ میں پیش کیا۔ عالیہ کے مقام پر ٹھہرایا گیا جو کہ مشربہ ام ابراہیم کے نام سے مشہور ہے۔آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا وصال سولہ (16) ھ کو ہوا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص219)

حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا۔

آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق بنو نضیر سے تھا بعض نے کہا بنو قریظہ سے تھا یہ پہلے ایک شخص حکم کی زوجیت میں تھیں، بنو قریظہ سے قید ہو کر آئیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو حصے میں ملیں۔ایک روایت میں نبی ﷺ نے انکو آزاد کر کے بارہ (12) اوقیہ حق مہر کے بدل چھ (6) ھ میں نکاح فرمایا۔دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ملک یمین کے طور پر مباشرت کی۔حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا کا وصال دس (10) ھ کو ہوا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص219)

اولادِ پاک کا بیان

س: آپ ﷺ کی کل اولاد پاک کتنی ہے۔؟

ج: آپ ﷺ کی کل اولاد پاک جس پر سیرت نگار متفق ہیں وہ چھ(6) ہے اس کے علاوہ میں اختلاف ہے جبکہ مشہور قول آٹھ(8) کا ہے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص16)

س: آپ ﷺ کے بیٹوں کے نام کیا ہیں۔؟

ج 1 حضرت قاسم رضی اللہ عنہ 2 حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ (متفق علیہ) 3 حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ 4 حضرت طیب رضی اللہ عنہ (طاہر) بعض نے یہ دونوں نام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لقب بھی بیان کیے ہیں۔ (طبقات ابن سعد، (اردو) ج1، ص152)

س: حضرت سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ کا تعارف کیا ہے۔؟

ج: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے قبل بعثت مکہ میں پیدا ہوئے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص16)

س: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال کتنی عمر میں ہوا۔؟

ج: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال بروایت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ دو سال کی عمر میں ہوا جبکہ بعض کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا وصال اتنی عمر میں ہوا کہ آپ جانور پر سواری کیا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد: ج1، ص153)

س: حضرت قاسم کا وصال قبل نبوت ہے یا بعد نبوت؟

ج: حضرت ہشام بن عروہ کہتے ہیں "اِنَّ الْقَاسِمَ مَاتَ قَبْلَ الْاِسْلَامِ" حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ظہور اسلام سے پہلے ہوا۔

س: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔؟

ج: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ذوالحجہ آٹھ(8) ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ساتویں دن

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی جانب سے عقیقہ کروا کر بالوں کے ہم وزن چاندی کو صدقہ فرمایا۔
(طبقات ابن سعد: ج1، ص154)

س: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دائی کون تھیں؟

ج: آپکی دائیہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی سلمیٰ تھیں۔ (طبقات ابن سعد: ج1، ص154)

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال کب ہوا۔؟

جواب: سولہ ماہ کی عمر میں گیارہ (11) ربیع الاول دس(10) ھ مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔
(طبقات ابن سعد: ج1، ص161)

س: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی اور مدفن کیا ہے۔؟

ج: آپکی نماز جنازہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا ہے۔
(طبقات ابن سعد: ج1، ص161)

س: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف بیان کریں۔؟

ج: آپکی ولادت بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہوئی۔

س: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال کب ہوا۔؟

جواب: آپکا وصال مکہ مکرمہ میں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے بعد ہوا۔اسی موقع پر عاص بن وائل سہمی نے طعنہ دیتے ہوئے کہا تھا "قَدِانقَطَعَ وَلَدُہٗ فَھُوَ اَبتَر" آپکی اولاد ختم ہوگئی لہذا ابتر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اسی پر آیت نازل فرمائی "اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الاَبتَر" (القرآن:الکوثر) حقیقت میں وہ ابتر ہے جو تیری عیب جوئی کرتا ہے۔ (طبقات ابن سعد: ج1، ص152،153)

س: حضرت طیب رضی اللہ عنہ کا تعارف کیا ہے۔؟

ج: حضرت طیب رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تعارف نہ مل سکا، ابن اسحاق نے انکو الگ بیٹا شمار کیا جبکہ دیگر سیرت نگاروں نے طیب اور طاہر کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا لقب بتایا ہے۔اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین صاحبزادے ہوئے۔حضرت قاسم، حضرت ابراہیم، حضرت

عبد اللہ رضی اللہ عنہم۔ (طبقات ابن سعد: ج1، ص152)

س: آپ ﷺ کی شہزادیاں کتنی تھیں۔؟

ج: آپ ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص16)

س: آپ ﷺ کی بیٹیوں کے نام بتائیں۔؟

ج 1: سیدہ زینب 2 سیدہ رقیہ 3 سیدہ ام کلثوم 4 سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص16)

س: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا تعارف کیا ہے۔؟

ج: آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں میں سب سے بڑی بیٹی تھیں جو کہ مکہ میں پیدا ہوئیں جواں عمری میں شادی کی اور انکے بطن اطہر سے اولاد بھی ہوئی بعد میں ہجرت کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص29)

س: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کن سے کب ہوا۔؟

ج: آپ کا نکاح آپکے خالہ زاد ابو العاص بن ربیع جن کا نام لقیط ہے ان سے قبل نبوت مکہ مکرمہ میں ہوا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 29)

جب ابو العاص قید ہو کر دربار نبی ﷺ میں آئے تو فدیہ میں حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے وہ ہار بھیجا جو ان کو رخصتی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ رسول ﷺ اسے دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ اصحاب کے مشورہ سے انہیں اس شرط پر آزاد کیا گیا کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینب کو مدینہ روانہ کر دیں گے پھر سات (7) ھ کو ابو العاص بن ربیع مدینہ منورہ آ کر مسلمان ہوئے اور سرکار ﷺ نے ان کے ساتھ رخصت کر دیا اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر تقریبا انتیس (29) سال تھی۔ (سبل الھدی، ج11، ص30)

س: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد تھی۔؟

ج: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹا علی ہے جو کہ بلوغت کے قریب فوت ہو گئے اور ایک بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا تھیں جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد نکاح فرمایا تھا۔ (سبل الھدی والرشاد : ج11، ص31)

س: آپ رضی اللہ عنہا کا وصال کب اور کیسے ہوا۔؟

ج: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال آٹھ (۸) ھ کے اوائل میں سواری سے گرائے جانے کی وجہ سے ہوا دشمن کے گرانے سے آپکا حمل ساقط ہو گیا اسی درد کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئیں اسی وجہ سے آپکو شہیدہ کہا جاتا ہے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 31)

س: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو غسل کس نے دیا۔؟

ج: آپکو غسل حضرت ام ایمن، حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن نے دیا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 31)

س: آپکی نماز جنازہ کس نے پڑھائی۔؟

ج: خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے شوہر ابو العاص کے ساتھ ملکر لحد میں اتارا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 31)

س: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا تعارف کرائیں۔؟

ج: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے وہ عزت والی شہزادی ہیں جنکو دو ہجرتیں یعنی حبشہ ومدینہ کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ آپ پہلے عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تقریبا تین سال رہیں لیکن رخصتی نہیں ہوئی۔ جب ابو لہب کی مذمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب سے شہزادی کی طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ اسی پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے بھی مطالبہ کیا تو جدائی ہوئی۔

(سبل الھدی: ج11، ص32، اسد الغابہ: ج3، ص1518)

س: ظہور اسلام کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کن کے نکاح میں آئیں۔؟

ج: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح بعثت کے تین سال بعد تقریبا دس سال کی عمر میں وحی خدا کے مطابق خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا اصحاب میں یہ جوڑا قابل رشک تھا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص33)

س: اس جوڑے کی کوئی خاصیت بیان فرمائیں۔؟

ج1: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت حبشہ کی تو کچھ دیر آپ ﷺ کو ان کی ظاہری خیریت معلوم نہ ہوئی آپ ﷺ مکہ سے باہر نکل کر ان کے بارے لوگوں سے سوال کرتے ایک عورت نے جب ان کی خیریت کے بارے خبر دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "صَحِبَهُمَا اللّٰهُ اَنَّ عُثْمَانَ اَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ عَلَيْهِ السَّلَامَ" اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے بے شک عثمان رضی اللہ عنہ اس امت میں پہلے شخص ہیں جو لوط علیہ السلام کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ: ج3، ص1518)

2 پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ نبی ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر گوشت دیکر واپسی پر پوچھا اسامہ بتاؤ کیا آپ نے ان سے بڑھ کر کوئی حسین جوڑا دیکھا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ میں نے جب انکو دیکھا تو رشک کی وجہ سے دیکھتا ہی رہ گیا۔

(معجم الکبیر للطبرانی: رقم97)

س: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے کوئی اولاد تھی۔؟

ج: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حبشہ میں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ رضی اللہ عنہ تھا مرغ کے آنکھوں میں چونچ مارنے کی وجہ سے

دو(2) یا چھ(6) سال کی عمر میں وصال ہوا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص34)

س : کیا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال کب ہوا۔؟

ج : سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہجرت کے سترہ(17) ماہ بعد غزوہ بدر سے واپسی کے دن وصال ہوا انہی کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے مگر آپکی خدمت کی وجہ سے مال غنیمت سے حصہ اور ثواب برابر حاصل کیا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص34)

س: حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا تعارف کروائیں۔؟

ج: حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا یہ نام نبی ﷺ نے خود رکھا۔اس کے علاوہ آپ کا کوئی اور نام نہیں رکھا آپ مکہ میں بعثت سے چار سال قبل پیدا ہوئیں، ہجرت مدینہ کی سعادت سے سرفرازی حاصل کی۔آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح بعثت کے سال یا قبل ابولہب کے بیٹے عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا۔ بعثت کے تین سال بعد جدائی لے لی گئی تھی یہ طلاق بھی رخصتی سے پہلے لے لی گئی تھی۔اس طلاق کے وقت تقریبا عمر مبارک سات(7) سال بنتی ہے جو کہ رخصتی کے لیے مناسب نہیں ہے۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ: ج3، ص1518)

س: آپ کا دوسرا نکاح کن سے ہوا۔؟

ج: سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح ماہ ربیع الاول تین(3)ھ تقریبا انیس(19) سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص36)

س: سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال کب ہوا۔؟

ج: آپ کا وصال ہجرت کے نویں سال ماہ شعبان میں ہوا۔نبی ﷺ نے خود نماز جنازہ

پڑھائی حضرت علی، حضرت فضل اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم نے لحد میں اتارا جبکہ نبی ﷺ قبر انور کے قریب بیٹھ گئے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص36)

س: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تعارف بیان کریں۔؟

ج: سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول ﷺ کی شہزادیوں میں سے سب سے چھوٹی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا قبل بعثت مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ پیار فرماتے سفر پر جاتے ہوئے سب سے آخر میں ملتے واپسی پر سب سے پہلے سیدہ سلام اللہ علیہا کے گھر کرم فرما ہوتے تھے۔ اور فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور فرمایا! فاطمہ میری امت کی عورتوں کی سردار ہے جبکہ آپ کے اخلاق سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت جھلکتی تھی اور یہی وہ راز دار صاحبزادی تھیں جنکو نبی ﷺ نے اپنے اہل بیت میں سب سے پہلے ملاقات کی بشارت عطا فرمائی۔ (ترمذی: رقم 3878، 3882)

س: آپ سلام اللہ علیہا کا نکاح کن سے کب ہوا۔؟

ج: سیدہ خاتون جنت کا عقد پندرہ (15) سال اور پانچ ماہ کی عمر میں ہجرت کے دوسرے سال مدینہ منورہ میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص37)

س: سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا مہر کیا تھا۔؟

ج: حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے سیدہ خاتون جنت کے لیے اونٹ بیچ کر چار سو اسی (480) درہم حق مہر کے طور پر دیئے۔ دوسری روایت میں اونٹ کی بجائے زِرّہ کا تذکرہ ہے۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص38)

س: سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا جہیز کیا تھا۔؟

ج: آپ رضی اللہ عنہا کا سامان جہیز حق مہر کی رقم سے تیار کیا گیا جس میں ایک چارپائی جو کہ رسیوں سے بنی ہوئی تھی، ایک چادر، ایک تکیہ جن میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے اور

ایک مشکیزہ پر مشتمل تھا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص40)

س: خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی کوئی خاصیت بیان فرمائیں۔؟

ج: آپکے عقد ظاہری کے خواص میں ایک یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا ہے میں چاہتا ہوں میری امت کے لئے نکاح کے وقت کھانا کھلانا سنت بن جائے۔ایک بکری، چار یا پانچ مُد آٹا لو، پکا کر پیالے میں ڈالو مہاجرین وانصار کو دعوت دیکر مجھے بتاؤ تعمیل حکم ہوئی۔ پیالہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے پیالے کی چوٹی پر انگلیاں ماریں اور فرمایا کہ لوگوں کو گروہ در گروہ داخل کروایسا ہی کیا گیا جب مرد حضرات فارغ ہو گئے پیالہ واپس لایا گیا آپ ﷺ نے اس میں لعاب دہن ڈال کر دعاء برکت فرمائی اور فرمایا اسے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے پاس لے جاؤ انہیں کہو وہ خود بھی کھائیں اور دیگر عورتوں کو بھی کھلائیں۔

(مصنف عبدالرزاق: رقم9782)

س: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال کب ہوا۔؟

ج: تین رمضان المبارک گیارہ (11) ھ بروز منگل آپ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص49)

س: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد پاک کتنی اور کون کونسی ہے۔؟

ج: آپکی کل اولاد چھ (6) تھی۔ تین بیٹے 1 امام حسن 2 امام حسین 3 امام محسن (بچپن میں وفات پاگئے) تین بیٹیاں 1 سیدہ زینب 2 سیدہ ام کلثوم 3 سیدہ رقیہ رضی اللہ عنھن۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص50،51)

آپ ﷺ کا لباس مبارک

آپ ﷺ کی ٹوپیاں

س: کیا نبی ﷺ اکیلی ٹوپی پہنتے تھے؟

ج: عام طور پر عمامہ شریف باندھتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا "اِنَّ الْفَرْقَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ اَلْعَمَائِمُ عَلَی الْقَلَانِیْسِ" (ترمذی، رقم1784) ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے، لیکن کبھی کبھی اکیلی ٹوپی بھی پہنتے تھے حضرت ابن عمر سے روایت ہے "کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَلْبِسُ قَلَنْسُوَۃً بَیْضًا۔ (معجم الکبیر: رقم13920)

کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

س: آپ ﷺ کے پاس مشہور کتنی ٹوپیاں تھیں؟

ج: آپ ﷺ کی مشہور ٹوپیاں یہ تھیں

۱۔ قلنسوۃ بیضا مصریہ سفید مصری ٹوپی

۲۔ قلنسوۃ برد حبرۃ، اس کی جگہ بعض نے "قلنسوۃ لاطئۃ" کا ذکر کیا ہے

۳۔ "قلنسوۃ ذات آذان" حلقوں والی ٹوپی۔

۴۔ "قلنسوۃ اسماط" چمڑے کی ٹوپی جس میں سوراخ تھا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص284)

آپ ﷺ کی دستار مبارک

س: آپ ﷺ کے عمامہ شریف کا رنگ کیا تھا؟

ج: زیادہ تر آپ ﷺ کی دستار مبارک کا رنگ سیاہ ہوتا تھا اور اس کا شملہ دونوں کاندھوں کے

درمیان لٹکا ہوتا تھا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص 271)

غزوہ بدر میں آپ ﷺ نے زعفرانی (زرد) عمامہ شریف پہنا ہوا تھا

س: آپ ﷺ کے عمامہ کا نام کیا تھا؟

ج: آپ ﷺ کے عمامہ شریف کا نام "سحاب" تھا۔ (الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص69)

آپ ﷺ کی چادر

س: کیا نبی ﷺ عمامہ شریف کے اوپر چادر کا استعمال فرماتے تھے؟

ج: سرکار ﷺ چادر کے ساتھ اپنے چہرے کو ڈھانپ لیتے تھے، حضرت عبد السلام بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ چادر مبارک اوڑھتے تھے اور آپ ﷺ نے اس چادر کے بارے فرمایا "ھٰذَا ثَوْبٌ لَا یُؤَدِّیْ شُکْرُہٗ" (ابن سعد: ج1، ص155)

یہ ایسا کپڑا ہے جس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

س: کیا سرکار ﷺ نے سبز عمامہ شریف باندھا؟

ج: شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اکثر سفید جبکہ کبھی کبھی سیاہ اور سبز دستار مبارک باندھا کرتے تھے۔ (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، ص3)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سفید کپڑوں اور سبز عمامہ کا تصور باندھو۔ (کلیاتِ امدادیہ)

س: عمامہ شریف کے اوپر اوڑھی جانے والی چادر کا نام کیا تھا؟

ج: متعدد چادروں میں سے ایک چادر کا نام فتح تھا اسکے علاوہ آپ ﷺ کی دو چادریں تھیں

1۔ "بَلَدَہ" یہ وصال کے وقت آپ ﷺ کے اوپر تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی زیارت کروایا کرتی تھیں۔

2۔ "نَمِرَہ" اس میں نماز پڑھنے کے بعد ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنی چادر میری

چادر سے تبدیل کرلو، انہوں نے عرض کی آپ ﷺ کی چادر میری چادر سے اعلیٰ ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس میں سرخ دھاریاں ہیں "فَخَشِيتُ اَنْ اَنْظُرَ اِلَيْهَا فَتَفْتِنِىْ فِىْ صَلَاتِىْ"، کہیں اس کو دیکھنا نماز کے خشوع میں خلل نہ پیدا کردے۔

(سبل الھدی والرشاد: ج 7، ص 310)

آپ ﷺ کی قمیص

س: آپ ﷺ کی قمیص مبارک کیسی تھی؟

ج: عام طور پر آپ ﷺ قمیص مبارک ایسی پہنتے جس کی لمبائی زیادہ ہوتی تھی یعنی ٹخنوں کے قریب جبکہ کم لمبائی والی قمیص بھی زیب تن فرمائی ہے۔ یعنی قمیص کی آستین چھوٹی مگر طول میں زیادہ ہوتی اور کم لمبائی والی قمیص کی آستین کف تک ہوتی تھی اور قمیص مبارک کو جیب بھی لگی ہوتی تھی جب کہ قمیص کا کوئی مخصوص نام نہیں ہے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص 294)

آپ ﷺ کا جبہ

س: آپ ﷺ کے استعمال ہونے والے جبوں کے اوصاف بیان کریں؟

ج: آپ ﷺ کے جبہ مبارک مختلف اوقات میں مختلف اوصاف کے حامل رہے۔

1۔ "جُبَّةُ الرومية" یہ تنگ آستین والا جبہ تھا، کہ وضو کرتے ہوئے آپ ﷺ نے بازو مبارک نیچے سے نکال کر وضو کیا۔

2۔ "جُبَّةُ الشَّامیه" اس کا درمیانی حصہ کشادہ تھا۔

3۔ "جُبَّةُ طَيَالِسه" یہ ایک خاص قسم کے کپڑے کا بنا ہوا تھا حضرت اسما رضی اللہ عنہا کے پاس یہی جبہ تھا جسے دھو کر مریضوں کو پلاتی تھیں۔

4۔ "جُبَّةُ سُنْدُسِيَه" یہ ریشم کا بنا ہوا جبہ تھا آپ نے پھر اتار کر حبرہ کی چادر اوڑھ لی اور فرمایا دنیا میں جس نے ریشم پہن لی آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔

5۔ "جُبَّۃُ مِن صُوف" یہ اون سے بنا ہوا جبہ تھا۔

6 "جُبَّۃُ حَمرَاء" یہ سرخ رنگ کا جبہ تھا جس میں دوسرے رنگ کی آمیزش تھی۔

7 "جُبَّۃُ مُزَرِّرَہ بِالدِّیبَاج" یہ ایسا جبہ تھا جس پر ریشم کا کچھ کام ہوا تھا دشمن سے نبرد آزما ہوتے وقت اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ (سبل الھدی: ج7، ص297، تا 299)

آپ ﷺ کا حلہ مبارک

س: آپ ﷺ کے زیر استعمال رہنے والے حلوں کے اوصاف بیان کریں؟

ج: حلہ آپ ﷺ کا پسندیدہ لباس تھا اسی لیے آپ ﷺ نے مہنگے داموں خریدا بھی اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے خرید کر تحائف بھی پیش کیے۔

1۔ حلہ یَمنِیَہ۔ اکثر زیب تن فرماتے تھے

2۔ حلہ حَمرَاء۔ یہ سرخ دھاری دار حلہ تھا، جسے پہن کر آپ بہت حسین لگتے تھے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسی حلہ میں دیکھ کر کہا تھا "فَلَھُوَ عِندِیْ اَحسَنَ مِنَ القَمَرِ" آپ ﷺ میرے نزدک چاند سے بھی زیادہ حسین ہیں۔ (ترمذی: ج2، ص722،)

3۔ حلہ حِبَرَہ۔ دھاری دار حلہ جو کہ آپ ﷺ نے عرفہ کی رات کو استعمال فرمایا۔

4۔ حلہ ذِی یَزَن۔ یہ حلہ تین سو دینار کے عوض حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے خرید کر آپ ﷺ کو پیش کیا تھا۔

5۔ حضرت عبد اللہ بن حارث سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ستائیس (27) اونٹنیوں کے عوض ایک حلہ خرید کر زیب تن کیا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص300)

آپ ﷺ کا تہہ بند اور شلوار

س: آپ ﷺ کو شلوار اور تہہ بند میں سے کون سا لباس پسند تھا؟

ج: آپ ﷺ نے شلوار کو پسند فرمایا جیسا کہ منی میں آپ ﷺ نے مخرمہ عبدانی سے دراہم کے بدلے شلوار خریدی تھی اور اسے فرمایا "زِنْ وَاَرْجِعْ" وزن کر اور پلڑا جھکا۔

(ترمذی، رقم 1305، ابو داود، رقم، 3336، 3337)

ظاہر بات ہے یہ شلوار آپ ﷺ نے پہننے کے لیے ہی خریدی تھی، جب کہ عام طور پر آپ ﷺ نے ازار ہی باندھا۔ وصال ظاہری کے وقت بھی تہہ بند ہی زیب تن تھا۔

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے لیے ایک موٹا یمنی تہہ بند نکالا اور ایک چادر "الملبدہ" بھی ساتھ تھی۔ اور فرمایا اللہ کی قسم وصال کے وقت نبی ﷺ نے یہ پہنی ہوئی تھیں۔ (بخاری: رقم 3108)

س: آپ ﷺ کے کسی ایک ازار کا نام بتائیں؟

ج: "بردہ" جس کے کنارے پر کشیدہ کاری کی ہوئی تھی۔ ایک عورت نے یہ چادر ہبہ کی تھی ایک صحابی کی خواہش پر آپ ﷺ نے اتار کر اسے عطا فرما دی۔

س: آپ ﷺ کے تہ بند کی لمبائی چوڑائی کتنی ہوتی تھی؟

ج: مختلف تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق لمبائی چار ذراع ایک بالشت چوڑائی ایک ذراع ایک بالشت تھی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج 7، ص 306)

آپ ﷺ کے پسندیدہ رنگ

س: رنگوں میں سے نبی ﷺ کے پسندیدہ رنگ کون سے تھے؟

ج: آپ ﷺ نے کچھ رنگ پسند فرمائے اور کچھ ناپسند۔

1۔ "الخضرہ" سبز رنگ، حضرت انس سے روایت ہے "كَانَ اَحَبُّ الْاَلْوَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ الْخُضْرَةَ" آپ ﷺ کو سب سے زیادہ سبز رنگ پسند تھا۔ (مسند البزاز: رقم 7234)

حضرت یعلیٰ بن امیہ سے روایت ہے کہ "رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ

مُضطَبِعًا بِبُرْدٍ اَخضَرَ" (ابو داود: رقم1883) میں نے آپ ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے سبز رنگ کی دو چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ کے پاس سبز چادر تھی جس کو آپ ﷺ وفود سے ملاقات کے وقت پہنتے تھے۔

2۔"اَلاحمَر" اس سے دھاری دار سرخ مراد ہے یہ رنگ آپ ﷺ خاص مواقع پر استعمال فرماتے، جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے"اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدَةَ الْاَحْمَرِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ" (سنن کبری: رقم5984)

کہ نبی ﷺ عیدین اور جمعہ کے روز سرخ چادر استعمال فرماتے تھے۔

3 "البیاض" سفید رنگ آپ ﷺ خود بھی زیب تن فرماتے جیسے کہ حضرت طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم "الربذہ" سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم مدینہ کے قریب اترے ایک صاحب ہمارے پاس تشریف لے آئے"وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَبْيَضَانِ" (مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم37917) آپ ﷺ پر سفید چادریں تھیں، اور اصحاب کو سفید کپڑے پہننے کی ترغیب بھی دیتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "عَلَيْكُمْ بِالثِّيَابِ الْبِيْضِ فَالْبِسُوْهَا اَحْيَاءَكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" (مسند ابی یعلی: رقم2410) کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم سفید کپڑے کو لازم پکڑو اپنے زندوں اور مردوں کو بھی سفید ہی پہناؤ۔

4 "اَلاسوَد" سیاہ رنگ، عمامہ شریف نبی ﷺ تو اکثر سیاہ رنگ کا استعمال فرماتے تھے، لیکن کبھی کبھی سیاہ چادر بھی اوڑھ لیا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے"اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِسْتَسْقٰى وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ سَوْدَا" (نسائی: رقم1507) اللہ کے نبی ﷺ نے نماز استسقاء کے وقت سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی۔

5 "صفرا" سرخی مائل پیلا، زعفرانی رنگ"، چونکہ نبی ﷺ زعفران کو پسند فرماتے تھے، اسی لیے اپنے کپڑے بھی اسی سے رنگوا لیتے تھے حتی کہ آپ ﷺ کے کمبل مبارک کو بھی زعفران سے رنگا ہوا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی ﷺ کی زیارت کی "وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مَصْبُوْغَانِ بِالزَّعْفَرَانِ رِدَاءٌ وَعِمَامَةٌ" (مسند ابی یعلی: رقم 6789)

اور آپ ﷺ پر دو زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے تھے ایک چادر اور ایک عمامہ۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص312)

آپ ﷺ کے (نعلین) جوتے

س: آپ ﷺ کے نعلین کی جامع صفات بیان کریں۔

ج: آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں جوتے پہنے اکثر تسمہ والے ہوتے ان کی جامع صفات تین تھیں۔

1۔ "مُعَقَّبَہ" ایڑی والے (معجم ابن عربی: رقم 2099)

2۔ "مُخَصَّرَہ" باریک تلوے والے

3۔ "مُلَسَّنَہ" زبان نما (مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم 24942)

یہ تینوں صفات ایک ہی جوتے میں جمع ہوتی تھیں۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص317)

آپ ﷺ کی پسندیدہ خوشبوئیں

س: رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ خوشبوؤں کے نام بتائیں؟

ج: نبی ﷺ خوشبوؤں کے محتاج نہیں تھے، بلکہ ہر خوشبو در مصطفےٰ ﷺ سے معطر ہونے کی بھیک مانگتی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس کے باوجود نبی ﷺ خوشبو کو بھی پسند فرماتے اور استعمال بھی کیا کرتے تھے کیونکہ چار چیزیں انبیاء کی سنن میں سے ہیں۔

1۔ختنہ 2۔مسواک 3۔نکاح 4۔خوشبو (مصنف عبد الرزاق: رقم 10390)

خوشبو اگر پیش کی جاتی تو نبی ﷺ نے اس کو رد نہیں فرماتے بلکہ ہمیشہ قبول فرماتے اور قبول کرنے کا حکم ارشاد فرماتے تھے (ترمذی: رقم 2789) جب کہ آپ ﷺ کی پسندیدہ خوشبوئیں یہ تھیں۔

1۔ "اَلحِنَّاء" مہندی کے پھول کی خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور اس کے بارے میں فرمایا "سَیِّدُ رَیحَانِ اَھلِ الْجَنَّۃِ الْحِنَّاء" (مصنف ابن ابی شیبہ: رقم 33990) حنا کی کلی اہل جنت کے پھولوں کی سردار ہے۔

2۔ "ذَکَاوَۃُ الطِّیب" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا یہ کونسی خوشبو تھی آپ نے فرمایا "مُشک و عَنبَر" ہے۔ (نسائی: رقم 5116)

3۔ "سُکَّۃ" یہ عام استعمال ہونے والی خوشبو تھی۔ (ابو داود: رقم 4162)

4۔ "ذَرِیرَۃ" مختلف خوشبوؤں کا مجموعہ حجۃ الوداع کے موقع پر استعمال کی۔ (بخاری: رقم 5930)

5۔ "عُود" اس کی خوشبو آپ ﷺ کو محبوب تھی۔

6۔ "قَمَارِی" یہ عود کی قسم جو آپ ﷺ کو بہت پسند تھی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "کَانَ اَحَبُّ الْعُوْدِ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ الْقُمَارِی" (شرح معانی الآثار: 3595) کہ آپ ﷺ کو عود میں سے قماری پسند تھی۔

7۔ "اَلغَالِیَہ" شاہ نجاشی رضی اللہ عنہ نے دربار مصطفٰے ﷺ میں یہی خوشبو ہدیہ کی تھی۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص 337)

8۔ "اَلفَاغِیَہ"

(مسند احمد: رقم 12546)

9 "اَلخَلُوق"

(مصنف ابن ابی شیبہ: رقم 26331)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی

س : کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی پہنی ہے؟

ج : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطوط پر مہر لگانے کے لیے انگوٹھی بنوائی کیونکہ اُمراء بغیر مہر کے خطوط قبول نہیں کرتے تھے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفاء اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے اپنے نقش لکھوائے تھے۔

س : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش مبارک کیا تھا؟

ج : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاندی کی انگوٹھی پر تین لائنوں میں "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہ" کندہ تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "نِعمَ القَادِرُ اللّٰہ" تھا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "اُذکُرِ المَوتَ یَا عُمَرُ" تھا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش مبارک "بِاللّٰہِ العَظِیم" تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "اَللّٰہُ المَلِک" تھا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" تھا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "عُمَرُ یُؤمِنُ بِاللّٰہِ مُخلِصاً" تھا۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر، مترجم، ص70)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "اُسَامَۃُ حِبُّ رسول اللّٰہ" تھا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص341)

س: کیا اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگینے والی انگوٹھی بھی پہنی ہے؟

ج: بعض اوقات نگینہ والی انگوٹھی بھی پہنتے مگر نگینہ ہتھیلی کی طرف کرتے تھے۔

س : اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کونسی انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے؟

ج : آپ ﷺ انگوٹھی چھنگلیا (سب سے چھوٹی انگلی) میں اور کبھی اس کے برابر والی انگشت میں پہنتے تھے۔جب کہ نگینہ انگوٹھی ہاتھ کی اندرونی جانب کیا کرتے تھے۔

س : آپ ﷺ کی انگوٹھی کے نگران کون تھے؟

ج: آپ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کے نگران حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی رضی اللہ عنہ تھے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص400)

آپ ﷺ کے کھانے کا بیان

آپ ﷺ نے جن جانوروں کا گوشت تناول فرمایا

س : آپ ﷺ نے کن کن جانوروں کا گوشت تناول فرمایا؟

ج : نبی ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف جانوروں کے گوشت تناول فرمائے۔

1۔ "لَحمُ شَاة" بکری کا گوشت آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھا،(مسلم:رقم194) پھر اس میں بکری کی دستی کو بہت پسند فرماتے تھے، جب یہ دستی پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا "وَاَقْرَبُ الشَّاةِ اِلَی الْخَیرِ وَ اَبْعَدُهَا مِنَ الْاَذٰی" (سنن کبری:رقم6624) یہ بکری کا وہ حصہ ہے جو بھلائی کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اذیت میں سب سے زیادہ دور ہے۔

2۔ "اَلْقَدِید" گوشت کے خشک ٹکڑے آپ ﷺ تناول فرماتے تھے۔ (بخاری:رقم2092)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ ایک درزی کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئے "فَقَرَّبَ اِلَیهِ خبزًا مِنْ شَعِیرٍ وَمرقًا فِیهِ دُبًّا وَ قَدِیدٍ" (بخاری:رقم 2092) اس نے آپ ﷺ کے لیے جو کی روٹی، شوربہ اور خشک گوشت کے ٹکڑے تیار کیے ہوئے تھے۔

3۔ "اَلکُرَاع" پائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے "کُنَّا نَرْفَعُ الْکُرَاعَ فَیَاْکُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ" (ترمذی، رقم الحدیث، 1511) ہم پائے نبی ﷺ کے لیے بچالیتے

تھے جنہیں آپ ﷺ تناول فرماتے تھے۔

4۔"اَلشِوَاء" بھنا ہوا گوشت ،حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے"اَنَّھَا قَرَّبَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ جَنْبًا مَشْوِیًّا فَاَکَلَ مِنْہُ" (سنن نسائی:رقم 183) انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں پہلو کا بھونا ہوا گوشت پیش کیا آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔

5۔"لَحمُ الجزُور" اونٹ کا گوشت ، آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں اونٹ کا گوشت تناول فرمایا،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے سو(100) اونٹ پیش خدمت کیے آپ ﷺ نے تریسٹھ(63) اونٹ اپنے دستِ مبارک سے ذبح کیے پھر ہر اونٹ میں سے ایک ایک ٹکڑا لیا پھر اس کو ہنڈیا میں پکایا گیا۔

"فَاَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلِیٌّ مِنْ لَحمِھَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِھَا" (مسلم:رقم 1218)

نبی ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا اور شوربہ پیا۔

6۔"سمکُ البحر" مچھلی کا گوشت نبی ﷺ نے تناول فرمایا۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ضبط کے سریہ پر روانہ ہوئے ہمیں بھوک تھی سمندر نے ہمارے لیے مچھلی پھینکی جو کہ پہاڑ کی طرح تھی جس کو عنبر کہا جاتا تھا ۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہڈی لی جس کے نیچے سے بندہ گزر سکتا تھا،اور اس کی آنکھ کی جگہ پانچ بندے کھڑے ہو سکتے تھے جس میں سے کھایا اور تیل استعمال کیا،مدینہ طیبہ پہنچ کر اس کا تذکرہ دربار مصطفےٰ ﷺ میں پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا ہے اور فرمایا اگر موجود ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ "فَاَتَاہُ بَعْضُھُمْ بِشَیْئٍ فَاَکَلَہٗ"،ہم لیکر آئے آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔ (بخاری:رقم 4362)

7۔"اَلجَرَاد" "ٹڈی"،حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن مجھے ٹڈی لینے بھیجتی تھیں میں لیکر آتا نبی ﷺ کے لیے اسے تیل میں بھونا جاتا "ثُمَّہ

یُطْعِمُوْنَهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ" پھر آپ ﷺ اسے تناول فرماتے تھے۔ابن ابی اوفی کہتے ہیں میں چھ یا سات غزوات میں آپ کے ساتھ شریک ہوا "فَكُنَّا نَاْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ" (بخاری:رقم الحدیث 5495) ہم نبی ﷺ کے ساتھ ٹڈی کھایا کرتے تھے۔

8 "اَلدُّجَاج" مرغی کا گوشت آپ ﷺ نے تناول فرمایا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ لَحْمَ الدُّجَاجِ" (بخاری:رقم الحدیث 5517) میں نے نبی ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا۔

9۔ "لَحمُ الحُبَارى" سرخاب حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "اَكَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَحْمَ حُبَارى" (ابو داود:رقم الحدیث 3797) ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا

10۔ "لَحمُ الاَرنَب" خرگوش حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے،مقام ظہران پر خرگوش دیکھا،میں نے اس کو پکڑ لیا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پتھر کی چھری سے ذبح کیا میں نے اسے بھونا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک ران دے کر مجھے نبی ﷺ کے پاس بھیجا "فَقَبِلَهَا وَاَكَلَهَا" آپ ﷺ نے اسے قبول کیا اور تناول فرمایا۔

(بخاری:رقم الحدیث 2572)

11۔ "لَحمُ الحَجَل" چکور کا گوشت نبی ﷺ نے تناول فرمایا (الطب النبوی لابی نعیم:رقم 889)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں بھونا ہوا چکور پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی۔

"اَللّٰهُمَّ ائْتِنِىْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَاْكُلُ مَعِىَ هٰذَا الطَّيْرَ" (ترمذی:رقم الحدیث 3730)

اے اللہ میرے پاس اپنے محبوب بندے کو بھیج تاکہ میرے ساتھ وہ یہ پرندہ کھائے،اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آگئے آپ ﷺ کے ساتھ تناول فرمایا۔

12۔ "لَحمُ شَاةٍ مِنَ الاَرْوٰى" پہاڑی بکری کا گوشت۔

حضرت حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پہاڑی بکری کا شکار کیا اور بھون کر دربار مصطفیٰ ﷺ میں پیش کیا آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور تناول فرمایا، اور مجھے انعام کے طور پر عَدَنِیہ عمامہ عنایت عطا فرمایا اور پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا حازم آپ ﷺ نے فرمایا "لَسْتَ بِحَازِمٍ وَلٰكِنَّكَ مُطْعِمْ" تیرا نام حازم نہیں مطعم ہے۔

(سبل الھدی والرشاد: ج 7، ص 192)

13۔ "اَلْمُخّ" "دماغ" حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک پلیٹ اور پیالہ دماغ کا پیش کیا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا میں نے چالیس جانور ذبح کیے ہیں میں نے چاہا کہ آپ کو دماغ سے سیر کروں۔ آپ ﷺ نے تناول بھی فرمایا اور دعاؤں سے بھی نوازا خیز ران نے جب یہ روایت سنی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اولاد کو بہت سارا مال دیا اور ساتھ میں کہا "اَكَافِئُ وُلْدَ سَعْدٍ عَنْ فِعْلِهٖ بِرَسُوْلِ اللهِ" (المجالسة وجواهر العلم: رقم 2230)

میں حضرت سعد کی اولاد کو ان کے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اس عمل کی جزا دے رہی ہوں جو انہوں نے دربار مصطفیٰ ﷺ میں چالیس جانوروں کا مغز پیش کیا تھا۔

14۔ "لَحمُ الضَّاْن" بھیڑ کا گوشت بھی نبی ﷺ نے تناول فرمایا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج 7، ص 191)

س : آپ ﷺ کو کس حصہ کا گوشت پسند تھا؟

ج: ۔سب سے زیادہ مرغوب آپ ﷺ کے نزدیک بکری کا گوشت تھا پھر اس کے دو حصے آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھے۔

1۔ "لَحمُ الذِّرَاع" دستی کا گوشت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا آپ ﷺ نے دستی اٹھالی کیونکہ آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھی۔

(سنن کبری نسائی: رقم 6624)

2۔ "لَحمُ الظَّهر" (پشت کا گوشت) حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "خَیرً اوَ اَطیَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّھْرِ" (مسند الحمیدی: رقم 549)
سب سے بہترین یا عمدہ گوشت پشت کا گوشت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کھانے تناول فرمائے

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کھانے تناول فرمائے ان کا تعارف بتائیں؟

ج: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ صاف ستھرے کھانے ہی پسند فرمائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص نفیس الطبع نہیں ہوسکتا، بہت سارے کھانوں کا تناول فرمانا احادیث سے ثابت ہے، جن کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ "اَلطَّفَیشَلُ" (حلوہ) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلوہ کا پیالہ بھیجا "فَرَاٰہُ یَنْھَکُھَا نَھْکًا لَمْ یَرَہٗ یَنْھَکُ غَیرَھَا" (سبل الھدی والرشاد: ج 7، ص 194) میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بڑے شوق سے تناول فرما رہے تھے میں نے اس کے علاوہ کسی شے کو اتنی رغبت سے تناول فرماتے ہوئے نہیں دیکھا۔

2۔ "ھَرِیسَہ" یہ گندم کے دانے کوٹ کر اس میں گوشت ملا کر تیار کیا جاتا۔
حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں "کُنَّا نَعْمَلُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ الْھَرِیْسَ فَنَرَاہُ یُعْجِبُہٗ" (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص 194) کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہریسہ تیار کرتی تھیں کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد پسند تھا۔ پسندیدگی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کبھی کبھی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہریسہ بھیجا کرتے تھے، جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتظار ہوتا فرماتے "ھَلْ جَاءَتْ قُصْعَۃُ اَسْعَدَ" کیا اسعد کا پیالہ آیا ہے؟ ہم عرض کرتے جی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ھَلُمُّوْا! پھر وہ پیالہ لے آؤ۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص 194)

3۔ "اَلحَیس" کھجور، پنیر اور گھی سے تیار شدہ حلوے کو کہا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شوق سے تناول

فرماتے، یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا حسیس کا پیالہ آیا تھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کچھ چھپا رکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لے آؤ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو صبح روزہ رکھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اِنَّمَا مَثَلُ صَوْمِ التَطوُّعِ مَثَلُ الرَّجلِ یُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ صَدَقَةً اِنْ شَاءَ اَمْضَهَا وَاِنْ شَاءَ حَبَسَهَا" (مسلم: رقم 1154) نفلی روزہ کی مثال اس نفلی صدقہ کی سی ہے جس کو انسان چاہے تو آگے بھیج دے چاہے تو روک لے۔

4۔ "وَطبَة" کھجور سے گٹھلی نکال کر اسے دودھ میں گوندھ کر یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے "فَقَرَّبنَا اِلَیهِ طَعَامًا وَ وَطبَةً فَاَکَلَ مِنهَا" (مسلم: رقم 2042) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانا اور وطبۃ رکھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تناول فرمایا۔

5۔ "جَشِیشَه یا دَشِیشَه" اس کو تیار کرنے کے لیے گندم کو موٹا موٹا پیس کر پکایا جاتا ہے پھر اس میں گوشت یا کھجور (یعنی میٹھا بنانے کے لیے کھجور اور نمکین بنانے کے لیے گوشت) ڈال کر تیار کیا جاتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "صَنَعْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَخَارَةً فِیهَا دَشِیشَة" (سنن کبری للنسائی: رقم 6585) کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا جس میں دشیشہ تھا۔

6۔ "حَرِیرَة" دودھ سے تیار شدہ مٹھائی، عصیدہ ۔ا۔سہ آٹے سے بنایا جاتا تھا، حضرت امِ سلمٰی رضی اللہ عنہا کی خادمہ روایت کرتی ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حریرہ تیار کرتی تھیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تناول فرماتے ایک دن اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ساتھ کھایا تھوڑا سا حریرہ بچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گزرنے والے اعرابی کو یاد فرمایا اس نے وہ بچا ہوا حریرہ اٹھا کر ہاتھ پر رکھ لیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ضَعْهَا ثُمَّ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَ کُلْ مِنْ اَدْنَاهَا فَشَبِعَ

مِنهَا وَفَضَلَ مِنهَا فَضْلَةً" (المعجم کبیر:رقم 761) اسے رکھ اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنے قریب سے کھا، جس کی برکت یہ ہوئی کہ وہ اعرابی سیر بھی ہوگیا حریرہ کچھ بچ بھی گیا۔

7۔ اَلثَّرِید، روٹی میں سالن یا گھی ملا کر بنائی جانے والی چوری۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "کَانَ اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الثَّرِیْدَ مِنَ الْخُبْزِ وَ الثَّرِیْدَ مِنَ الْحَیْسِ" (ابو داود:رقم 3783) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روٹی اور حیس کا ثرید بہت پسند تھا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے میں نے دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ثرید کا پیالہ پیش کیا اور عرض کی میری امی نے بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ وَفِیْ اُمِّکَ" اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری ماں کو برکت دے اصحاب کو بلا کر ثرید کو تناول فرمایا۔

8۔ "الجبن" پنیر تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھری سے کاٹ کر تناول فرمایا (ابو داود:رقم 3819) دوسری روایت میں ہے عرض کی گئی یہ مجوس اور عیسائیوں کا کھانا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ضَعُوْا فِیْهَا السِّکِّیْنَ وَاذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَکُلُوْا" (مصنف ابن ابی شیبۃ:رقم 24427) اس میں چھری رکھو اور اللہ تعالیٰ کا نام لیکر کھالو۔

9۔ "خُبْزُ الشَّعِیْرِ مَعَ الاِهَالَةِ السَّنِخَة" جو کی روٹی کو پگھلی ہوئی چربی کے ساتھ ملا کر تناول فرمایا۔ (سنن کبری نسائی:رقم 6602)

10۔ "اَلخَزِیرَة" خاص قسم کا حلوہ، حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے عذر پیش کیا کہ میری بینائی کمزور ہوگئی ہے جب سیلاب میرے اور میری قوم کے درمیان حائل ہو جاتا ہے تو میرے لیے عبور کرنا مشکل ہو جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھ دیں تاکہ میں اسے مصلیٰ بنالوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے میری مطلوبہ جگہ پر آپ نے دو رکعت نماز

پڑھی ۔ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہ نماز ادا کی ''ثُمَّ اِحْتَبَسْتُهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْتُ لَهُمْ''
(ابن ماجہ: رقم 754) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خزیرہ کے لیے روک لیا جو کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تیار کیا تھا۔

11۔ ''اَلزُّبْدُ مَعَ التَّمْرِ'' مکھن کو کھجور کے ساتھ ملا کر تناول کیا جاتا ہے۔

حضرت بسر رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے روایت کرتے ہیں کہ ''فَقَدِمْنَا اِلَيْهِ زُبْدًا وَتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ'' (ابو داود: رقم 3837) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کی بارگاہ میں مکھن اور کھجور پیش کی کیونکہ آپ مکھن اور کھجور پسند فرماتے تھے۔

12۔ ''اَللَّبَنُ بِالتَّمْرِ'' دودھ کو کھجور کے ساتھ ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں ''كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يُسَمِّي التَّمْرَ وَاللَّبَنَ الْاَطْيَبَيْنَ'' (مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم 24552) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ اور کھجور تناول فرماتے اور اور اس کا نام ''الاطیبین'' رکھا۔

13۔ ''اَلْفِلْفِلُ وَالزَّيْتُ'' زیتون کے تیل پر کالی مرچ ڈال کر تناول فرمانا۔

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس حضرت حسن بن علی، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم آئے، اور عرض کیا آج ہمیں وہ کھانا کھلاؤ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرمایا کرتے تھے حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے جو کی روٹی پکائی زیتون کے تیل پر کالی مرچ چھڑک بطور سالن دیا اور کہا ''كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يُحِبُّ هٰذِهٖ وَيُحْسِنُ اَكْلَهَا''
(معجم کبیر: رقم 759) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کھانا بہت پسند تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے محبت سے تناول فرماتے تھے۔

14۔ ''اَلْحَلْوٰى وَالْعَسَلُ'' حلوہ اور شہد، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ''وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ يُحِبُّ الْحَلْوٰى وَالْعَسَلَ'' (بخاری: رقم 5431) کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوہ اور شہد کو پسند

فرماتے تھے۔

15۔ "اَلمَنّ" "میٹھا گوند۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر بن عبد الملک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میٹھے گوند کا ایک گھڑا پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک ٹکڑا اصحاب میں تقسیم کیا۔ پھر حضرت جابر کو ایک ٹکڑا اور عطا فرمایا انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مجھے مزید عطا فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "هٰذِهِ لِبَنَاتِ عَبْدِ اللهِ" (مصنف ابن ابی شیبة: رقم 333442) یہ عبداللہ کی بیٹیوں کے لیے یعنی آپ کی بہنوں کے لیے ہے۔

16۔ "اَلخَبِيص" "شہد، گھی اور گندم ملا کر تیار کیا جانے والا حلوہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خبیص کا پیالہ پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کی "يَارَسُوْلَ اللهِ تَصْنَعُهُ الْاَعَاجِمُ مِنَ الْبُرِّ وَالسَّمَنِ وَالْعَسَلِ تُسَمِّيْهِ الْخَبِيْصَ قَالَ فَاَكَلَ" (مسند الحارث: رقم 539) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے عجمی لوگ گندم گھی اور شہد سے تیار کرتے ہیں جسے خبیص کہا جاتا ہے راوی کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر یہ تناول فرمایا۔

17۔ "اَلسُّكر" "شکر۔ موسیٰ بن جعفر اپنے اجداد سے روایت کرتے ہیں "اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَكَلَ بِطِّيْخًا بِسُكَّرٍ" کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکر کے ساتھ خربوزہ یا تربوز تناول فرمایا۔

18۔ "اَلخَلّ" "سرکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا "كَانَ اَحَبُّ الصِّبَاغِ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ الْخَلَّ" (الطب النبوی لابی نعیم :رقم 901) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ سالن سرکہ تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "نِعْمَ الْاُدُمُ اَوِ الْاِدَامُ الْخَلُّ" (مسلم: 2051) سرکہ بہترین سالن ہے۔

19۔ "اَلسَّوِيق" "ستو۔ حضرت سوید بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم

خیبر کے لیے نکلے تو مقامِ صہبا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زادِ راہ منگوایا "فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِسَوِيْقٍ" (سنن کبری للنسائی: رقم 6666) صرف ستو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چبایا ہم نے بھی ایسا ہی کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ہم نے کلی کی، اور نماز مغرب ادا کی۔

20۔ "اَلتَّمرُ بِالخُبزِ" کھجور کے ساتھ روٹی تناول فرمانا۔

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا پھر کھجور کو اس ٹکڑے پر رکھا اور فرمایا "هٰذِهٖ اِدَامُ هٰذِهٖ" (ابو داود: رقم 3830) یہ کھجور روٹی کا سالن ہے۔

21۔ "اَلسِّمسِمُ" تل اسے کسب کہتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی عیادت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دراز گوش سے نیچے اترے تو "وَقُرِّبَ اِلَيْهِ شَيْئًا مِنْ سِمْسِمٍ وَشَيْئًا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰى اِذَا اَكَلَ رَسُوْلُ اللهِ وَاَرَادَ اَنْ يَقُوْمَ دَعَا لَهٗ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تل اور کھجور پیش کیے گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تناول فرمائے جب اٹھنے لگے تو اس کے لیے دعا فرمائی

(الطب النبوی: رقم 837)

22۔ "اَلسَّمَنُ وَالاَقِطُ" گھی اور پنیر۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گھی پنیر اور گوہ پیش کی گئی "فَاَكَلَ مِنَ السَّمَنِ وَالْاَقِطِ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنَ الْاَضُبِّ تَقَذُّرًا" (بخاری: رقم 2575) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھی اور پنیر کو تناول فرمایا لیکن گوہ تناول نہ فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسندیدہ پھل

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیا پھل دیکھ کر ادائے شکر کیسے بجا لاتے تھے؟

ج: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی خدمت میں نیا پھل پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی چشمان مقدس پر پھیرا اپنے ہونٹوں پر لگایا اور یہ الفاظ کہے "اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ اَرِنَا اٰخِرَہٗ" (الدعوات الکبیر: رقم 514) اے اللہ! تو نے جس طرح ہمیں اس پھل کی ابتدا دکھائی ایسے ہی اس کی انتہا بھی دکھا دے پھر وہ پھل کسی بچے کو عطا فرمایا جو اس وقت قریب تھا۔

س: آپ ﷺ کے پسندیدہ پھل کون کون سے تھے؟

ج: آپ ﷺ نے ان پھلوں کو رغبت کے ساتھ تناول فرمایا

1۔ "اَلتَّمَرُ" کھجور سے اتنی محبت تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "عَائِشَۃُ اِذَا جَاءَ الرُّطَبُ فَھَنِّئِنِی وَاِذَا ذَھَبَ فَعَزُّوْنِی" جب کھجور آئے مجھے خوشخبری دینا جب جب جائے تو میرے ساتھ افسوس کرنا۔ (مسند البزاز: رقم 6953)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے "کَانَ اَحَبُّ التَّمرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ الْعَجْوَۃَ" (الطب النبوی: رقم 845) کہ آپ ﷺ کو کھجوروں میں سے سب سے زیادہ پسند عجوہ تھی اور فرمایا "بَیْتٌ لَا تَمْرَ فِیْہِ جِیَاعٌ اَھْلِہٖ" (مسلم: رقم 2046) جس گھر میں کھجور نہیں اس کے اہل بھوکے رہتے ہیں۔

2۔ "اَلعِنَبُ" انگور حضرت زید العبسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُحِبُّ مِنَ الْفَاکِھَۃِ العِنَبِ وَالْبِطِّیْخِ" کہ آپ ﷺ کو پھلوں میں انگور اور تربوز زیادہ پسند تھے۔ (الطب النبوی: رقم 808)

3۔ "اَلتِّینُ" انجیر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں انجیر کا طبق پیش کیا گیا آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کھاؤ "فَلَوْ قُلْتُ اِنَّ فَاکِھَۃً نَزَلَتْ مِنْ الْجَنَّۃِ بِلَا عَجَمٍ لَقُلْتُ ھِیَ التِّیْنُ" (الطب النبوی: رقم 467) اگر میں کہتا کہ کوئی کہ کوئی پھل جنت سے اترا ہے جس میں گٹھلی نہیں ہے تو میں کہتا کہ وہ انجیر ہے۔

4۔ "اَلذَّبِیبُ" کشمش حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ تین بار سلام کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آہستہ آواز سے جواب دیا سرکار ﷺ واپس ہو لیے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جا کر عرض کیا کہ آہستہ آواز سے جواب اس لیے دیتا تھا تا کہ آپ ﷺ زیادہ سلامتی کی دعا کریں "فَقَرَّبَ اِلَیۡهِ زَبِیۡباً فَاَکَلَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ" (جامع معمر بن راشد: رقم 19425) آپ ﷺ کے سامنے کشمش پیش کی گئی آپ ﷺ نے تناول فرمائی۔

5۔ "اَلسَّفَرجَلُ" بہی دانہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں بہی دانہ پیش کیا جو وہ طائف سے لے آئے تھے تو آپ ﷺ نے تناول فرمایا اور کہا "اِنَّهٗ لَیَذۡهَبُ بِطُخَاءَةِ الصَّدۡرِ وَیَجۡلُوۡ الۡفُوَادَ" یہ سینے کی گھٹن کو دور کرتا ہے اور دل کو صاف کرتا ہے۔

6۔ "اَلرُّمَّانُ" انار۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِرُمَّانٍ یَوۡمَ عَرَفَةَ فَاَکَلَ" یوم عرفہ آپ ﷺ کی خدمت میں انار پیش کیا گیا آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔ (سنن کبری: رقم 2830)

7۔ "اَلتُّوۡتُ" شہتوت۔ حضرت برا ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "رَاَیۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ یَاۡکُلُ تُوۡتاً فِیۡ قَصۡعَةٍ" کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ پیالہ میں توت تناول فرما رہے تھے۔

8۔ "اَلۡکُبَاثُ" پیلو۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم مرالظہران کے مقام پر پیلو کا پھل چن رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا "عَلَیۡکُمۡ بِالۡاَسۡوَدِ مِنۡهُ فَاِنَّهٗ اَطۡیَبُ" کالے پیلو چننا یہ بہت لذیز ہوتے ہیں۔ (بخاری: رقم 3406)

9۔ "اَلزَّنۡجَبِیۡلُ" "سونٹھ" حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہندوستان

کے کسی بادشاہ نے آپ کے پاس کچھ تحائف بھیجے " فَكَانَ فِيمَا اُهْدِىَ لَهٗ جَرَّةٌ فِيهَا زَنْجَبِيْلٌ فَاَطْعَمَ كُلَّ اِنْسَانٍ قِطْعَةً قِطْعَةً وَ اَطْعَمَنِىْ قِطْعَةً " (المعجم الاوسط: رقم 2416) ان تحائف میں گھڑا سونٹھ کا بھی تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک موجود صحابی کو ایک ایک ٹکڑا دیا مجھے بھی عنایت فرمایا۔

10۔ " اَلفُستُقُ وَ اللَّوزُ " پستہ اور بادام۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں شام سے واپس آیا " وَ اَهْدَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاكِهَةً يَابِسَةً مِنْ فُسْتُقٍ وَ لُوْزٍ وَ كَعْكٍ " تو میں نے دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خشک میوہ جات میں سے پستہ بادام اور کیک پیش کیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی " اَللّٰهُمَّ ائْتِنِىْ بِاَحَبِّ اَهْلِىْ يَاْكُلُ مَعِىَ " اے اللہ! میرے اہل خانہ میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ ترین شخص کو لے آتا کہ وہ میرے ساتھ کھاتے اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آگئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چچا قریب ہو جاؤ انہوں نے بیٹھ کر یہ تناول فرمائیں۔

11۔ " اَلجُمَّارُ " کھجور کا گابھہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا " فَرَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ جُمَّارًا " میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کا گابھہ تناول فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ایسے درخت کو دیکھتا ہوں جو ہر وقت مومن کی طرح پھل دیتا رہتا ہے۔ (معجم کبیر: رقم 13515)

12۔ " اَلرُّطَبُ مَعَ البِطِّيخِ " کھجور کے ساتھ خربوزہ کھانا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے " اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْبِطِّيخِ " (ابن ماجه: رقم 3326)

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تر کھجور تربوز کے ساتھ کھاتے تھے۔

13۔ "اَلْقِثَّاءُ" ککڑی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ "کَانَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یُحِبُ الْقِثَاءَ" (ترمذی فی الشمائل 102) کہ آپ ﷺ کو ککڑی پسند تھی۔

آپ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب بھی کھیرا تناول فرماتے تو نمک لگا کر کھاتے تھے اور کبھی تر کھجور کے ساتھ بھی کھیرا تناول کرلیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی پسندیدہ سبزیاں

س: آپ ﷺ کی پسندیدہ سبزیاں کون کون سی تھیں؟

ج: آپ ﷺ کو ناپسندیدہ خوشبو والی سبزیاں پسند نہیں تھیں، جیسا کہ "پیاز" جن کی خوشبو اچھی ہوتی اس کو پسند فرمایا کرتے تھے زیادہ پسندیدہ سبزیاں یہ تھیں

1۔ "اَلْبَصَلُ ا لمَطْبُوخ" (پکے ہوئے پیاز)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "آخِرُ طَعَامٍ اَکَلَہٗ کَانَ فِیْہِ الْبَصَلُ اِنَّہٗ کَانَ مَشْوِیًّا فِیْ قِدْرٍ مَطْبُوْ خًا" (ابو داود: رقم 3829) آپ ﷺ کا آخری طعام پیاز تھا جس کو ہنڈیا میں ڈال کر پکالیا گیا تھا۔

2۔ "اَلْبَقَلُ" ساگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "کَانَ اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ الْبُقَلَ" (المستدرک: رقم 7116) کہ آپ ﷺ کو ساگ بہت پسند تھا۔

نوٹ یہ لفظ بھی بقل کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔

3۔ "اَلتِلْقَاس" "اروی" دولابی نے کہا اہل ایلہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں اروی پیش کی آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا اور عجیب جانتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ زمین کی چربی ہے آپ ﷺ نے فرمایا "اَنَّ شَحْمَۃَ الْاَرْضِ لَطَیْبَۃٌ" زمین کی چربی کتنی عمدہ ہے۔

4۔ "اَلدَّبَّا" کدو حضور ﷺ کی پسندیدہ سبزی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

"كَانَ اَعْجَبُ الطَّعَامِ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ الدَّبَّا" کہ جو کی روٹی اور کدو کا شوربہ پیش کیا گیا میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ پیالے کے ارد گرد کدو تلاش کر رہے تھے تو میں نے کدو تلاش کر کے آپ ﷺ کے سامنے رکھے میں خود نہیں کھا رہا تھا "فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّا مِنْ يَوْ مَئِذٍ" اس دن سے میں بھی کدو سے محبت کرنے لگا۔ (بخاری: رقم 2092)

5۔ "اَلسِّلقُ" چقندر کی جڑوں میں پیسے ہوئے جو ڈال کر پکانا پھر زیتون کا تڑکا لگانا پھر کالی مرچ کا پوڈر ڈال کر تیار کردہ سالن۔

ام منذر روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ان کے ساتھ حضرت علی بھی تھے، ہمارے انگور لٹکے ہوئے تھے حضور ﷺ تناول فرمانے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کھانے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ تم نہ کھاؤ تم ابھی صحت یاب ہوئے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے اتنے میں سلق لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا "يَا عَلِيُّ مِنْ هٰذَا فَاَصِبْ فَاِنَّهٗ اَوْفَقُ لَكَ" اے علی! یہ کھاؤ یہ تمہاری طبیعت کے موافق ہے۔

(شرح السنة: رقم 2863)

وہ کنوئیں جنکا آپ ﷺ نے پانی استعمال فرمایا

س: وہ کون کون سے کنوئیں ہیں جنکا پانی سرکار ﷺ نے استعمال فرمایا؟

ج: عربی میں کنویں کیلئے لفظ بئر استعمال ہوتا ہے پھر انکی نسبت جگہوں یا قبیلوں کی طرف کر دی جاتی ہے جو کہ بعد میں ان ناموں سے مشہور ہو جاتے تھے۔

1 بئر اریس۔

یہ ایک یہودی کی طرف منسوب تھا، قدیم شامی زبان میں فلاں کیلئے لفظ اریس بولا جاتا تھا یہ کنواں مسجد قباء کے قریب تھا جو کہ مدینہ منورہ کے شیریں کنوؤں میں سے ایک ہے۔ جسکی وجہ یہ کہ اسکا پانی اتنا کم تھا کہ ایک گدھا پی لیتا تو اسکا پانی ختم ہو جاتا آپ ﷺ نے پینے

کیلئے اس کنویں سے پانی منگوایا اس سے وضو فرمایا پھر اس پانی میں لعاب دہن ڈال کر فرمایا اس پانی کو کنویں میں ڈال دو اس کے بعد پانی کبھی ختم نہ ہوا۔

2. بئر اعواف۔

اعواف بڑے پتھر کو کہتے ہیں، اس کنویں کے کنارے پر آپ ﷺ نے وضو فرمایا مستعمل پانی کنویں کے اندر داخل ہو گیا جسکی برکت سے اسمیں ایک جڑی بوٹی پیدا ہو گئی راوی کے بقول بوقت روایت تک موجود تھی۔

3 بئر انا۔

اسے بعض نے اَنَا بھی پڑھا ہے ابن اسحاق نے کہا" لَمَّا اَتٰی رَسُولُ اللهِ ﷺ بَنِی قُرَیظَةَ نَزَلَ عَلٰی بِئرٍ مِن آبَارِ ھَا وَ تُلَاحِقُ النَّاسَ وَھِیَ بِئرُ انا"۔ نبی ﷺ نے جب بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو آپ ﷺ کا خیمہ اس کنویں کے قریب تھا تو آپ نے اس کنویں سے پانی نوش فرمایا۔ (سبل الهدی والرشاد، ج7، ص222)

4 بئر انس۔

زمانہ جاہلیت میں اسکا نام "الابرود" تھا اسکی نسبت حضرت انس بن مالک بن نضر کی طرف ہے اور اسے بَرابی انس بھی کہتے تھے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور ہمارے گھر تشریف رائے۔ "فَحَلبنَالَهٗ شَاۃً لَنَا ثُمَّ شَبَتهٗ مِن بِئرِ نَا ھٰذِہٖ فَاعطَیتهٗ" ہم۔ نے بکری کا دودھ نکالا پھر اسے اپنے کنویں کے پانی میں ڈال کر پیش کیا۔

ابن شیبہ نے روایت کیا "اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ شَرِبَ مِن بِئرِ اَنَسٍ" بے شک اللہ کے نبی ﷺ نے بَرانس کا پانی نوش فرمایا۔ (سبل الهدی والرشاد، ج7، ص223)

5 بئر اهاب۔

یہ کنواں الحرہ کے مقام پر واقع ہے حضرت سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ کی ملکیت
میں تھا ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے وہاں انکے بیٹے حضرت عباد رضی اللہ عنہ کو کنگھی
کرتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی واپس تشریف لے گئے۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آتے
ہی پوچھا یہاں کوئی آیا تھا؟ انہوں نے حلیہ انور بتایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جلدی
ان سے جا ملو وہ تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔حضرت عبادہ نکلے حتی کہ ملاقات ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ان کے سر انور پر ہاتھ رکھ کر برکت کی دعا فرمائی جس کی برکت یہ ہوئی ،فَمَاتَ وَھُوَ ابنُ
ثَمَانِینَ وَ مَاشَابَ ،کہ اسی سال کی عمر میں وصال ہوا،اور ابھی بڑھاپا انکے قریب بھی نہ گیا تھا۔
ابن زبالہ کہتے ہیں ''وَشَرِبَ مِنھَا وَتَوَضَا'' کہ آپ نے پانی بھی پیا اور وضو بھی فرمایا دوسری
روایت میں ہے ''وَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی بِئرِھَا'' کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں کلی بھی
کی تھی۔ابن زبالہ کہتے ہیں کہ اھل مدینہ بہت محبوب جانتے تھے۔

لَم یَزَل اَھلُ المَدِینَۃِ یَتَبَرَّکُوا بِھَا،وَیَشرَبُونَ مِن مَاءِھَا وَیَنقُلُ اِلَی الآفَاقِ مِنھَا کَمَا
یَنقُلُ مِن مَاءِ زَمزَمَ وَیُسَمُّونَھَا زَمزَمَ اَیضاً لِبَرَکَتِھَا' (سبل الھدی، ج7، ص224)

اہلِ مدینہ اس سے برکت حاصل کرتے تھے۔اس کا پانی پیتے اور اپنے گھروں کو
لے جاتے جیسا کہ آب زمزم لے جایا جاتا ہے اور اس پانی کی برکت کی وجہ سے اسے بھی آبِ
زمزم کہتے تھے۔

6 بئر البصۃ۔

بَص الماء بصا سے مشتق جسکا معنی ہے ٹپکنا یہ کنواں قباء کے راستہ پر بقیع کے قریب
تھا ایک دن سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔
سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پہ بیری کے پتے پیش کیے جنہیں لیکر کنویں کی طرف تشریف لے گئے ان
پتوں اور اس کنویں کے پانی سے زلف عنبریں کو سنوارا،اور مستعمل پانی کو اس کنویں میں

ڈال دیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، ج7، ص224)

7بئر بضاعۃ۔

ابوسعید المعلی سے روایت ہے کہ ''اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ یَشرَبُ مِن بِئرِ بُضَاعَۃَ وَ بَصَقَ فِیھَا وَ بَرَّکَ فِیھَا'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بئر بضاعہ سے پانی پیا اسمیں کلی کی اور اسکو برکت والا بنایا۔ اور اسکی برکت تھی کہ آپ کے زمانہ میں اگر کوئی بیمار ہو جاتا اسکو حکم دیتے اِغسِلُوہُ مِن بُضَاعَۃَ۔ بئر بضاعہ سے غسل کرو۔ فَیَغسِلُ حَلَّ مِن عِقَالٍ' وہ نہاتے ہی بیماری سے آزاد ہو جاتا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، ج7، ص225)

8بئر جمل۔

یہ وادی عقیق کے آخر میں کنواں تھا۔ اس میں اونٹ گر کر مر گیا تھا جسکی وجہ سے اسکا نام جمل (اونٹ) مشہور ہوا یا پھر اس کے کھودنے والے کا نام ''جمل'' تھا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ بئر جمل کی طرف گئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ اس کنویں میں داخل ہوئے اصحاب کہتے'' لَا نَتَوَضَّأُ حَتّٰی نَسأَلُ بِلَالًا کَیفَ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ مَسَحَ عَلَی الخُفَّینِ وَ الخِمَارِ'' کہ ہم اس وقت تک وضو نہیں کریں گے جب تک یہ نہ پوچھ لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیسے فرمایا اور موزوں اور عمامہ پر مسح کیسے کیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، ج7، ص226)

9بئر حاء۔

یہ کنواں بھی ایک شخص کی طرف منسوب ہے یہ کنواں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں تھا جو کہ مدینہ منورہ کے قریب ہے ''کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ یَدخُلُھَا وَ یَشرَبُ مِن مَآءٍ فِیھَا طِیبٍ'' سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسمیں تشریف لائے اس سے پانی بھی نوش فرمایا۔ جب قرآن مجید کی آیت ''لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰی تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ'' (ال عمران:92) نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ

رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی میرا پسندیدہ مال بئرحاء ہے۔ یہ قبول فرمائیں آپ نے فرمایا اس کو اپنے خاندان کے غریبوں میں وقف کردو انہوں نے اپنے عزیزوں میں اسکو وقف کر دیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، ج7، ص226)

10 بئر خلوہ۔

یہ کنواں اس گلی میں تھا جس میں حضرت آمنہ بنت سعد رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔ اسی لئے اس گلی کو زقاق حلوہ کہا جاتا تھا اس کنویں کے قریب آپ نے کم وبیش انتیس راتیں بسر کیں، یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے ایلاء کیا ہوا تھا۔

11 بئر ذُرع۔

اسے بئر بنی خطمۃ بھی کہا جاتا تھا۔ ابن زبالہ کہتے ہیں کہ آپ بنی خطمۃ کی جانب گئے انکی مسجد میں نماز پڑھی "ثُمَّ مَضٰی اِلٰی بِئرِھِم ذرع فَجلَسَ فِی قُفِّھَا فَتَوَضَّأَ وَبَصَقَ فِیھَا" پھر ان کے کنواں ذرع کی جانب تشریف لے گئے اسکی منڈیر پر بیٹھ گئے اس سے وضو کیا اور اس میں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، ج7، ص227)

.12 بئر رومۃ۔

یہ بھی وادی عقیق میں واقع ہے جو کہ مزنیہ کے ایک شخص کی ملکیت تھا وہ اسکا پانی بیچا کرتا تھا۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کون یہ بہترین صدقہ کرے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید کر وقف کر دیا۔ جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتہ چلا تو آپ ۔نے دعا کی "اَللّٰھُمَّ اَوجِب لَہُ الجَنَّۃَ" اے اللہ! ان کیلئے جنت کو واجب فرما۔ پھر آپ نے ڈول منگوایا اس سے پانی پیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، ج7، ص227)

13 بئر سقیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ۔ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کَانَ یُستَسقٰی لَہُ المَاءُ

العَذبُ مِن بِئرِ السُّقیا'' کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بئر سقیا کا میٹھا پانی نوش فرماتے تھے۔

14''بئر العَقَبہ۔

یہ وہی کنواں ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اپنی ٹانگیں لٹکائی تھیں۔ اگرچہ یہ بئر اریس کے بارے بھی منقول ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ بئر اریس میں انگوٹھی گری تھی ''العقبہ'' میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ٹانگیں لٹکائی تھیں۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، ج7، ص228)

15بئر ابی عنبہ۔

بدر کیلئے جاتے ہوئے اس مقام پر لشکر کو روک کر بچوں کو واپس مدینہ بھیجا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانی نوش کرنے پر روایت نہ مل سکی لیکن گمان غالب کی بنا پر اسے سیرت نگاروں نے شامل کیا ہے اور ایسا ہی گمان بئرُ العِھن کے بارے بھی ہے۔

16بئر غرس''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کنوئیں کا پانی نوش فرمایا اور اس کیلئے برکت کی دعا کی اور فرمایا ''ھِیَ عَین مِن عُیونِ الجَنَۃَ'' یہ جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔

ایک دن آپ بئر غرس کے منڈیر پر جلوہ افروز تھے آپ نے فرمایا ''رأیتُ اللَّیلَۃَ اِنِّی جَالِس عَلٰی عَینٍ مِن عُیونِ الجَنَۃَ'' میں نے خواب دیکھا کہ میں جنت کے چشموں میں ایک چشمہ پر بیٹھا تھا۔ اس سے مراد یہی بئر غرس تھا۔ ابتداً اس میں ان کے وقت پانی نہیں ہوتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا پانی ڈول میں لیکر اس میں کلی فرمائی تو فوراً پانی ابلنے لگا۔

17بئر قرضافہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا پانی بھی نوش فرمایا اور اسمیں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا تھا۔

18بئر قریصہ۔

آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا اور اسکا پانی نوش بھی فرمایا۔

19 بئر الیسیرۃ۔

آپ ﷺ نے اس سے پانی نوش فرمایا برکت کی دعا فرمائی اور لعاب دہن ڈال کر اسکا نام پوچھا تو اصحاب نے عرض کی العسیر ۃ ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اسکا نام الیسیر ۃ ہے۔

(سبل الھدٰی والرشاد، ج7، ص 227)

آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس کا سامان

س: سرکار ﷺ کے گھر میں استعمال ہونے والے سامان کی وضاحت کریں؟

ج: دو عالم کے سردار ﷺ کے گھر کا سامان انتہائی محدود تھا جسکا مختصر ترین تعارف یہ ہے۔

1۔ "سریر" چارپائی۔ اکثر نبی ﷺ فرش زمین کو ہی پسند فرماتے مگر ظاہری حیات طیبہ کے آخر میں آپ ﷺ نے چارپائی بھی استعمال فرمائی جسے کھردرے بان سے بنایا گیا تھا اسی پر آپ ﷺ کا وصال ہوا، اسی کو جنازے کے لیے استعمال کیا گیا (المستدرک: رقم 4409) حتی کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی اسی پر اٹھایا گیا پھر اس چارپائی کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے موالی نے چار ہزار درہم کے بدلے خرید لیا تھا۔

(سبل الھدٰی والرشاد: ج 7ص 354)

2۔ "وَسَادَہ" چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ (بخاری: رقم 1980)

3۔ "مِلحَفَة" کمبل اسے زعفران سے رنگا گیا تھا اسے آپ ﷺ کے لیے بچھایا جاتا اور اس پر پانی چھڑکا جاتا تا کہ اس سے خوشبو پیدا ہو۔

4۔ "عَصَا" یہ خاص عصا تھا جسے "ممشوق" کہا جاتا ہے۔ (المعجم الکبیر: رقم 2676)

5۔ "قَدحَہ" چھوٹا پیالہ عام وضو کے لیے استعمال ہوا کرتا تھا۔ (المعجم الکبیر: رقم 95)

6۔ "جَفنَہ" بڑا پیالہ جو کم استعمال ہوتا تھا۔ (ابن ابی شیبة: رقم 353)

7۔ "رَیَان"

8۔ "مُخضَب"، یہ پتھر کا پیالہ تھا جس میں مہندی کو پیسا جاتا تھا۔ (ابن ابی شیبۃ: رقم 7169)

9۔ "مُضَبَّب ۔

10۔غبرا یا الغرا۔ چار کنڈوں والا بڑا پیالہ تھا جس میں ثرید بنائی جاتی تھی۔

11۔ "کرسی " کرسی جس کے پائے لوہے کے تھے بعض نے کہا کہ سیاہ لکڑی کے تھے جس کو موٹی گھاس سے بنا گیا تھا۔ (مسلم: رقم 876)

12۔ "قَطِیفَه" یہ اون کا بنا ہوا گدا تھا جس کو نیچے بچھایا جاتا تھا۔ (مسلم 967:)

13 "رَحًی" چکی جسے آٹا پینے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ (مسند البزاز: رقم 6897)

14۔ "کِنَانَه" ترکش جس میں تیر ڈالے جاتے تھے۔

15۔ "بَسَاط" چٹائی۔ یہ کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی تھی جسے 'الکن یا الیکن' کہا جاتا تھا۔

16۔ "رَکوَة" یہ گھر میں استعمال ہونے والا پانی کا ڈول تھا جسے "صادرۃ" کہتے تھے۔

17۔ "مِراَة" شیشہ تھا جس میں آپ ﷺ چہرہ انور دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے تھے۔

18۔ "مِقرَاس " قینچی تھی جس کو الجامع کہا جاتا تھا۔

19۔ "صَاع" وزن کرنے کا خاص پیمانہ تھا۔

20۔ 'مُد' یہ بھی وزن کا ایک پیمانہ تھا۔

21۔ "مُشط" یہ کنگھی ہاتھی کے دانت کی بنی ہوئی تھی، جسے دبل کہا جاتا تھا۔

22۔ "مُکحُلَه" سرمہ دانی۔

23۔ "مُدهَن" تیل ڈالنے والی شیشی۔

24۔ "مُدرَی" کھریرا۔ مخصوص آلہ جس کے ذریعے کھجلی کی جاتی تھی۔

(سبل الهدیٰ والرشاد: ج7، ص356)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادمین

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام کی تعداد اور اسماء ذکر کریں؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام کی حتمی تعداد کا اندازہ تو مشکل ہے کیونکہ خدام میں مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی تھے، مگر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بارہ (12) ربیع الاول کی مناسبت سے مشہور بارہ خدام کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

1 حضرت ابوحمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ

2 حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ

3 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، نعلین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محافظ تھے۔

4 حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ، دراز گوش کے محافظ تھے۔

5 حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ، بھی سواریوں کے محافظ تھے۔

6 حضرت بلال رضی اللہ عنہ، موذن تھے۔

7 حضرت سعد رضی اللہ عنہ، یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔

8 حضرت ابوالحمر ابلال بن حارث رضی اللہ عنہ۔

9 حضرت ذومخمر یہ نجاشی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے۔

10 حضرت بکیر رضی اللہ عنہ، انہیں بکر بن شداخ لیثی بھی لکھا ہے۔

11 حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔

12 حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ، (الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص56)

آپ ﷺ کی خواتین خدمت گار

س : آپ ﷺ کی خدمت گزار مستورات کے نام بتائیں؟

ج: ازواج مطہرات کے علاوہ یہ آٹھ عورتیں تھیں جنہوں نے خدمت گزاری میں نام پیدا کیا۔

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ‏ سیدہ رَضوی رضی اللہ عنہا ‏ سیدہ خَضرَہ رضی اللہ عنہا

سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا ‏ سیدہ ربیحہ رضی اللہ عنہا ‏ سیدہ ام ضُمَیرہ رضی اللہ عنہا

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا ‏ سیدہ میمونہ بنت ابی عسیب رضی اللہ عنہا

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص58)

آپ ﷺ کے غلام

س : آپ ﷺ کے غلاموں کی تعداد اور اسماء ذکر کریں؟

ج : ویسے تو ہر مسلمان ہی آپ ﷺ کی غلامی پر ہزار مرتبہ اپنی آزادی قربان کرنے کو تیار ہے مگر جنہوں نے حقیقی معنی میں یہ سعادت حاصل کی ان کی تعداد مختلف فیہ ہے، جن میں مشہور اٹھارہ دریکتا ہیں۔

حضرت زید بن حارثہ بن شراحبیل رضی اللہ عنہ ‏ حضرت سیدنا رافع رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا کرکرہ رضی اللہ عنہ ‏ حضرت سیدنا اسلم بن عبید رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ابو کبشہ رضی اللہ عنہ ‏ حضرت سیدنا ابو رافع ابراہیم رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا فضالہ یمانی رضی اللہ عنہ ‏ حضرت سیدنا ثوبان بن بجدد رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا باذام رضی اللہ عنہ ‏ حضرت سیدنا رباح رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ہرمز رضی اللہ عنہ ‏ حضرت سیدنا یسار رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ ‏ حضرت سیدنا ابو السمح رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ایمن بن عبید حبشی رضی اللہ عنہ، یہ سیدہ ام ایمن کے بیٹے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، یہ حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔

حضرت سیدنا ماء بور قبطی رضی اللہ عنہ، یہ مخنث تھے جنہیں مقوقس نے ھدیۃ پیش کیا تھا۔

حضرت سیدنا طہمان رضی اللہ عنہ، انہیں کیسان۔ ذکوان اور مروان بھی کہا گیا ہے۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 57)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانوروں کا بیان

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ سواری کونسی ہے۔؟

ج: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف سواریوں کو سرفرازی بخشی مگر پسندیدہ سواری گھوڑا ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَمْسَحُ وَجْہَ فَرَسِہٖ بِکَمِّہٖ" میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وہ اپنی قمیص کی آستین سے اپنے گھوڑے کا چہرہ صاف کر رہے تھے۔ (مسند الحارث: رقم 651)

گھوڑوں سے اس خاص محبت کی وجہ بھی حدیث میں مذکور ہے۔

یحیی بن نعیم بن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھوڑے کا چہرہ صاف کرتے ہوئے دیکھ کر وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اِنَّ جِبْرِیْلَ عَاتَبَنِیْ فِی الْفَرَسِ" حضرت جبریل امین علیہ السلام آج رات مجھے گھوڑوں کی عزت کے بارے وصیت کرتے رہے۔

س: اچھی صفات کے حامل گھوڑوں کی نشاندہی کریں۔؟

ج: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہر اچھی اور بری چیز میں فرق واضح کردیا ایسے ہی گھوڑوں کی اچھی صفات اور بری صفات کو بیان فرمایا۔ مختلف احادیث میں بیان کردہ گھوڑوں کی اچھی صفات یہ ہیں۔

1 کُمیت (سرخ وسیاہ گھوڑا)

2 اَشقَر (سرخی مائل سفید گھوڑا)

3 اَدھَم سیاہ گھوڑا جو پنج کلیان ہو۔ یعنی جسکے چاروں پاؤں اور پیشانی سفید ہو۔

4 اَقرَح سفید پیشانی والا۔

5 اَرثَم جس کے ناک کے سرے پر سفید نشان ہو

6 مُحَجَل سفید پاؤں

7 حُو سرخ گھوڑا

8 أحْوى اَحَم سیاہ سبز مائل (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص389)

س: وہ کونسے گھوڑے ہیں جنکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپسند فرمایا؟

ج: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو طرح کے گھوڑوں کو ناپسند فرمایا۔

1 الشِّکَال: جس کے مخالف ہاتھ پاؤں میں سفیدی ہو۔

2 اَلمُنَفِلَه

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑوں کی تعداد

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑوں کی تعداد بیان کرتے ہوئے اسماء ذکر کریں۔؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کل چھبیس گھوڑے ہیں۔ مگر ان میں سے سات پر اتفاق ہے انیس (19) میں اختلاف۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متفق علیہ گھوڑے یہ ہیں

1 "اَلسَّکَب"

یزید بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک گھوڑا جسے "السکب" کہا جاتا تھا السکب پانچ کلیان مطلق الیمین تھا جبکہ بعض نے اسے کمیت اور ادھم بھی لکھا ہے اس کی تیز رفتاری کی وجہ سے پانی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص396)

یہ پہلا گھوڑا تھا جو آپ ﷺ کی ملکیت میں آیا آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں بنو فزارہ کے ایک شخص سے دس اوقیہ چاندی میں خریدا آپ ﷺ نے سب سے پہلے غزوہ احد میں اس پر شرکت کی۔ (الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر :ص73)

.2سبحہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے اس گھوڑی پر دوڑ میں مقابلہ کیا جسے "السجہ" کہا جاتا تھا وہ سب سے آگے نکل گئی آپ ﷺ کو بہت مسرور کیا آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے تمام گھوڑوں کو روکا پھر اسے چھوڑ دیا اس پر تسبیح کہی یہ گھوڑی آگے بڑھی اس کے سوار نے جھنڈا پکڑا اس لیے اسکا نام "سبحہ" رکھا گیا۔ یہ "شقرا" گھوڑی تھی جسے آپ ﷺ نے بنو جہینہ کے ایک اعرابی سے اونٹوں کے عوض لیا تھا۔ ایضاً

3"اَلمُرتَجِز

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جسے "المرتجز" کہا جاتا تھا۔ اس کا رنگ سفید تھا اس کے ہنہنانے کی عمدہ آواز کی وجہ سے اسے مرتجز کہا جاتا تھا کیونکہ مرتجز لفظ الرجز سے مشتق ہے جو کہ شعر کی ایک قسم ہے یہ گھوڑا بنو حرّہ کے ایک اعرابی سے خریدا تھا اسی گھوڑے کے بارے میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تھی۔ (الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر:ص73)

4"اَللِزَّاز۔

لازِزۃ سے مشتق ہے بمعنی مطلوب کو پالینا گویا بہت سرعت کے ساتھ مطلوب کو حاصل کرنے والا تھا۔ مصدّق بن عباس اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک گھوڑے کا نام "لزاز" تھا یہ گھوڑا 6 ماہ کے بعد مقوقس نے آپکی خدمت میں پیش کیا تھا اسی پر سوار ہو کر آپ ﷺ غزوات میں تشریف لے جاتے تھے۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص73)

5"اَلظِّرب۔

یہ بہت عمدہ نسل کا گھوڑا تھا" الظرب" یہ عمدہ گھوڑوں کے اوصاف میں سے ایک وصف ہے
یہ گھوڑا حضرت فروہ بن عمرو جزانی رضی اللہ عنہ نے پیش خدمت کیا تھا۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص73)

6"اللحیف"

حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے باغ میں آپ ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جسے "اللحیف" کہا جاتا تھا۔ یہ گھوڑا ربیعہ بن ابی البراء نے پیش کیا تھا انہوں نے بنوکلاب کی زکوۃ کا مال اس پر آپ ﷺ کو پہنچایا تھا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص398)

7"الورد"

حضرت عباس بن سھل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت تمیم داری نے آپکی خدمت میں گھوڑا پیش کیا جسے "الورد" کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے یہ گھوڑا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کسی مجاہد کو سوار کرایا اس نے یہ گھوڑا آگے فروخت کر دیا تھا۔ (الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص73)

آپ ﷺ کے مختلف فیہ گھوڑے

1"اَلنَّجِیب" یہ لفظاً اور معنی کریم کی طرح ہے۔

2."اَلبحر" آپ نے اسکو یمنی سے خریدا۔ آپ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے چہرے کو چھوتے اور فرماتے "مَا اَنْتَ اِلَّا بَحْرٌ" تم تو سمندر ہو۔ یہ کمیت یا ادھم گھوڑوں میں سے تھا۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص73)

3"ذُوالّلمہ"

4"ذوالعُقّال" عقال ایسی مرض کا نام ہے جو جانوروں کے بازوؤں میں پائی جاتی ہے۔

5"السجل" یہ سجنت الماء سے مشتق بمعنی حوض کو پانی سے بھرنا

6"اَلشَّحَا" وہ گھوڑا جو دور دور قدم رکھے اسے بعید الشحو بھی کہا جاتا ہے۔

7"اَلسِّرحَان" بپھرے ہوئے شیر کیلئے یہ لفظ سرحان استعمال ہوتا ہے۔

8"اَلمِرتَجِل" ایسے گھوڑے کو کہا جاتا ہے جو تیزی کی وجہ سے گردن کو کسی چیز کے ساتھ ملا دے۔

9"اَلاَدهَم"

10"اَليعسوب"

اس پرندے کو کہا جاتا ہے جو ٹڈی سے بڑا ہوتا ہے گرتے وقت اپنے پر نہیں ملاتا۔ تضمیر میں گھوڑے کو اس کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔

11 "یعبوب" تیز رفتار گھوڑے کو کہا جاتا ہے نخعی نے اس کا معنی طویل بھی کیا ہے۔

.12اَبلَق" ابلق سفیدی میں سیاہی کو کہتے ہیں۔

13 "کُمیت"

14 "ملاوح" وہ ضامر گھوڑا جو موٹا ہو جانے کے باوجود سریع رفتار ہو اور بڑی ہڈیوں والا ہو اسے منوح بھی کہتے ہیں۔

15"اَلطِّرف"

16"اَلضَّرس" برے اخلاق والا، ابن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یہ پہلا گھوڑا تھا جس کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک بنے۔

17 "مندوب"

18 "مرواح" حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رہاوین کے وفد نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ تحائف پیش کیے جن میں ایک گھوڑا بھی تھا جسے "مرواح" کہا جاتا تھا اس

نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا۔

19 "النجیب" (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص396)

آپ ﷺ کی خچریں

س : آپ ﷺ کے خچروں کی تعداد وتعارف بتائیں؟

ج: حضور ﷺ کے خچروں کی تعداد سات ہے جنکا مختصر تعارف یہ ہے۔

1 "دُلدُل"

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپکی خچر کا نام دلدل تھا وہ سیاہی مائل سفید تھی اس کے لئے جو کوٹے جاتے تھے حضور ﷺ کے وصال کے بعد تک زندہ رہی بوڑھی ہوگئی تھی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص403)

2. "فِضَّہ"

زامل بن عمرو سے روایت ہے کہ حضرت فروہ بن عمرو جذامی نے حضور ﷺ کو خچر پیش کیا جسے فضہ کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے وہ خچر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا تھا۔

3۔ اَیلہ کے بادشاہ نے سفید رنگ کی خچر پیش خدمت کی جس کا نام معلوم نہ ہوسکا یہ طویل مگر کٹے ہوئے کانوں والی تھی گویا کہ وہ ٹیلہ پر کھڑی ہو۔ آپ ﷺ نے اسے بہت پسند فرمایا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص404)

"4" کسریٰ وہ خچر جسے کسری نے آپکی خدمت میں پیش کیا تھا آپ ﷺ نے اسے بالوں کی بنی ہوئی لگام ڈالی تھی اور اسی خچر پر سوار ہوئے اور اپنے پیچھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بٹھایا تھا۔

"5" دَومۃُ الجَندَل کے بادشاہ نے آپ ﷺ کے حضور ایک خچر اور سندس کا جبہ پیش کیا جس پر صحابہ کرام نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے

جنت میں رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہونگے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص405)

6 نجاشی بادشاہ نے آپکی بارگاہ میں خچر پیش کیا۔

7 "حِمَارَہ شَامِیہ"

آپ ﷺ کے گدھے

س: آپ ﷺ کے پاس درازگوش کتنے تھے تعداد کے ساتھ تعارف بتائیں؟

ج: حضور ﷺ کے چار گدھے تھے۔ جنکا تعارف یہ ہے۔

1 "عُفَیر" بعض نے اسے غفیر (غ کے ساتھ) بھی لکھا ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپکے گدھے کا نام عفیر تھا۔ (بخاری: رقم2856)

یہ العفرہ سے مشتق ہے جسکا معنی ہے مٹی کے رنگ والا ہونا اسے شاید عفیر اسی وجہ سے کہا جاتا تھا کہ اسکی سرخ رنگت میں سفیدی نظر آتی تھی جو کہ مٹیالہ ظاہر ہوتی ہے۔ (معجم کبیر: رقم246)

.2 یَعفُور" ہرن کے بچے کو اسکی تیزی کی وجہ سے یعفور کہا جاتا ہے یہ گدھا آپکو 2ھ میں فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا جبکہ ایک قول کے مطابق مقوقس نے یہ اور فروہ نے عفیر پیش کیا۔ یعفور نے اسی روز خود کو کنویں میں گرا کر مار لیا تھا جس روز نبی ﷺ کا وصال ہوا تھا۔

.3 حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپکی بارگاہ میں ایک گدھا پیش کیا۔

4 وہ گدھا جو مہاجر صحابی رضی اللہ عنہ نے آپکو پیدل چلتے دیکھ کر پیش خدمت کیا۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ اس پر سوار ہوں میں نے یہ آپ ﷺ کیلئے مقرر کر دیا ہے۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص465)

آپ ﷺ کی اونٹنیاں

آپ ﷺ کی اونٹنیاں دو طرح کی تھیں۔ .1 دودھ کیلئے 2 سواری کیلئے

س :دودھ دینے والی مشہور اونٹنیوں کے نام بتائیں؟

ج :شیر دار اونٹنیوں کی تعداد کم وپیش بیس ہے جن میں مشہور یہ ہیں۔

(1)الحِنَاء (2)اَلسَمرَاء (3)اَلعَرِیس (4)اَلسَعدِیَه

(5)اَلبَعُوم (6)اَلیَسِیرَه (7)اَلرَیَّا (8)بَردَه

(9)اَلحَفدَه (10)مُهرَه (11)اَلشَقرَاء

(سبل الهدی والرشاد: ج7، ص407)

س :سواری کیلئے رکھی گئی اونٹنیوں کے نام کیا ہیں؟

ج: دو مشہور اونٹنیاں ہیں جن پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر فرمایا

1"قصواء"

اس کو جَدعاء اور عَضبَاء بھی کہا جاتا تھا۔ یہ بنو قریش کے جانوروں میں سے تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے چار سو درہم میں خریدا تھا اس پر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر ہجرت فرمایا تھا یہ دوڑ میں ہمیشہ جیتنے والی اونٹنی تھی۔

.2"صهباء"

حضرت قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حجۃ الوداع کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی صہباء پر سوار ہو کر رمی فرما رہے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خطبہ جدعا پر ہی دیا تھا یہ بھی ممکن ہے کہ صہباء جدعا کی طرح قصواء کا ہی ایک نام ہو۔ (سبل الهدی والرشاد: ج7، ص408)

س: سواری کیلئے رکھے گئے اونٹ کا نام بتائیں؟

ج : آپکی سواری کا مشہور اونٹ ایک ہی تھا جسکا نام "عسکر" تھا۔

س :شیر دار اونٹنیوں کیلئے رکھے گئے اونٹ کا نام کیا تھا۔؟

ج :غزوہ بدر کے مال غنیمت میں ابو جہل کا اونٹ ملا جسکا نام سھرِیَا تھا یہ سھر بن حیدان کی طرف منسوب تھا آپ ﷺ نے اس کو شیر دار اونٹنیوں کیلئے رکھا تھا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص409)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے سال قربانی کے جانوروں میں ابو جہل کا اونٹ بھی مشہور تھا۔اسکی ناک میں چاندی کی نکیل تھی تا کہ اسکی وجہ سے مشرکین آتش غیظ میں جلیں۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص409)

آپ ﷺ کی بکریاں

آپ ﷺ کے پاس سو بکریاں تھیں جب کوئی بکری بچہ دیتی آپ ﷺ اس کی جگہ ایک دوسری بکری ذبح فرمایا دیا کرتے تھے ۔جیسا کہ وفد کے آنے پر آپ ﷺ نے بکری کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔اور اہل وفد سے مخاطب ہو کر فرمایا۔تم یہ گمان نہ کرنا ہم تمہارے لئے ذبح کر رہے ہیں۔بلکہ ہماری ایک سو بکریاں ہیں ہم ان میں اضافہ نہیں چاہتے جب ایک بکری بچہ پیدا کر دیتی ہے تو ہم اسکی جگہ دوسری بکری ذبح کر لیتے ہیں۔

س :مشہور بکریوں کے نام بتائیں؟

ج:ابراہیم بن عبد سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی مشہور دس بکریاں تھیں جنکے نام یہ ہیں

(1)عَجوَہ (2)زَمزَم (3)سقیا (4)بَرَکَہ

(5)وَرسَہ (6)اِطلَال (7)اِطرَاف (8)قُمرَہ

(9)غَوثَہ یا غَوثِیَہ (10)یُمن۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص412)

س: آپ ﷺ کی بکریاں کون چراتا تھا۔؟

ج : آپ ﷺ کی بکریاں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اور دیگر خادم بھی چرایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے مرغ کا بیان

نبی ﷺ نے مرغ خود بھی رکھا جس کا نام ریک تھا اور رکھنے کی ترغیب بھی فرمائی۔

1۔آپ ﷺ نے فرمایا مرغ کو گالی مت دو کیونکہ یہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔

2۔آپ ﷺ نے فرمایا مرغ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا فضل مانگو کیونکہ اس نے فرشتہ کو دیکھا ہے۔

3۔جو بندہ سفید مرغ رکھے اللہ تعالیٰ اس کی تین چیزوں کے شر سے حفاظت فرماتا ہے۔

ا۔شیطان کے شر ۲۔جادوگر کے شر ۳۔کاہن کے شر۔

4۔آپ ﷺ نے فرمایا کلغی والا سفید مرغ میرے دوست کا دوست، اور میرے دشمن کا دشمن ہے۔ (سبل الھدی والرشاد، 7، ص414)

آپ ﷺ کا اپنے ساتھ کسی کو سوار کرنا

س : کیا نبی ﷺ اپنی سواری پر کسی کو سوار کیا کرتے تھے۔؟

ج : نبی ﷺ اپنے ساتھ بچوں اور بڑوں کو بٹھانا پسند فرماتے تھے۔ضرورت کے وقت ایک شخص کو آگے دوسرے کو پیچھے بھی بٹھا لیتے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "اَتَی رَسُوْلُ اللہِ ﷺ وَ قَدْ حَمَلَ قُثَمًا بَیْنَ یَدَیْہِ وَالْفَضْلَ خَلْفَہٗ" (بخاری: رقم 5966) نبی ﷺ سوار ہو کر تشریف لائے آپ ﷺ نے حضرت قثم رضی اللہ عنہ کو اپنے آگے اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔

س: ان خوش نصیب افراد کے نام بتائیے جنہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ سواری کا شرف حاصل کیا ہے۔؟

ج: کم وبیش پچاس افراد نے یہ شرف حاصل کیا ہے مشہور افراد یہ ہیں۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
حضرت سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہ
حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما
حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ
حضرت اسامہ بن عمیر الھذلی رضی اللہ عنہ
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
بنو عبد المطلب کا ایک غلام
حضرت ابو ایاس رضی اللہ عنہ
حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ
بنو غفار کی ایک عورت
حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا
حضرت آمنہ بنت وھب ام النبی رضی اللہ عنہا

حضرت سیدنا ابو ملیح بن اسامہ رضی اللہ عنہما
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ
حضرت قثم رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
حضرت ابو عمرو شرید بن سوید الثقفی رضی اللہ عنہ
حضرت ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ
حضرت سلمہ بن عمرو الاکوع الاسلمی رضی اللہ عنہ
حضرت علی بن ابی العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ
حضرت ابو امامہ بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ
حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ
حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ
حضرت خوات بن جبیر انصاری رضی اللہ عنہ
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا
حضرت ام المؤمنین صفیہ بن حیی رضی اللہ عنہا

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص376)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نگران

س: ان شخصیات مبارکہ کے اسماء گرامی بتائیں جنہوں نے مختلف اوقات میں نگرانی کی ذمہ داری لی؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نگران حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ فرمایا "وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ" (المائدہ،67) اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے بیشمار کارنامے پیش کیے۔

1۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ: تمام غزوات میں شرکت کرنے والے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ" جوکہ ایک سوستر (170) احادیث کے راوی ہیں" نے بدر کی شب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرانی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے یہ دعا حاصل کی "اَللّٰھُمَّ اِحْفَظْ اَبَا قَتَادَةَ کَمَا حَفِظَ نَبِیَّکَ ھٰذِہِ اللَّیْلَةَ" اے اللہ! ابو قتادہ کی یوں حفاظت فرما جس طرح آج رات اس نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی ہے۔ (معجم الصغیر: رقم1194)

2۔حضرت ادرع اسلمی رضی اللہ عنہ: اس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت پر معمور تھے جب حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کا جسد خاکی پیش خدمت کیا گیا۔

3۔حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک غزوہ میں سخت سردی کے باعث میں زمین میں گڑھا کھود کر اس میں داخل ہوگیا اپنے اوپر ڈھال رکھ لی اتنے میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مَنْ یَحْرُسُنَا اللَّیْلَةَ" کون ہے جو آج رات ہماری نگرانی کرے؟ میں اس کے لیے دعا کروں، جس میں فضل وکرم ہوگا ایک انصاری صحابی کے بعد میں نے کہا یہ ذمہ داری میں نبھاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب بلا کر دعا فرمائی۔ (المستدرک: رقم2432)

4۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے دن عَرِیش میں تلوار لہراتے ہوئے

نگرانی کی ذمہ داری نبھائی۔

5۔حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اسی دن اسی مقام پر آرام کے وقت ڈیوٹی کی تھی۔

6۔حضرت ابوایوب ذکوان بن قیس رضی اللہ عنہ نے خیبر کے راستے میں نگرانی کی ذمہ داری اس وقت نبھائی جب آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو وظیفہ زوجیت ادا کیا۔

7۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے وادی القری میں اس وقت نگرانی فرمائی جب اللہ کے نبی ﷺ نے رات کے وقت جاگتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا کاش آج اصحاب میں سے صالح شخص میری نگرانی کرے اتنے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے سلام عرض کیا پوچھنے پر بتایا یارسول اللہ ﷺ میں آج آپ کی حفاظت کر رہا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد آپ ﷺ اتنے سکون سے سوئے کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ (مسلم:رقم2410)

8۔حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ :یہ اس وقت نگرانی فرما رہے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی "وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ"

9۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ :نے غزوہ احد میں نگرانی کی ذمہ داری خوب نبھائی۔

10۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ :نے وادی القری میں یہ ذمہ داری ادا کی۔

11۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے وقت تلوار لیکر آپ ﷺ کے سر اقدس پر کھڑے تھے۔

12۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ :غزوہ خندق میں آپ ﷺ کے نگران تھے۔

13۔حضرت ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ :وادی القری میں آپ ﷺ کے نگران تھے۔

14۔حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ :نے بھی یہ ذمہ داری ادا کی۔

15۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 397تا399)

س : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک کی کون حفاظت کرتا تھا؟

ج : عموما نعلین مبارک اور مسواک مبارک کی حفاظت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے ، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محو استراحت ہوتے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیدار کرتے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرماتے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی پردہ کیا کرتے تھے ۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اوران کی والدہ ماجدہ کے کاشانہ انور میں زیادہ آنے جانے کی وجہ سے کچھ عرصہ میں ان کو اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی سمجھتا رہا۔ (سبل الهدی والرشاد: ج11، ص400)

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوٹے کا نگران کون تھا؟

ج: یہ عظیم ذمہ داری حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبھایا کرتی تھیں۔

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص400)

س: کاشانہ انور پر آنے والوں کو اِذن کون لیکر دیتے تھے؟

ج: حضرت رباح بن مسعود، انس بن مالک، ابوموسیٰ اشعری اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم ۔

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص400)

س :قضائے حاجت کے لیے جاتے ہوئے رفاقت کون کرتا تھا؟

ج: حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ، رفع حاجت کے لیے جاتے وقت ساتھ ہوتے تھے ۔

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص400)

س : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کون ہانکتا تھا؟

ج: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سواری کو آگے سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیچھے سے ہانکتے تھے۔

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص404)

س :ناقہ مبارک کے کجاوے کا نگران کون تھا؟

ج: حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ، کجاوہ باندھنے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے ان کے

بعد حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ فریضہ باحسن نبھایا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص404)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذنین کی تعداد اوران کے اسماء گرامی تحریر کریں؟

ج: ان کی تعداد چار ہے، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

1 حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

2 حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ یہ دونوں مدینہ منورہ میں اذان دیا کرتے تھے۔

3 حضرت ابومحذورہ اوس بن مغیرہ جمعی رضی اللہ عنہ

4 حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ مسجد قبا میں موذن تھے۔ (الغرر والدور، فی سیرۃ خیر البشر، ص64)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ قاضی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی میں باقاعدہ اجتماعی طور پر قاضی مقرر نہیں فرمائے لیکن مختلف اوقات میں مختلف امور میں کچھ لوگوں کو فیصلہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ قاضیوں کے اسماء ذکر کریں۔؟

1 : ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ“

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ دو متنازع آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کے مابین فیصلہ کرو عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے میرا فیصلہ کرنا؟ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ مستحق ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر فیصلہ درست کیا تو دس نیکیاں ملیں گی۔ اگر فیصلے میں اجتہادی خطاء ہوگئی تو ایک نیکی پھر بھی مل جائے گی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص325)

2. حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ"

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو جھگڑا کرنے والے آدمی فیصلہ کروانے آپکی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا عقبہ رضی اللہ عنہ اٹھو فیصلہ کرو، عرض کیا میں فیصلہ کردوں تو مجھے کیا ملے گا؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اِجتَہِدْ وَاِنْ اَصَبتَ فَلَکَ عَشَرَۃُ اُجُوْرٍ وَاِنِ اجتَہِدْ فَاَخطَاتَ فَلَکَ اَجزٌ وَّاحِدٌ" اگر درست فیصلہ کیا تو دس نیکیاں ورنہ ایک نیکی پھر بھی مل جائے گی۔ (دارقطنی: رقم 4459)

3 "حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ"

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے کسی قوم کے درمیان فیصلہ کرنے کو کہا میں نے عرض کی میں اچھی طرح فیصلہ نہیں کرسکتا آپ ﷺ نے فرمایا "اِنَّ اللہَ مَعَ الْقَاضِیْ مَالَمْ یَحِفْ عَمَداً" رب تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ حد سے تجاوز نہیں کرتا۔ (المستدرک: رقم 6470)

4 "حضرت عمارہ بن حزم"

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمارہ بن حزم کو حکم دیا کہ "اَنْ یَقْضِیَ بِالْیَمِنِ مَعَ الشَّاھِدِ" وہ یمن میں گواہوں کے ساتھ فیصلہ کریں۔

(مسند احمد: رقم 24009)

5 "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ"

حضرت جاریہ بن ظفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک قوم بانس کے بنے ہوئے گھر کے بارے میں فیصلہ کروانے نبی ﷺ کے ہاں آئے۔ آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کے درمیان فیصلہ کرو انہوں نے اس شخص کیلئے فیصلہ کردیا جس کے بانس ساتھ ہی پڑے تھے جب بارگاہ اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا "اَصَبتَ

وَاَحْسَنْتَ'' تم نے ٹھیک اور درست فیصلہ کیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: رقم 2343)

آپ ﷺ کے مفتیان کرام

حضور ﷺ اپنے ظاہری زمانہ میں خود بھی فتوی صادر فرماتے اور کچھ اصحاب رضوان اللہ علیہم کو بھی یہ ذمہ داری سونپ رکھی تھی۔

س: نبی کریم ﷺ کے زمانہ انور میں مقرر کردہ مفتیان کرام کی تعداد اور اسماء ذکر کریں۔؟

ج: آٹھ صحابہ کرام دارالافتاء کا کام سرانجام دیتے تھے جن کے اسماء یہ ہیں۔

1 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
2 حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
3 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
4 حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ۔
5 حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
6 حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
7 حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
8 حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

جنکو اشعار کی صورت میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَقَدْ کَانَ فِیْ عَصْرِ النَّبِیِّ جَمَاعَۃٌ يَقُوْمُوْنَ بِالْاِفْتَاءِ قَوْمَۃً قَانِتْ

فَاَرْبَعَۃٌ اَھْلُ الْخِلَافِۃِ مَعَھُمْ'' مُعَاذٌ وَاُبَیٌّ وَابْنُ عَوْفٍ وَابْنُ ثَابِتٍ

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص328)

بعض نے حضرت عمار بن یاسر، حذیفہ بن یمان زید بن ثابت، حضرت ابودرداء اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنھم کا بھی تذکرہ کیا ہے یوں ان مفتیان کرام کی تعداد تیرہ ہو جائے گی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص328)

آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں حفاظِ کرام

س: آپ ﷺ کے زمانہ اقدس میں کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید یاد کیا تھا۔؟

ج : آپ ﷺ کے کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفاظ تھے۔ مگر آپ ﷺ کے زمانہ میں کتنے لوگوں نے یاد کیا اس میں اختلاف ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن جمع کرنے والے اس وقت چار انصاری اصحاب رضی اللہ عنہم تھے۔

1 حضرت ابی بن کعب 2 حضرت معاذ بن جبل

3 حضرت زید بن ثابت 4 حضرت ابوزید رضی اللہ عنہم

ایک دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا۔

1 حضرت عبداللہ بن مسعود، 2 سالم مولی ابی حذیفہ

3 حضرت جاریہ بن مجمع 4 حضرت سعد بن عبادہ

5 حضرت عبداللہ بن عمر 6 حضرت سعد بن عبید رضی اللہ عنہم ہیں۔

پہلے چار متفقہ جبکہ علاوہ ازیں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 330)

آپ ﷺ کے زمانہ انور کے قراء صحابہ کرام

س : آپ ﷺ کے ظاہری زمانہ انور کے مشہور قراء صحابہ کرام کے اسماء بتائیں؟

ج : ویسے تو آپ ﷺ کا ہر صحابی ہی بہترین قاری ہے مگر مشہور قراء کے نام یہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق	حضرت عمر فاروق	حضرت عثمان غنی
حضرت علی	حضرت سعد	حضرت طلحہ
حضرت عبداللہ بن مسعود	حضرت حذیفہ	حضرت سالم
حضرت ابوہریرہ	حضرت عبادہ بن سائب	حضرت عبداللہ بن عمر
حضرت عبداللہ بن عباس	حضرت عبداللہ بن مسعود	حضرت عبادہ بن صامت

حضرت معاذ بن جبل حضرت مجمع بن جاریہ حضرت فضالہ بن عبید

حضرت مسلمہ بن مخلد حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ حضرت عقبہ بن عامر

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہم)

(سبل الهدی والرشاد: ج11، ص332)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ حکمران

س: کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں مفتوحہ علاقوں میں حکمران یا امیر مقرر کیے تھے۔؟

ج: سرکار صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی میں متعدد نفوسِ قدسیہ مختلف علاقوں میں حکمران اور امراء مقرر کیے تھے۔ جن کے اسماء اور تقرری کے علاقہ جات درج ذیل ہیں۔

1 "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ"

آپ رضی اللہ عنہ کو نو (9) ھ میں حج کے امور کا امیر بنایا گیا تھا۔

.2 حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہ الکریم"

انہیں اخماس عرب اور اخماس یمن کا امیر اور قاضی مقرر کیا گیا تھا۔

3 "باذان بن ساسان رضی اللہ عنہ"

عجم کے بادشاہوں میں سب سے پہلے مشرف باسلام ہونے والے باذان بن ساسان کو کسری کے مرجانے کے بعد پورے یمن کا امیر بنایا گیا تھا۔

4 "شہر بن باذان رضی اللہ عنہ"

یہ باذان کے بیٹے تھے انکو "صنعاء" اور اس کے ذیلی علاقوں کا امیر بنایا گیا تھا۔

5 "خالد بن سعید رضی اللہ عنہ"

حضرت شہر کو جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی نے جب شہید کروایا تو انکی جگہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو "صنعاء" کا والی اور امیر مقرر کیا گیا تھا۔

6 ''عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ''

یہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انہیں وادی ''قرالقری'' کا والی بنایا گیا۔

7 ''حکم بن سعید رضی اللہ عنہ''

یہ بھی خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انہیں ''عُرَ ینہ'' (یہ فدک اور اس کے ملحقہ جگہ ہے) نامی جگہ کا والی بنایا گیا تھا۔

8 ''ابان بن سعید رضی اللہ عنہ''

خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انہیں بحرین ''علی'' نامی جگہ کا امیر بنایا گیا۔

9 ''مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ''

انہیں ''کِندہ'' اور ''صَدق'' کا والی بنایا گیا تھا لیکن روانگی سے قبل انکا وصال ہو گیا تو مقررہ علاقے کی طرف جانے کی بجائے خالق حقیقی کی ملاقات کیلئے رخت سفر باندھا۔

10 ''زیاد بن ولید رضی اللہ عنہ''

انہیں ''حضر موت'' کا والی بنایا گیا تھا۔

11 ''ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ''

انہیں ''زبید، عدن، زمع اور ساحل'' پر امیر بنایا گیا تھا۔

12. ''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ''

انہیں ''جَنَد'' کا امیر مقرر کیا گیا تھا۔

13 ''عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ''

انہیں مکہ مکرمہ کا والی بنایا گیا، نیز آٹھ (8) ھ کے حج اور اس کے متعلقہ امور کی ذمہ داری بھی انہیں سونپی گئی تھی۔

14 ”یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ“

انہیں ”تیماء“ کا والی مقرر کیا گیا تھا۔

15 ”ابو سفیان رضی اللہ عنہ“

انہیں ”نجران“ کا امیر مقرر کیا گیا تھا۔

16 ”علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ“

آپ کو بحرین میں ”قَطِیف“ نامی جگہ کا حاکم بنایا گیا تھا۔

17 ”عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ“

انہیں ”عُمَان“ اور اس کے ملحقہ جگہ کا امیر بنایا گیا تھا۔

18 ”عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ“

آپ کو ”طایف“ کا والی بنایا گیا تھا۔

19 ”عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ“

انہیں ”صدقات بنو اسد کا نگران اور طَے“ کا والی بنایا گیا تھا۔

(سبل الھدی والرشاد :ج11، ص340)(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر ص64)

س : نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر پر روانہ ہوتے تو مدینہ میں اپنا نائب کس کو مقرر فرماتے۔؟

ج : غزوات کے ابواب میں گزر چکا ہے کہ مختلف اصحاب کو یہ ذمہ داری سونپی گئی مگر اکثر یہ ذمہ داری حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبھایا کرتے تھے۔

س : مختلف سرایا میں مقرر کیے گئے امراء کا تعارف بیان کریں؟

ج 1۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

ان میں ایک بہت بڑا نام حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بھی ہے جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور متبنی زید بن حارثہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے

ان کو آپ ﷺ نے ایک بہت بڑے لشکر کا امیر منتخب کیا جس میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر و قدیم الاسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے اور تاحیات امیر رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ان سے ملتے تو ان الفاظ سے سلام کرتے "اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا اَیُّهَا الْاَمِیْرُ" وہ آگے سے جواب دیتے "غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ تَقُوْلُ لِیْ هٰذَا"؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے میں جب تک زندہ ہوں میں تجھے امیر ہی کہوں گا کیونکہ جب نبی ﷺ کا وصال ہوا تم مجھ پر امیر تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انکا وظیفہ پینتیس سو (3500) درہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تین ہزار (3000) درہم مقرر کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عرض گزار ہوئے امیر المؤمنین اس زیادتی کی وجہ؟ حالانکہ وہ کسی غزوہ میں مجھ سے سبقت لے جانے والے نہیں ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وجہ سبقت نہیں وجہ یہ ہے اسکا باپ رسول اللہ ﷺ کو تیرے باپ سے پیارا تھا۔ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو تجھ سے زیادہ پیارے تھے

"فَاٰثَرْتُ حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلٰی حُبِّیْ" (ترمذی: رقم 3813)

اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب کو تجھ پر ترجیح دی ہے۔

2. حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

آپ کو سرایا میں امیر مقرر کیا گیا غزوہ موتہ میں جب انکا اعلی کردار نبی ﷺ نے مدینہ منورہ سے مشاہدہ فرمایا تو انکو اس وقت "سیف اللہ" کا لقب عطا فرمایا۔

س: سرکار ﷺ نے کسی عورت کو کہیں حاکم مقرر فرمایا؟

ج: نہیں۔ بلکہ اسکی مذمت میں بہت سے ارشادات صادر فرمائے۔

"لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَاَةً" (بخاری: رقم 4425)

وہ قوم کامیاب نہیں ہو سکتی جنہوں نے امر کی سرپرستی کسی عورت کو دے دی۔

س: حاکمیت کے متعلق جامع اصول اسلام بیان کریں؟

ج: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَمَارَۃُ بَابُ عَنَتٍ اِلَّا مَنْ رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ

امارت خطا کا دروازہ ہے مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: رقم 32547)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اَلْاَمَارَۃُ اَمَانَۃٌ وَھِیَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ خِزْیٌ وَنَدَامَۃٌ اِلَّا لِمَنْ اَخَذَھَا بِحَقِّھَا وَاَدَّی الَّذِیْ عَلَیْہِ فِیْھَا۔ (مسلم: رقم 1825)

حکمرانی امانت ہے روز محشر رسوائی اور ندامت ہے مگر جس نے اسے حق کے ساتھ حاصل کیا اور اس کا حق ادا کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اَلْاَمَارَۃُ اَوَّلُھَا مَلَامَۃٌ وَاٰخِرُھَا نَدَامَۃٌ وَالْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" (بیہقی: رقم 20226)

اول ملامت ہے آخر ندامت ہے روز محشر عذاب ہے۔

ایک دوسری حدیث میں "اَوَّلُھَا سَلَامَۃٌ" بھی ہے۔

آپ ﷺ کے قاصدین

س: شاہان عالم کو آپ ﷺ نے مکتوبات کب لکھے؟

ج: صلح حدیبیہ کے بعد چھ (6) ھ کو آپ ﷺ نے شاہان عالم کو مکتوبات گرامی بھیجنے کا فیصلہ فرمایا اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ بادشاہ وہی خط قبول کرتے ہیں جن پر مہر لگی ہوئی ہو۔ آپ ﷺ مہر ثبت فرما کر خطوط ارسال فرماتے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج 11، ص 344)

س: مکتوبات گرامی لیکر جانے والے اصحاب رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی لکھیں؟

ج 1:۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ

سات (7) ھ کو انہیں شاہ حبشہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب شریف دیکر روانہ فرمایا۔

.2 حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ"

کو مکتوب گرامی دیکر قیصر روم کی طرف بھیجا اس نے پڑھنے کے بعد خط گود میں رکھ کر اپنی قوم کو دعوت دی مگر وہ منکر رہے۔

3 "حضرت اقرع بن عبداللہ رضی اللہ عنہ"

ان کو ذی مران کی طرف دعوت اسلام کا پیغام دیکر روانہ فرمایا۔

4 "حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ"

ان کو سعد ہذیم کی طرف روانہ فرمایا۔

5 "حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ"

ان کو ذوالکلاع اور ذوعمر کی طرف تبلیغ اسلام کی دعوت دینے کیلئے بھیجا انہوں نے دعوت قبول کی۔

6 "حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف روانہ فرمایا اس نے مکتوب گرامی کو عزت دی مگر مشرف باسلام نہ ہوا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور انکی بہن سیرین بزاز نامی گھوڑہ دلدل نامی خچر اور شیشے کا جام ایک ہزار مثقال سونا اور دیگر تحائف پیش خدمت کیے۔

7 "حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ"

ان کو شاہ روم بصری کی طرف روانہ فرمایا۔

8 ''حضرت حریث بن زید رضی اللہ عنہ''

ان کو یحنہ بن رؤبہ الایلی کی طرف بھیجا۔

9 ''حضرت حرملہ بن حریث رضی اللہ عنہ''

ان کو یحنہ بن رؤبہ الایلی کی طرف بھیجا۔

10 ''حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ''

ان کو نجران کی طرف بھیجا گیا آپ ہی کو اکیدر صاحب رومہ کی طرف بھیجا جسکو قید کر کے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا گیا۔

11 ''حضرت رفاعہ بن زید رضی اللہ عنہ''

ان کا تعلق بنو ضبیب کیساتھ تھا تو انکو اپنی قوم ہی کی طرف بھیجا۔

.12 حضرت زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ''

ان کو قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر کی طرف بھیجا تاکہ وہ مسیلمہ کذاب اور اس کے ہمنواؤں کے خلاف اسلام کی مدد کریں۔

13 ''حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ''

دو ہجرتیں کرنے والے بدری صحابی ہیں انکو ہوذہ اور ثمامہ کی طرف بھیجا گیا ہوذہ نے مکتوب گرامی پڑھ کر عرض نامہ لکھ کر بھیجا تو اس نے کہا کہ میں شاعر اور خطیب ہوں، کچھ معاملات میرے سپرد کریں تو میں آپکی اتباع کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بات ہے تو میں ایک کھجور بھی نہیں دیتا فتح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہنچے تو جبریل امین علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی موت کی خبر دی۔

14 ''حضرت سائب بن عوام رضی اللہ عنہ''

حضرت زید بن عوام رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انکو مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا گیا۔

15 ''حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ''

دو ہجرتیں کرنے والے وہ بدری صحابی ہیں جنہوں نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ جنگ یمامہ میں شہادت نوش کی پہلے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شاہ ہرقل پھر انہیں حارث بن ابی شمر کی طرف بھیجا گیا۔

16 ''حضرت صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ''

ان کو جبلہ بن الایہم کی طرف روانہ فرمایا۔

17 ''حضرت الصلصل بن شرحبیل رضی اللہ عنہما''

ان کو صفوان بن امیہ کی طرف بھیجا تھا۔

18 ''حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ''

جنگ یمامہ میں شہادت پانے والے وہ صحابی ہیں جنہوں نے برائی کے بدلے اچھائی خرید کر کہا ''لَا فَیَارَبِّ تُغْبِنُ صَفْقَتِی فَقَدْ بِعْتُ اَھْلِیْ وَمَالِی بَدَلاً'' اے اللہ! مجھے اس تجارت میں نقصان نہ دینا، میں نے اس دین کو اپنے اہل اور مال کے بدلے خریدا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو بنو صیداء اور بنو الدل کی طرف بھیجا۔ (مستدرک: رقم 542)

19 ''حضرت ظبیان بن مرثد رضی اللہ عنہ''

حضرت ظبیان بن مرثد رضی اللہ عنہ کو بکر بن وائل کی طرف بھیجا۔

20 ''حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ''

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ'' اولین مسلمانوں اور اولین مہاجرین میں سے

ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے نسب کی تصدیق کروائی آپ رضی اللہ عنہ بدر کے علاوہ دیگر غزاوت میں بھی شریک ہوئے روم میں قید ہونے والے لشکر میں آپ بھی تھے، شاہ روم کی کسی آفر کو قبول نہ کیا، بالآخراس نے کھولتے ہوئے پانی میں ڈالنا چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے پوچھنے پر بتایا میں موت کے ڈر سے نہیں رویا بلکہ ''کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں'' بادشاہ نے کہا میری پیشانی کو بوسہ دے تیرے ساتھ تیرے اسی (80) قیدی بھی آزاد کردوں گا۔آپ رضی اللہ عنہ نے بوسہ دیکر مسلمانوں کی آزادی کا علم بلند کیا۔اورحضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو مکتوب دیکر شاہ کسری کی طرف بھیجا اس نے مکتوب شریف کو پھاڑ دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکی سلطنت پارہ پارہ ہوگئی۔

21 ''عبداللہ بن بدیل''

آپ رضی اللہ عنہ ''حنین، طائف اور تبوک'' میں شرکت کرکے صفین میں شہادت پانے والے صحابی رسول رضی اللہ عنہ ہیں انکو یمن کی طرف بھیجا تھا۔

.22 عبیداللہ بن الخالق رضی اللہ عنہ''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون سرکش بادشاہ کے پاس میرا خط لیکر جائے گا؟ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اسے جنت دے گا حضرت عبیداللہ بن عبدالخالق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کی جنت کے بدلے جانے کو تیار ہوں مکتوب گرامی لیکر روانہ ہوئے دربار کے باہر جا کر کہا! رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہوں اجازت مل گئی آپ رضی اللہ عنہ نے خط دیا جس کے بعد ایک درباری مسلمان ہوگیا جسے فوراً قتل کروادیا گیا حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے صورت حال عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ مقتول یوم حشر پوری امت ہوکر اٹھے گا۔

23 ''حضرت عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ عنہ''

ان کو سرکار ﷺ نے مکتوب گرامی دے کر ''سمعان'' کی طرف روانہ فرمایا اس نے اس خط کے ساتھ اپنے ڈول کو پیوند لگایا پھر مسلمان ہوگیا۔

24 ''حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ''

ان کو بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی کی طرف مکتوب گرامی دیکر بھیجا وہ مسلمان ہوگیا اور اس نے اپنے علاقہ کے مجوسیوں کے بارے سوال کیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مسلمان ہوگیا وہ امان میں ہے دیگر کو جزیہ دے کر رہنا ہوگا اور ہم تمہیں معزول نہیں کرتے بلکہ مسلم حاکم کی حیثیت سے برقرار رکھیں گے۔

25 ''حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ''

آپ رضی اللہ عنہ عرب کے ماہر تیر اندازوں میں سے ایک ہیں آپ رضی اللہ عنہ کو عمان کے دو بادشاہوں، ''حیفر اور عبد'' کی طرف بھیجا انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا تینتالیس (43) ھ کو مصر میں وصال ہوا۔

26 ''حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ''

آپ رضی اللہ عنہ عرب کے بہادر اور شجاع لوگوں میں سے ہیں حضور ﷺ نے انہیں دو مکتوبات دیکر نجاشی کی طرف بھیجا۔ اس نے گرامی نامے وصول کرتے ہی آنکھوں سے لگائے اپنے تخت سے نیچے اتر کر ان مکتوبات کا احترام کیا جوابی خط میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمان ہونے کی خبر دی ان مکتوبات کو ہاتھی کے دانتوں کی بنی ڈبیا میں ڈال کر کہا جب تک مکتوبات ہمارے پاس رہیں گے حبشہ خیر و عافیت میں رہے گا۔

27 ''حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ''

یہ بدری صحابی ہیں۔ غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ انہیں نجران کا عامل مقرر کیا گیا تھا تاکہ

انکو دین سکھائیں اس وقت انکی عمر سترہ سال تھی سن اکیاون (51) ھ مدینہ منورہ میں وصال کیا انکو یمن کی طرف فرائض اور حدود کی تعلیمات پر مشتمل گرامی نامہ دیکر روانہ کیا گیا تھا۔

28 ''حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ''

ان کو صنعاء کی طرف گرامی نامی دیکر روانہ کیا گیا تھا۔

29 ''حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ''

اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت حبشہ کا اجر لینے والے صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے دار ارقم تشریف لانے پر اسلام قبول کیا انکو بھی یمن کی طرف بھیجا گیا تھا۔

30 ''حضرت فرات بن حیان رضی اللہ عنہ''

یہ مہاجر صحابی ہیں جنکو ثمامہ بن اثال کی طرف مسیلمہ کذاب کے قتل اور اس سے قتال کے بارے بھیجا تھا۔

31 ''حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ''

وہ بدری صحابی ہیں جو ہجرت حبشہ سے بھی سرفراز ہوئے آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ماموں ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن صفیہ انکے نکاح میں تھیں اڑسٹھ (68) سال کی عمر میں چھتیس (36) ھ کو وصال فرمایا انہیں منذر بن ساوی کی طرف بھیجا گیا۔

32. حضرت قیس بن نمط رضی اللہ عنہ''

وہ معزز صحابی ہیں جنکو جناب رسول اللہ ﷺ نے وفادار ہونے کا اعزاز بخشا۔ زمانہ جاہلیت میں حج کیلئے نکلے تو سرکار ﷺ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا اور مکتوب گرامی لیکر ابوزید قیس بن عمر کی طرف گئے وہ بھی مشرف باسلام ہو گیا۔

33 "حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما"

ان کو یمن کی طرف روانہ فرمایا انکی روانگی تبوک سے واپسی پر دس (10) ھ ماہ ربیع الاول کو ہوئی۔ دیگر روایات کے مطابق مالک بن عبداللہ اور مالک بن عقبہ بھی حضرت معاذ (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ ہی گئے تھے۔

34 "حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ کے بھائی تھے انہیں حارث بن عبد کلال حمیدی کی طرف روانہ فرمایا پہلے اس نے تردد کیا پھر مشرف باسلام ہو گیا۔

35 "حضرت نمیر بن خراشہ رضی اللہ عنہ"

ان کو مکتوب شریف دیکر ثقیف کی طرف بھیجا۔

36 "حضرت نعیم بن مسعود الاشجعی رضی اللہ عنہ"

ان کو ابن ذی اللحیہ کی طرف گرامی نامہ دیکر روانہ فرمایا۔

37 "حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ"

ان کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکیدر کی طرف روانہ فرمایا۔

38 "حضرت وبر بن یحنیس رضی اللہ عنہ"

ان کو داذویہ کی طرف مدعی نبوت اسود عنسی کذاب کی سرکوبی کے لیے گئے۔

39 "حضرت ولید بن بحر جرہمی رضی اللہ عنہ"

ان کو یمنی سرداروں کی طرف روانہ فرمایا۔

40 "حضرت ابو امامہ صدی رضی اللہ عنہ"

آپ جنگ صفین میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ چھیاسی

(86) سال کی عمر میں وصال فرمایا انکو مکتوب گرامی دیکر انکی قوم باہلہ کی طرف روانہ فرمایا تھا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص 347 تا 374)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتبین کون تھے؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف اصحاب بطورِ کاتب مقرر فرمائے۔

1 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

2 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

3 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

4 حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ

5 حضرت طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ

6 حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

7 حضرت ایان بن سعید قریشی اموی رضی اللہ عنہ

8 حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، مدینہ طیبہ میں پہلے کاتب وحی تھے۔

9 حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ سے عبد یغوث بن اعلہ حارثی اور عاصم بن حارث حارثی کیلئے خطوط لکھوائے۔

10 حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ

11 حضرت ثابت بن قیس، انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ سے ثمالہ اور حدان کے وفد کیلئے مکتوب لکھوایا۔

12 حضرت جہیم بن صلت رضی اللہ عنہ سے یزید بن طفیل حارثی کیلئے لکھوایا

13 حضرت جہیم بن سعد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کے ساتھ صدقات لکھا کرتے تھے۔

14 حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مشہور کاتب تھے۔

15 حضرت حویلطب بن عبد العزیٰ رضی اللہ عنہ

16 حضرت حصین بن عمیر رضی اللہ عنہ یہ رسول اللہ ﷺ کے معاملات لکھا کرتے تھے۔

17 حضرت حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ

18 حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کھجور وغیرہ کا ڈھیر دیکھ کر اندازہ لگا کر لکھتے تھے۔

19 حضرت خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے بنو عذرہ بن حمید کو اسلام کی طرف بلانے کیلئے خط لکھوائے۔

20 حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے سب سے پہلے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھا تھا اور ثقیف کے وفد کی عرض پر ان سے مکتوب گرامی لکھوایا کہ وج کا درخت کاٹا جائے نہ اس کے جانور کا شکار کیا جائے۔

21 "حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ" آپ ﷺ کے مشہور کاتب تھے۔

22. حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ" کو یہودیوں کی کتابت سیکھنے کا حکم دیا انہوں نے پندرہ دن میں یہ کتابت سیکھی۔

23 "حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ" فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا اور طائف کے روز شہید ہوئے۔

24 "حضرت سجل رضی اللہ عنہ" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ کے کاتب کا نام سجل تھا۔

25 "حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ" نے سب سے پہلے نبی پاک کے لئے ﷺ لکھا۔

26 "حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے بئر معونہ کے روز شہید ہوئے ہجرت میں سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کیلئے امان نامہ لکھنے

کا حکم دیا تو آپ نے چمڑے کے ٹکڑے پر لکھ دیا۔

27 ''حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ'' فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی نگرانی میں تیس ہزار درہم دیے مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا کہ میرا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے آپ رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے مکتوب کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا۔ اسی لئے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما بھی آپ سے لکھوایا کرتے تھے۔

28 ''حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ'' نے اپنے باپ کے قتل کی اجازت مانگی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا جنگ یمامہ میں گیارہ (11) ھ کو شہید ہوئے آپ بھی مکتوبات لکھا کرتے تھے۔

29 حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انصاری خزرجی بدری صحابی تھے۔ آپ جنگ موتہ میں شہید ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کاتب بھی تھے۔

30 حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لکھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا۔

31 ''حضرت عبداللہ بن سعد ابی سرح رضی اللہ عنہ'' آپ نے بہت ساری فتوحات میں حصہ لیا اور افریقہ فتح کیا۔ انہوں نے وحی خدا کو لکھا مگر بعد میں مرتد ہو گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکے لئے امان مانگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاف کر دیا پھر مشرف باسلام ہو گئے۔

32. حضرت عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ''

33 ''حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ'' نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے لکھا تھا۔

34 ''حضرت علاء بن عتبہ رضی اللہ عنہ'' کا لکھا ہوا خط جہینہ میں بنو شیخ کیلئے ارسال فرمایا۔

35 ''عبدالعزیٰ بن خطل'' یہ مرتد ہونے سے پہلے لکھا کرتا تھا مگر تحریف کا قائل تھا یعنی ''غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ'' لکھنے کو کہا جاتا تو ''رَّحِیْمٌ غَفُوْرٌ'' لکھتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ پوچھی تو جواب

دیا جو میرا جی چاہے گا میں وہی لکھوں گا بعد میں مرتد ہو کر مکہ چلا گیا فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور قاتل کو جنت کی بشارت دی اسے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم کیا یہ کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا۔

36 ''حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ'' کا لکھا ہوا خط مہری بن الابیض کی طرف روانہ فرمایا۔

37 ''حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ'' کیلئے سرکار ﷺ نے دعا فرمائی! مولا انہیں کتاب اور حساب کی تعلیم عطاء فرما انہیں شہروں میں تسلط عطاء فرما۔ حضرت مسروق بن وائل کی عرض پر انکی قوم کیلئے گرامی نامہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لکھوایا گیا۔

38 ''حضرت معیقب رضی اللہ عنہ'' ابتداء اسلام مکہ میں مسلمان ہوئے ہجرت حبشہ کا اعزاز پایا آپ ﷺ کی انگوٹھی کے نگران تھے مکتوبات گرامی بھی لکھا کرتے تھے۔

39 ''حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ'' سے بنو حارث کے پادری، نجران پادریوں کا ہنددؤں اور انکے پیروکاروں اور راہبوں کیلئے گرامی نامہ لکھوایا۔ بنو ضباب بن بنو حارث، بنو قنان بن ثعلبہ، بنو جوین الطائیں، بنو جرمز بن ربیعہ کیلئے خطوط لکھے تھے۔

40۔ بنو نجار کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کیلئے کتابت کیا کرتا تھا مگر اہل کتاب سے مل گیا اور مرتد ہو گیا کچھ دنوں بعد گردن ٹوٹ گئی۔ لوگوں نے گڑھا کھود کر اوپر مٹی ڈالی تو زمین نے باہر پھینک دیا اسے قبول ہی نہ کیا تین بار ممکنہ گہری قبر کھودی گئی مگر ہر بار صبح کے وقت باہر سے ملتا بالآخر لوگ سمجھ گئے اور باہر ہی پھینک دیا گیا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج11، ص375تا394)

آپ ﷺ کے خطیب

س: کیا زمانہ مصطفےٰ ﷺ میں وعظ و نصیحت کیلئے اصحاب رسول ﷺ کو معین کیا گیا تھا؟

ج: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے خطیب کے لقب کا شرف پانے والے حضرت ثابت بن

قیس انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ جن کو خطیب الانصار، اور خطیب رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا انکو جنت کی بشارت دی گئی آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ یمامہ می گیارہ (11) ھ کو ہوئی ۔آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت کے بعد کسی کو خواب میں کہا کہ میری زرہ فلاں آدمی اتار کر لے گیا اور اس وقت اس نے فلاں جگہ پر رکھی ہوئی ہے وصول کر کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دینا اور عرض کرنا کہ میرے اوپر فلاں فلاں کا قرض ہے اور فلاں غلام میری ملکیت میں ہے جبکہ فلاں غلام کو میں نے آزاد کر دیا ہے اس کو خواب مت سمجھنا یہ میری وصیت ہے خواب دیکھنے والے آدمی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خبر دی انہوں نے مخالفین میں مطلوبہ جگہ سے زرہ حاصل کر لی جب یہ خبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دی گئی تو انہوں نے اس وصیت کو جائز قرار دیتے ہوئے اس پر عمل کیا۔ (سبل الهدی والرشاد: ج11، ص395)

آپ ﷺ کے شعراء کرام

س: کیا نبی ﷺ کے ظاہری زمانہ میں شعراء مخصوص تھے؟

ج: بہت سے صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنھم تھیں جو نبی ﷺ کی مدح میں اشعار کہا کرتے تھے جنکی تعداد تقریباً دوسو (200) ہے۔

س: آپ ﷺ کی فضیلت اور کفار کی ہجو بیان کرنے والے اصحاب کے نام اور انکی شاعری کی خصوصیات بتائیں۔؟

ج: یہ فریضہ انجام دینے والے مشہور تین صحابہ ہیں۔

1 ''حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ'' آپ رضی اللہ عنہ کی شاعری کی خصوصیت یہ ہے کہ کفار کی ہجو کرتے وقت انکے نسب کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

2. حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ'' آپکی شاعری کی خصوصیت یہ تھی کہ کفار کو انکے عقیدہ

کفر پر عار دلاتے تھے۔

3 ”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ“ آپ کے اشعار کی خصوصیت یہ تھی کہ کفار کو انکی شکستیں اور اسلامی فتوحات یاد دِلا کر جنگ سے ڈراتے تھے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص396)

آپ ﷺ کے حدی خواں

س: حدی خوانی کسے کہتے ہیں اور اس کا آغاز کیسے ہوا۔؟

ج: اپنی سحر بیانی کے ساتھ اونٹوں کے سامنے لمبے سفروں پر جو لوگ چلائے جاتے تھے تاکہ انکی آواز پر مست ہو کر اونٹ تیز چلیں حدی خوانی کہلاتا ہے۔ اس کا آغاز کچھ یوں ہوا جسکی خبر اصحاب رسول ﷺ نے نبی ﷺ کو عرض کی۔

یارسول اللہ ﷺ! سب سے پہلے ہم میں سے حدی خوانی کا آغاز اس طرح ہوا کہ ایک شخص سفر میں تھا اس نے اپنے غلام کے ہاتھ پر مارا اور وہ ٹوٹ گیا غلام اونٹ ہانک رہا تھا وہ اپنی تکلیف کی وجہ سے کہنے لگا ”وَایَدَاہُ، وَایَدَاہُ“ اس نے کہا ”ھَیَبَا، ھَیَبَا“ آواز کا ردھم سن کر اونٹ تیز رفتار چلنے لگے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج11، ص396)

س: کیا سرکار ﷺ نے اونٹوں کی حدی خوانی کیلئے صحابہ کرام کا اختصاص فرمایا؟

ج: مختلف سفروں میں مختلف اصحاب نے یہ ذمہ داری سرانجام دی جن کی تفصیل یہ ہے۔

1 ”انجشہ“ یہ خوبصورت آواز رکھنے والے سیاہ فام غلام تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی سواریوں کی حدی خوانی کیلئے انہیں مختص کیا گیا، آپ رضی اللہ عنہ کی آواز پر اونٹ مست ہو کر تیز رفتار ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”رُوَیدَا یَا اَنجَشَۃُ لَاتَکسِرِ القَوَارِیرَ“ ذرا آہستہ؛ شیشے کے جام نہ توڑ دینا۔ (یعنی خواتین کمزور ہیں)

.2 حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ“

3 ”حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ“

4 ''حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ'' یہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔

آپ ﷺ کی بارگاہ میں آمدِ وفود

س: آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے وفود کے اسماء کیا ہیں۔

ج: آپ ﷺ کی بارگاہ میں آنے والے وفود کسی مشہور شخصیت کی سر براہی یا مشہور جگہ سے آنے کی وجہ سے اس شخص یا جگہ کی طرف منسوب کر دیئے گئے۔

بنو تجیم	حمیرا	اروبن معلی اور سلمہ بن عیاض الاسدی
بن حارث	جذام	حضرت جریر بن عبداللہ بجلی
بنی سدوس	بنی سلیم	بنو حنفیہ اور مسیلمہ کذاب
ہمدان	حضرموت	بنی الرواس بن کلاب
بنی شیبان	بنی کنانہ	حضرت فروہ بن مسک
علماء نجران	صداء	طے حضرت زید الخیر کے ہمراہ
محارب	معاریہ بن حیدہ	حضرت الیاس علیہ السلام سے ملاقات
زبید	قیس بن عاصم	ھامہ بن اھیم بن لاقیس سے ملاقات
بن عبس	عبد بن عدی	حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات
وائل بن حجر	عدی بن حاتم	درندوں کا خدمت میں حاضر ہونا۔
مھرۃ نافع بن زید	عبدالقیس	عمرو بن معدی کریب
جیشان	عنزۃ	بنی حارث بن کعب
بنی بکر	بلی	عبدالرحمن بن ابی عقیل
غسان	بنی ثعلبہ	حکم بن حزن الکلفی

طارق بن عبداللہ	اشجع	غافق
کندہ ابورزین بن عامر	بنی کلب	وفود جن
بنو ہلال بن عامر ہمدان	بنی کلاب	صدف
حارث بن حسان	فروہ بن عمرو جذامی	ابی صفرۃ
بنی سعد ھذیم	وائل بن حجر	احمس
حجاج بن علاط	باھلہ	جرم
ضمام بن ثعلبہ	ادعمان	محارب
عنس کا ایک شخص	خفاف بن نضلہ	غامد
واثلہ بن اسقع	بنو عامر صعصقہ	بنی قشیر
ازدشنوءۃ	جعدہ	بنی تمیم
جعفی	جہینہ	نخع
فزارہ	مرہ	رہاویین
بنی عذرہ	مزینہ	بنی عقیل

(سبل الھدی والرشاد ج6، 261 تا 440)

سامان جہاد

آپ ﷺ کی کمانیں

س: آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے زیرِ استعمال کمانوں کی تعداد کتنی ہے۔؟

ج: آپ ﷺ کی زندگی میں تیر اندازی کیلئے استعمال ہونے والی کمانوں کی تعداد چھ ہے جن کے اسماء یہ ہیں۔

1 "رَوحاء"

.2شو حط "اسکا دوسرا نام بَیْضَاء بھی ہے

3"صَفْرَاءُ" یہ نبع درخت کی لکڑی سے تیار شدہ تھی اور یہ کمان غزوہ احد میں ٹوٹ گئی تھی جسے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے برکت کیلئے لے لیا تھا

4"السَدَاسُ" اگرچہ بعض نے اسے تلوار میں شمار کیا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی ایک کمان تھی جس کا نام السداس تھا۔

5"زَوْرَاءُ"

6"کَتُوْمُ" اس کمان کی خاصیت یہ تھی کہ جب اس سے تیر پھینکا جاتا تو اس سے آواز نہیں آتی تھی یہ کمان بھی غزوہ احد میں ٹوٹ گئی تھی اس کو حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے حاصل کرلیا تھا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص362)

نوٹ: بعض اہل سیر نے آپ ﷺ کی ایک کمان کا نام قَوس مُزتَبَغ بھی بتایا اس کمان کی ترکش اور پٹی دباغت شدہ چمڑے سے بنی ہوئی تھی جس میں چاندی کے تین حلقے بنے ہوئے تھے نیز اس کا بکسوا (بٹن) اور کنارہ (دھانہ) بھی چاندی کا تھا۔

(الغرر والدور فی سیرت خیر البشر (مترجم) ص67)

آپ ﷺ کی تلواریں

س: کیا آپ ﷺ نے اپنی تلواروں کو سونا چاندی وغیرہ سے مزین کیا۔؟

ج: جی ہاں! آپ ﷺ کی بعض تلواروں کا دستہ جبکہ بعض کا پھل چاندی کا تھا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلیٰ سَیْفِہٖ ذَھَبٌ وَفِضَّۃٌ" (ترمذی: رقم 1690) فتح مکہ کے روز آپ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کی تلوار پر سونا اور چاندی چڑھے ہوئے تھے۔

س: آپ ﷺ کی تلواروں کی تعداد اور تعارف بیان کریں۔؟

ج: آپ ﷺ کی تلواروں کی تعداد نو یا گیارہ بیان کی جاتی ہے۔ جنکے نام اور تعارف یہ ہے۔

1 "اَلْمَاثُوْرُ" آپ ﷺ کو اپنے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے وراثت میں ملنے والی یہ پہلی تلوار ہے جو کہ آپکی ملکیت بنی ہجرت کے وقت آپ ﷺ اسے اپنے ساتھ مدینہ طیبہ میں لے آئے تھے۔

عبدالمجید بن سھل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلْمَدِیْنَۃَ فِی الْھِجْرَۃِ بِسَیْفٍ کَانَ لِاَبِیْ مَاثُوْرٍ" ہجرت کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ الماثور نامی ایک تلوار تھی جو کہ آپکو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے وراثت میں ملی تھی۔

2. ذو الفقار" یہ تلوار آپ ﷺ کو غزوہ بدر میں مال غنیمت کے طور پر ملی تھی۔ آپ ﷺ نے اسکا یہی نام ذو الفقار برقرار رکھا یہ تلوار پہلے قاضی ابن مُنَبِّہ السھمی کی ملکیت تھی وہ جنگوں میں کبھی اس کو جدا نہ کرتا۔ اس کے اوصاف میں ہے کہ اسکا دستہ چرخی اور پھل چاندی کا تھا اس کے وسط میں گڑھے تھے یہی تلوار آپ ﷺ کو غزوہ بدر کے روز خواب میں دکھائی گئی تھی۔

حضرت ابو الحکم الصیقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "اَنَّہٗ صَقَلَ سَیْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ذَاالْفَقَارَ" کہ انہوں نے آپ ﷺ کی تلوار کو صیقل کیا اسکا دستہ چاندی کا تھا جسکو ذو الفقار کہا جاتا تھا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث 840)

نوٹ: ابن عدی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حجاج بن علاط نے حضور ﷺ کو ذو الفقار تلوار بطور تحفہ پیش کی تھی "وَکَانَتْ لَہٗ قُبْضَۃٌ مِنْ فِضَّۃٍ وَکَانَ یُسَمّٰی ذُو الْفَقَارَ" کہ جس کا قبضہ چاندی کا تھا۔ (سنن ابن ماجہ: رقم 2808)

3 "قَلِیْعَۃٌ": یہ جنگل میں قلعہ کی چراگاہ کی طرف منسوب تھی۔

4 "اَلْبَتَّارُ": بتار کا معنی ہے کاٹنے والی چونکہ یہ زیادہ تیز اور دھاری دار تھی اسی وجہ سے اس کو بتار کہا جاتا ہے۔

5 "اَلْحَتَف": حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک تلوار کا نام الحتف ہے وہ تیز دھار تھی۔

نوٹ: یہ تینوں تلواریں غزوہ بنو قینقاع کے مال غنیمت سے حاصل ہوئیں تھیں۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص364)

6 "اَلْمِخْزَمُ":

7 "رَسُوْبَا": مروان بن ابی سعد المعلیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک تلوار تھی جسے المخزم کہتے تھے، ایک تلوار کو رسوبا کہا جاتا تھا یہ طے کے بت الفلس کے پاس سے آئی تھیں۔

8 "اَلْعَضْبُ": یہ تلوار ابو بکر بن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ہجرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو تلواریں تھیں ان میں سے ایک کو "العضب" کہا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت کی تھیں۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص364)

دوسری روایت کے مطابق غزوہ بدر کی طرف جاتے ہوئے یہ تلوار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت سعد بن ابی عبادہ رضی اللہ عنہ نے تحفہ کے طور پر پیش کی تھی۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص364)

9 "اَلْقَضِیْب": یہ تلوار بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غزوہ بنو قینقاع کے مال غنیمت کے اسلحہ سے ملی تھی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص364)

10 "اَلصَّمْصَامَۃُ": یہ تلوار عمرو بن معدیکرب الزبیدی کی تھی حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہ تلوار بطور ہدیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کی تھی یہ عرب کی مشہور تلواروں میں سے ایک ہے جسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استعمال فرمایا کرتے تھے۔

11 "اَللَّحِیْف":

ان میں سے بعض تلواروں کو حافظ ابو الفتح نے اپنے دیوان میں یوں نظم کیا۔

وَ اِذَا هَزَّ حُسَامًا هَزَّهٗ حَتْفَ الْكُمَاةِ مِنْ قَضِيْبٍ وَرَسُوْبِ رَأْسٍ فِي الضَّرَبَاتِ

اَبْيَض الْبَتَّارِ قَدْ حَذَا الْبَاتِرَاتِ خِلتَ لَمعَ الْبَرْقِ يَبْدُوْ مِنْ سَنَاءِ الْفَقْرَاتِ

ولِلنَّارِ الْمِخْزَمِ الْمَاضِي لَهِيْبُ الْجَمَرَاتِ وَبِمَا الْحَتْفِ وَ الْعَضْبِ ظُهُوْرُ الْمُعجِزَاتِ

(سبل الهدی و الرشاد: ج7، ص364)

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زرہ پوش جوانوں کو دیکھ کر حسام (تلوار) کو ہلایا اسی طرح قضیب، اور رسوب کی ضربوں سے سروں کو چیرنے والی تلواروں کو حرکت دی، سفید بتار نے تیز تلواروں کو کاٹ کے رکھ دیا، تم خیال کرو گے کہ فقرات کی روشنی میں بجلی چمک رہی ہے، تیز تلوار المخزم کیلئے آگ کی لپیٹیں تھیں، اسی طرح الحتف اور العضب سے معجزات کا ظہور ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیزے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیزے دو طرح کے تھے یعنی بڑے اور چھوٹے جنہیں برچھیاں بھی کہا جاتا ہے۔

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیزے کتنے تھے تعداد مع نام ذکر کریں۔؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر استعمال رہنے والے نیزوں کی تعداد پانچ تھی، جن کے نام یہ ہیں۔

1 "اَلْمَثْوِی" یہ نام اس لیے پڑا کہ یہ نیزہ جسے لگتا تھا وہ دم توڑ جاتا تھا۔

2. الْمُنْثَنِی

3۔ الْعَنَزَہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نجاشی سے لیا تھا۔

4۔ النَّبعَة

5۔ البیضاء (الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر "مترجم" ص67)

نوٹ: بعض سیرت نگاروں نے آخری تین کو برچھیوں میں شمار کیا ہے۔

آپ ﷺ کی برچھیاں

س: آپ ﷺ کی برچھیوں کی تعداد کتنی ہے نیز اسماء ذکر کریں۔؟

ج: حضور ﷺ کے زیر استعمال برچھیوں کی تعداد پانچ ہے جن کا تعارف یہ ہے۔

1: "اَلنَّبعَةُ" یہ چھوٹی برچھی تھی اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "کَانَ لِرَسُوْلِ اللہِ حِرْبَۃٌ تُسَمّٰی النَّبعَة" حضور ﷺ کے ایک برچھی کا نام "النبعہ" تھا۔ (المعجم الکبیر: رقم 11208)

2. اَلْبَیْضَاءُ" یہ برچھی اَلنَّبعَہ سے بڑی تھی جو کہ عید کی نماز میں سترہ کے طور پر سامنے نسب کردی جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عید کے روز یہ آپ ﷺ کے سامنے گاڑھ دی جاتی تھی۔ آپ ﷺ اسی طرف رخ انور کر کے نماز عید ادا فرماتے تھے۔

3 "اَلْعَنَزَۃُ" یہ تلوار کی مانند چھوٹا برچھا تھا آپ ﷺ نے خیبر سے واپسی پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ہجرت کے وقت نجاشی رضی اللہ عنہ سے لیا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسے لیکر عیدین کے موقع پر آپ ﷺ کے سامنے چلا کرتے تھے کبھی آپ ﷺ بھی اسکو لے کر چلتے تھے اور ضرورت کے وقت آپ ﷺ اس کو سترہ کے طور پر زمین میں گاڑھ لیتے تھے۔

4 "اَلْھُذُ"

5 "اَلْقَمَرَۃُ" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "کَانَ لِرَسُوْلِ اللہِ حِرْبَۃٌ تُسَمّٰی الْقَمَرَۃُ" آپ ﷺ کا ایک حربہ تھا جسے القمرہ کہا جاتا تھا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص365، 366)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصائے مبارکہ

س: کیا عصاء رکھنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔؟

ج: اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنے ہاتھ میں عصاء مبارک رکھا کرتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اِنہ اَتَخِذُ الْعَصَافَقَدِ اتَخذَھَا اَبِیْ اِبْرَاھِیْمُ" اگر میں نے عصاء پکڑا ہے تو میرے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی پکڑا تھا۔

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کتنے عصا تھے انکا مختصر تعارف وتعداد بتائیں؟

ج: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور چار عصائے مبارکہ تھے۔

1 "اَلدَّقَنْ" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "کَانَ لَہٗ مِحجَنٌ یُسَمّٰی الدَّقَنْ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لاٹھی کو "الدقن" کہا جاتا تھا جو ایک ذراع یا اس سے طویل تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے لیکر چلتے اور سوار ہوتے تھے اور اپنے سامنے اونٹ پر رکھتے تھے۔

.2 اَلْمُخَضَرَ ۃ" اسکا دوسرا نام "عُرجُون" بھی ہے عرجون کھجور کی اس شاخ کو کہتے ہیں جو خشک ہونے کے بعد قدرے ٹیڑھی ہو جائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عصا یا تو ایسی ہی لکڑی سے بنا ہوا تھا یا پھر اس کے خمدار ہونے کی وجہ سے اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (مدارج النبوۃ: ج2، ص824)

3 "قُضَیْب" یہ شوحط نامی درخت کی لکڑی سے بنا ہوا عصاء تھا جسے ممشوق بھی کہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَضِیْب یُسَمّٰی الْمَمْشُوْق" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عصاء کا نام قضیب تھا جسے ممشوق بھی کہا جاتا تھا۔ (المعجم الکبیر: رقم 2676)

کہا جاتا ہے کہ یہی عصاء تھا جسے خلفاء راشدین پکڑتے تھے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص366)

4 "ھِرَاوَۃ" آپ ﷺ کی یہی وہ چھڑی تھی جس کو "عصا" کہا جاتا تھا۔

آپ ﷺ کی زرہیں

س: آپ ﷺ کے پاس کتنی زِرہیں تھیں تعداد و تعارف بیان کریں۔؟

ج: آپ ﷺ کی استعمال شدہ زرہوں کی تعداد سات تھی۔ جن کے اسماء اور تعارف یہ ہے۔

1 "اَلسُّغْدِیَہ" اس کو "س" اور "ص" دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ (مدارج النبوۃ،813)

یہی وہ زرہ تھی جسے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت سے قتال کرتے وقت زیب تن کیا تھا اور اس کو واصل جہنم کیا آپ ﷺ نے غزوہ حنین اور خیبر میں "سُغدِیہ" اور اس کے ساتھ "ذات الفضول" نامی زرہ کو زیب تن فرمایا۔ جبکہ بعض نے داؤدی زرہ کا نام ردھا بھی لکھا ہے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص368)

2. اَلْفِضَہ "مروان بن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو دو زرہیں "سغدیہ، فضہ" غزوہ بنو قینقاع کے اسلحہ سے ملی تھیں۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص368)

اسے آپ ﷺ نے غزوہ احد میں ذات الفضول نامی زرہ کے اوپر پہنا تھا۔

(مدارج النبوۃ: ج2، ص813)

3 "ذات الفضول" یہ لوہے کی بنی ہوئی زرہ تھی جس کے اوپر چاندی کے چار کڑے تھے دو کندھوں کی جانب دو سینہ کی طرف تھے اس کی طوالت کی وجہ سے اس کا نام پڑ گیا تھا۔ جب آپ ﷺ غزوہ بدر کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ہدیہ کے طور پر آپکو پیش کی تھی۔ (مدارج النبوۃ: ج2، ص813)

یہی زرہ تھی جس کو تیس صاع کے عوض ابوشحم یہودی کے پاس گروی رکھا گیا تھا۔

4 "ذات الوشاح"

5 "ذات الحواشی" یہ زرہ بالکل منفرد بناوٹ کی تھی اس وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا۔

(مدارج النبوۃ: ج2، ص813)

6 "البتراء" اس کا یہ نام اس کے چھوٹے پن کی وجہ سے دیا گیا ہے۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص368)

7 "الخِرنَق" اس کا تعارف نہیں مل سکا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی ٹوپی

س: کیا غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حفاظتی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔؟

ج: فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "السبوغ" پہنا ہوا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "دَاخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهٖ مِغْفَرٌ مِنْ حَدِيْدٍ" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ میں جب داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر لوہے کا خود تھا۔ (مسلم: رقم 1357)

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خود کتنے اور انکا کیا نام تھا۔؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور خود تین تھے۔

1 "السَبُوغ"

2 "المُوَشَّح"

3 "بیضہ"

"بیضہ" نامی خود کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن پہنا ہوا تھا، اس کی ایک کڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور میں چبھ گئی تھی جس سے خون بھی جاری ہوا تھا۔ (مدارج النبوۃ: ج2، ص813)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمر بند

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کمر بند کتنے اور کون کون سے تھے۔؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک کمر بند تھا جس کو "مِنطَقَة" کہا جاتا تھا۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنی کمر کو باندھا کرتے تھے۔ یہ کمر بند پھیلے ہوئے چمڑے کا بنا ہوا تھا اس میں چاندی کے تین حلقے تھے۔ اور کمر بند کے سرے اور بکسوا بھی چاندی کا تھا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص369)

آپ ﷺ کی ڈھالیں

حضور ﷺ ڈھال کا استعمال فرماتے تھے حضرت عبد الرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے "وَمَعَهٗ دِرْقَةٌ اِسْتَتَرَ بِهَا" (ابو داود: رقم22)

آپ ﷺ کے پاس چمڑے کی ڈھال تھی جسے آپ ﷺ نے آڑ بنایا ہوا تھا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج7، ص370)

س: آپ ﷺ کے زیر استعمال رہنے والی ڈھالوں کی تعداد اور تعارف بیان کریں۔؟

ج: آپ ﷺ کی ڈھالوں کی تعداد تین تھی جنکے نام یہ ہیں۔

1 "الزَّلُوْق" یہ لفظ زلق سے بنا ہے، جسکا معنی ہے حرکت دینا

2. اَلْفَتَق "اس کا معنی ہے شگاف ڈالنا۔ (مدارج النبوۃ: ج2، ص813)

3 "التُّرَس (تُرَّس)" اسے آپکی خدمت میں پیش کیا گیا اس پر بچھویا، مینڈے کی تصویر تھی۔ جب آپ ﷺ نے ناپسند جانتے ہوئے اس پر ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ختم فرما دیا۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص67)

آپ ﷺ کی ترکش

س: کیا آپ ﷺ کے پاس ترکش تھی نام بتائیں۔؟

ج: جی! آپ ﷺ اپنے پاس ترکش رکھتے تھے جس کا نام "کنانہ" تھا۔ حدیبیہ کے کنارے جب پڑاؤ ڈالا تو کنوئیں میں پانی کم تھا جو جلد ہی ختم ہو گیا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی کی کمی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا اور اسے کنوئیں میں گاڑنے کا حکم

ارشاد فرمایا "مَازَالَ بِجَیْشِ بِالرَّیِّ حَتّٰی صَدَرُوْا" (بخاری: رقم 2731) تیر گاڑنا ہی تھا کہ پانی امنڈ آیا تمام لشکر نے سیراب ہو کر پانی پیا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص370)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوات میں تشریف لے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص رنگ کے جھنڈے ہوتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَخَلَ مَکَّۃَ وَلِوَائُہٗ اَبْیَض" (ترمذی: رقم1679)

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جھنڈا تھا جسکا رنگ سفید تھا۔

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈوں کی تعداد اور نام بتائیں؟

ج: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈوں کی تعداد کی طرح نام بھی معین نہیں ہیں کیونکہ جھنڈے مخصوص نہ ہوتے تھے مختلف رنگوں کے کپڑوں کو مختلف اوقات میں استعمال فرمایا۔

مختلف روایات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈوں کے چھ طرح کے رنگ ثابت ہیں۔

1 "لواء ابیض" سفید جھنڈا تھا جس پر کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔

2. "لواء اسود" یہ سیاہ رنگ کا جھنڈا تھا۔

3 "لواء اغبر" خاکستری جھنڈا تھا۔

4 "لواء غیرہ سوداء" یہ درمیانہ سیاہ رنگ کا جھنڈا تھا جو کہ دھاری دار تھا اسی عَلم کو عقاب کہا جاتا تھا۔

5 "لواء صفراء" یہ زرد رنگ کا جھنڈا تھا۔

6 "لواء حمراء" یہ سرخ رنگ کا جھنڈا تھا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص371)

آپ ﷺ کے خیمے

آپ ﷺ کے پاس چمڑے کا بنا ہوا خیمہ ہوتا تھا جس کو آپ ﷺ سفر میں اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ انکے رنگ کے بارے میں تین طرح کے الفاظ ملتے ہیں۔

1 "قُبَّۃٌ مِنْ اَدَمٍ" عون بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ قُبَّۃٍ مِنْ أَدَمٍ" (بخاری: رقم 3176)

میں نے غزوہ تبوک میں آپ ﷺ کی زیارت کی اس وقت آپ ﷺ چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔

2. قُبَّۃٌ حمراء سرخ خیمہ" ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ قُبَّۃٍ حَمْرَاءَ مُرَبَّعَۃٍ" (بخاری: رقم 376)

میں نے نبی ﷺ کو سرخ رنگ کے چکوری خیمہ میں تشریف فرما دیکھا۔

3 "قبہ من شعر" بالوں والا خیمہ" حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

"اَمَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِقُبَّۃٍ مِنْ شَعْرٍ" (مسلم: رقم 1218)

بے شک نبی ﷺ نے بالوں والے خیمہ کو لگانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(سبل الھدی والرشاد: ج 7، ص 372)

آپ ﷺ کی زین

آپ ﷺ زین کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبد الرحمن فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ سرکار ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اَسْرِجْ لِیَ الْفَرَسَ دَفَتَاہُ مِنْ لِیْفٍ لَیْسَ فِیْہِ اَشَرٌ وَلَا بَطَرٌ" (ابو داود: رقم 5233)

میرے گھوڑے پر زین ڈالو۔ انہوں نے ایسی زین ڈالی۔ جس کے کنارے کھجور کے بنے

ہوئے تھے جس میں غرور وتکبر کا نام تک نہ تھا۔

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زین کا نام کیا تھا۔؟

ج: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زین کا نام "الداج الموجز" تھا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج7، ص374)

غزوات کا بیان

س: کفار کے ساتھ ہونے والی جنگ کو اسلامی اصطلاح میں کیا کہا جاتا ہے؟

ج: کفار کے ساتھ ہونے والے جنگی معرکوں کو غزوہ یا سریہ کہا جاتا ہے۔ جسکی جمع غزوات و سرایا آتی ہے۔

س: غزوہ اور سریہ میں کیا فرق ہے۔؟

ج: جن مہمات میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے انکو غزوات کہتے ہیں جبکہ کفار مشرکین کی سرکوبی کے لیے دستے روانہ فرمائے مگر خود شریک نہ ہوئے ان مہمات کو سرایا کہا جاتا ہے۔

س: سرایا کی تعداد کتنی ہے۔؟

ج: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی میں جن دستوں کو روانہ فرمایا اختلاف کے ساتھ ان کی تعداد (73,66,50,48,35) تک بیان کی جاتی ہے۔

سرایا کا بیان

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں ہونے والے سرایا کے اسماء بتائیں؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں ہونے والے سرایا کے اسماء درج ذیل ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ — حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ	عکاشہ بن محض عمر مہ زوق کی طرف
ابو بکر صدیق بنو فزارۃ کی طرف	حضرت علی المرتضی یمن کی طرف
ابو سلمہ عبداللہ الاسد قطن کی طرف	عبدالرحمن بن عوف کی طرف
بئر معونہ کے شہداء	حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ
صاء بنت مروان کا قتل	سرایہ محمد بن مسلمہ
حضرت عمرو بن امیہ بارگاہ رسالت مآب میں	حضرت محمد بن مسلمہ القرطاء کی طرف
محمد بن مسلمہ معاویہ کی طرف	محمد بن مسلمہ معاویہ کی طرف
ابو عبیدہ بن جراح ذوالقصہ کی طرف	زید بن حارثہ العیص کی طرف
زید بن حارثہ الطرف کی طرف	زید بن حارثہ جذام کی طرف
حضرت عبداللہ بن انیس	زید بن حارثہ الطرف کی طرف
حضرت زید بن حارثہ القردۃ کی طرف	حضرت عامر بن مہیزہ کی شہادت
محمد بن مسلمہ معاویہ کی طرف	زید بن حارثہ وادی القری کی طرف
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تریہ کی طرف	حضرت زید بن حارثہ مدین کی طرف
حضرت زید بن حارثہ وادی القری کی طرف	کرز بن جابر یا سعید بن عرینین کی طرف
حضرت علی رضی اللہ عنہ بنو سعد بن بکر کی طرف	حضرت ابان بن سعید نجد کی طرف
حضرت عبداللہ بن عتیک ابو رافع کی طرف	حضرت ابو بکر نجد میں :وکلاب کی طرف
حضرت غالب بن عبداللہ المیعفتہ کی طرف	بشیر بن سعد بنو مرۃ فدک کی طرف
ریہ حضرت بشیر بن سعد یمن اور جبار کی طرف	ابی قتادہ بطن اضم کی طرف
حضرت سعد بن زید الاشہلی مناۃ کی طرف	ابو عامر الاشعری اوطاس کی طرف
حضرت اخرم بن ابی العوجاء سلمی بنو سلیم کی طرف	غالب بن عبداللہ بنو ملوح کی طرف

غالب بن عبداللہ بنو ملوح کی طرف کعب بن عمیر ذاتِ اطلاح کی طرف

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی فلس کی طرف حضرت شجاع بن وہب کی طرف

حضرت عمرو بن عاص ذات السلاسل کی طرف حضرت ابو عبیدہ ساحل سمندر کی طرف

ابو قتادۃ الانصاری حضرۃ کی طرف حضرت خالد بن ولید عزی کی طرف

حضرت اسامہ بن زید کی الحرقات کی طرف مہم حضرت عکاشہ کی طرف

حضرت طفیل بن عمرو دوسی ذوالکفین کی طرف عیینہ بن حصن الفزاری بنو تمیم کی طرف

حضرت عمرو بن مرہ ابوسفیان بن حارث کی طرف قیس بن سعد بن عبادۃ یمن کی طرف

حضرت عبداللہ بن عوسجہ بنو حارث کی طرف حضرت علقمہ بن مجزز حبشہ کی طرف

حضرت خالد بن ولید بن مالک کی طرف حضرت قطبہ بن عامر کی طرف

حضرت ضحاک بن سفیان بنو کلاب کی طرف بنی عبس رعتیہ السحیمی کی طرف

حضرت خالد بن ولید، عبد المران کی طرف حضرت خالد بن ولید المدان کی طرف

حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ طاغیہ کی طرف

حضرت علی المرتضی اور حضرت خالد بن سعد یمن کی طرف خالد بن ولید خثعم کی طرف۔

اسلام لانے سے قبل حضرت جریر بن عبداللہ ذوالخلصہ کی طرف۔

حضرت عمرو بن عاص اور حضرت خالد کی کنانہ میں سے بنوخزیمہ کی طرف روانگی۔

حضرت اسامہ بن زید ابنی کی طرف بعض ان شہروں کا تذکرہ جنہیں آپ نے فتح کیا۔

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور سرایا کا مختصر تعارف کریں۔

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور سرایا درج ذیل ہیں۔

1 ''سریہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ''

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی زیر کمان ساٹھ (60) یا اسی (80) مہاجر صحابہ پر

مشتمل دستہ روانہ فرمایا تاکہ قریش مکہ کا لشکر جو کہ عکرمہ بن ابی جہل یا ابوسفیان کے زیر کمان تھا اس کو ریاست مدینہ کی حدود میں داخل نہ ہونے دیں ۔ یہ واقعہ ہجرت کے آٹھ (8) ماہ بعد واقع ہوا۔ (سیرت خیر الانام: ج1، ص364، طبقات ابن سعد :ج2، ص7)

.2 سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے زیر کمان بیس (20) یا اکیس (21) پیادہ مجاہدین کو النحرار (جحفہ کے قریب ایک چشمہ یا وادی) کی طرف روانہ فرمایا مگر کسی لشکر سے تصادم نہ ہوا۔ یہ واقعہ بھی ہجرت کے آٹھ ماہ بعد پیش آیا۔ (طبقات ابن سعد: ج2، ص7)

3 "سریہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ۔

کفار مکہ نے ابوجہل کی کمان میں تین سو افراد پر مشتمل لشکر بھیجا جن کے مقابلہ کے لئے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل جیش روانہ کیا گیا جن کی کمان سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کی، یہ معرکہ مجدی بن عمرو الجہنی جو دونوں کا حلیف تھا، اس کے مجبور کرنے پر کیا تاکہ دونوں اپنے معاہدہ کے پابند رہتے ہوئے لڑائی سے باز رہیں۔

(سیرت ابن ھشام :ج2، 247)

4 "سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ"

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش کی کمان میں آٹھ (8) یا بارہ (12) افراد پر مشتمل لشکر دیکر ایک خفیہ مہم پر روانہ فرمایا جس کے خلاف تصادم بھی ہوا۔ جبکہ یہ واقعہ ماہ رجب دو (2) ھ میں پیش آیا۔ (سیرت ابن ھشام :ج2، ص252)

5 "سریہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ"

پانچ محرم الحرام چھ (6) ھ بروز پیر حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو سفیان بن خالد الہذلی کی سرکوبی کیلیے روانہ فرمایا جو کہ "عرنہ" کے مقام پر جمعیت اکٹھی کر رہا تھا تاکہ مدینہ

منورہ پر یلغار کرے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کامیابی لیکر پلٹے۔
(طبقات ابن سعد: ج2، ص50)

6 ''سریہ طرف''

مدینہ منورہ سے چھتیس (36) میل کے فاصلے پر واقع ایک مقام کا نام طرف ہے جمادی الآخر چھ (6) ھ میں بنو ثعلبہ کو سزا دینے کیلئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی کمان میں پندرہ افراد پر مشتمل ایک لڑاکا گشت روانہ کیا گیا، اس سریہ کا مکمل نام ''زید بن حارثہ الی الطرف'' ہے۔
(سیرت خیر الانام: ج1، ص390)

7 ''سریہ وادی القری''

ماہ رجب چھ (6) ھ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بارہ (12) مجاہد کے ساتھ وادی القری کی طرف روانہ کیا گیا کیونکہ اس علاقے کے قبائل نے کچھ عرصہ قبل حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نو (9) ساتھیوں کو شہید کر دیا تھا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ خود بھی زخمی ہو گئے تھے۔
(المغازی واقدی: ج2، ص564)

8 ''سریہ بنو غطفان''

ماہ شعبان سات (7) ھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمان میں مجاہدین کا ایک دستہ بنو غطفان کی شاخ بنو فزارکی طرف روانہ کیا کیونکہ انہوں نے پھر اسلام کے خلاف لشکر کشی کا منصوبہ تیار کر لیا تھا، مسلمانوں کا یہ دستہ قتال کے بعد کامیابی لیکر واپس ہوا۔
(طبقات ابن سعد: ج2، ص117)

9 ''سریہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کمان میں تین مجاہدین کا دستہ بنو ہوازن کی ایک شاخ جو مدینہ منورہ کے قریب مقام ''تُربہ'' میں آباد تھی کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا جو کہ لشکر اسلام کی خبر سن کر پہاڑوں میں منتشر ہو گئے یوں کوئی تصادم نہ ہوا۔ (سیرت خیر الانام: ج1، ص400)

10 ''سریہ غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ''

ماہ رمضان المبارک سات (7) ھ نجد کے کنارے ''المیضعہ''میں آباد بنوعوال بنو عبد بن ثعلبہ کی سرکوبی کیلئے غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک سوتیس افراد پر مشتمل لشکر روانہ کیا کیونکہ وہ پھر بغاوت پر آمادگی کا اظہار کر رہے تھے۔ پھر معمولی سی لڑائی پر شکست قبول کرلی جس پر انہیں معاف کر دیا گیا۔ (طبقات ابن سعد: ج2، ص119)

11 ''سریہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ''

ماہ شعبان یا شوال سات (7) ھ میں ''الجناب'' کے مقام کی طرف حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی کمان میں تین سو (300) مجاہدین کا لشکر روانہ کیا کیونکہ وہ دیگر قبائل سے الحاق کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ لشکر اسلام الجناب کے مقام پر پہنچا تو خمیصہ گاہوں کو ویران پا کر واپس ہو لیے انہوں نے تعاقب کیا سخت لڑائی ہوئی جس کے نتیجے میں انکے دو افراد ہلاک اور متعدد قیدی بنے جبکہ انکی تیر اندازی میں مہارت کی وجہ سے مسلمان شدید زخمی ہوئے۔ (الواقدی: ج2، ص727)

12. سریہ ابن ابی العوجاء السلمی رضی اللہ عنہ''

ابن العوجا کی قیادت میں پچاس افراد پر مشتمل دستہ بنو سلیم کے مذموم مقاصد کو خاک میں ملانے کیلئے روانہ فرمایا دونوں طرف سے سخت مزاحمت ہوئی فرزندان اسلام نے تیروں کی بارش میں تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ انجام دینے کو ضروری خیال کیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا خاصہ نقصان ہوا مگر مخالفین کو بہت زیادہ نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

(طبقات ابن سعد: ج2، ص123)

13 ''سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ''

ماہ صفر آٹھ (8) ھ میں حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک سو بارہ (112) افراد کو بنولیث کی شاخ بنو الملوج جو کہ مقام "الکدید" میں سکونت پذیر تھے کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا جنہوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ بنوالملوج کو انکی بغاوت کی سزا دی۔ (الواقدی: ج2، ص751)

14 "سریہ کعب بن عمیر الغفاری رضی اللہ عنہ"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شام کے مقام ذات اطلاع سے اسلام دشمن سرگرمیوں کی خبر ملی تو حضرت کعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پندرہ (15) افراد پر مشتمل ربیع الاول آٹھ (8) ھ کو دستہ روانہ فرمایا۔ مطلوبہ مقام پر پہنچ کر قبیلوں کا اجتماع پایا انہیں تبلیغ اسلام کی تو انہوں نے تیروں کی بارش کر دی جس سے جنگ کا بازار گرم ہو گیا نتیجے میں ایک صحابی کے علاوہ تمام نے جام شہادت نوش کیا بچنے والے بھی شدید زخمی ہوئے۔ (الواقدی: ج2، ص752)

15 "سریہ شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ"

مقام "السی" میں بنوہوازن کی شاخ بنوعامہ آباد تھی۔ انہوں نے بھی مدینہ منورہ کے خلاف بغاوت کا اظہار کیا جس کو تہہ تیغ کرنے کیلئے، شجاع بن وہب رضی اللہ کی کمان میں چوبیس مجاہدین ماہ ربیع الاول آٹھ (8) ھ میں روانہ کیے گئے۔ مجاہدین اسلام کے آنے کی خبر سن کر وہ پہاڑوں میں منتشر ہو گئے۔ (سیرت خیر الانام: ج1، ص402)

16 "سریہ الخبط"

ماہ رجب آٹھ (8) ھ میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی کمان میں تین سو (300) مجاہدین کا لشکر ساحل سمندر کے ساتھ شاہراہ پر امن وامان قائم کرنے کیلئے روانہ فرمایا کیونکہ وہاں بنوجہینہ کی ایک شاخ مصروف فساد تھی۔ جو آمدورفت کے قافلوں کے ساتھ مزاحم تھے لشکر اسلام کی خبر پاتے ہی یہ منتشر ہو گئے اور یہ مہم کامیاب رہی۔

(سیرت خیر الانام: ج1، ص405)

یہ چند مشہور سرایہ تھے جن کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جنکی تفصیل کتب سیر میں دیکھی جاسکتی ہے ان کے علاوہ بھی بہت سے سرایا عمل میں آئے جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ کا سبب بنے۔

غزوات

س: غزوات کی کل تعداد کتنی ہے،؟ نیز تعارف بیان کریں۔

ج: بالاتفاق غزوات کی تعداد ستائیس (27) ہے

1" غزوہ ودان۔

اسے غزوہ الابواء بھی کہا جاتا ہے غزوہ ودان مشرکین کے حلیف بنوخمرہ کو مرعوب وخائف کرنے کیلیے ماہ صفر کے شروع دو (2) ھ میں ستر (70) مہاجرین پر مشتمل ایک لشکر نبی ﷺ کی زیرنگرانی روانہ ہوا۔ اس لشکر میں علَم بَردار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جس علم کا رنگ سفید تھا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کیا گیا بنوضمرہ نے لڑے بغیر صلح کرلی آپ ﷺ پندرہ (15) دن مدینہ منورہ سے باہر رہنے کے بعد واپس آگئے یہ پہلی فوجی مہم تھی جس میں حضور ﷺ خود شریک ہوئے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج4، ص 14)

2. غزوہ بواط۔

اگلے ہی مہینے ربیع الاول دو (2) ھ میں دوسو (200) مہاجرین کو لیکر قریش کے ایک تجارتی قافلہ جس کا امیر امیہ بن خلف تھا کو خائف کرنے کیلئے "بواطہ" تشریف لے گئے جس میں علم بردار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے اس جھنڈے کا رنگ بھی سفید تھا جب کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا گیا قافلہ گزر جانے کی وجہ سے لڑائی کی نوبت نہ آئی چند روز بعد آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

(سبل الھدی والرشاد: ج4، ص15)

3 "غزوہ سفوان۔

بواطہ سے واپسی پر معلوم ہوا کہ کرز بن جابر فہری مسلمانوں کے مویشی لوٹ کر لے گیا آپ ﷺ فوراً ستر (70) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس کے تعاقب میں نکلے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم بردار بنایا گیا جس کا رنگ سفید تھا جبکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا گیا۔بدر کے قریب "سفوان" کی وادی تک تلاش کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔تو اللہ کے نبی ﷺ وہاں سے واپس آگئے یہ معرکہ ربیع الثانی یا جمادی الاول دو (2)ھ میں پیش آیا۔

5 "غزوہ ذی العشیرہ۔

قریش نے خلاف معمول موسم سرما میں شام کی طرف ایک تجارتی قافلہ روانہ کیا کھوج لگانے پر علم ہوا اس تجارت کا خاص مقصد مسلمانوں کے خلاف جنگی ہتھیار خریدنے کیلئے سرمایہ کاری کرنا ہے۔آپ ﷺ جمادی الاخری دو (2)ھ کو ایک سو پچاس (150) مہاجرین کے ساتھ اس قافلہ کو روکنے کیلئے روانہ ہو کر ذی عشیرہ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے اس کارواں میں علم بردار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جب کہ قافلہ ہاتھ نہ آیا چند روز قیام کے بعد بنو مدلج سے معاہدہ کر کے واپس آگئے اس دوران حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ مدینہ کے نائب تھے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج4، ص17)

5 "غزوہ بدر۔

بدر پہلا وہ غزوہ ہے جس میں لڑے بغیر کوئی چارہ نہ تھا، آپ ﷺ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا اور تین سو تیرہ (313) جانثاروں کے ہمراہ آٹھ (8) رمضان دو (2)ھ بمطابق تیرہ (13) مارچ (624) عیسوی کو یہ معرکہ رونما ہوا۔جس میں چودہ (14) مسلمان شہید جبکہ ستر (70) دشمن ہلاک ہوئے اور ستر (70) ہی قیدی ہوئے (27) رمضان کو

آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ (سبل الهدی والرشاد :ج 4، ص 18،)

6 "غزوہ بنی قینقاع۔

بدر سے واپسی کے بیس (20) دن بعد شوال دو (2) ھ کے آخر میں بنو قینقاع کے یہودی لفنگوں نے ایک مسلمان خاتون کے پردہ کو بے نقاب کر دیا حضور ﷺ نے انہیں تنبیہ کی تو وہ اکھڑ گئے جسکی وجہ سے بنی قینقاع پر یہ لشکرکشی کی حضرت لبابہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں نائب مقرر کیے گئے پندرہ (15) روز کے محاصرے کے بعد دشمن صلح پر آمادہ ہو گئے۔آپ نے جان بخش دی مال واسباب لیکر انہیں جلاوطن کر دیا۔

7 "غزوہ سویق۔

عربی میں "سویق" ستو کو کہتے ہیں ہوا یہ کہ بدر کی شرمناک شکست کا بدلہ لینے کیلئے ابوسفیان مدینہ پر حملہ آور ہوا سوئے ہوئے دو اصحاب کو شہید کر کے فرار ہوگیا۔اطلاع ملنے پر نبی ﷺ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کر کے دوسو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ پانچ (5) ذی الحجہ دو (2) ھ کو تعاقب میں روانہ ہوئے۔ابوسفیان نے بوجھ ہلکا کرنے کیلئے ستو کے بورے راستے میں پھینکے اور بھاگ نکلا۔اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ پانچ دن کے بعد مدینہ واپس آگئے۔

8 "غزوہ قرقرۃ الکدر۔

عراق اور مکہ کے راستے پر بنو سلیم اور غطفان اسلام کے خلاف منصوبہ تیار کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور دوسو (200) صحابہ کے ہمراہ پندرہ (15) محرم دو (2) ھ کو روانہ ہوئے۔"قرقرۃ الکدر" پہنچنے پر دشمن اپنے مویشی چھوڑ کر بھاگ چکا تھا لڑائی کی نوبت نہیں آئی پانچ سو اونٹ مال غنیمت کے طور پر ہاتھ آئے۔ (سبل الهدی والرشاد :ج4، ص 172)

9 ''غزوہ بنی غطفان۔

''ذوامر'' کے مقام پر ثعلبہ اور محارب کے مشرکین کے اجماع کی خبر موصول ہونے پر آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ چالیس سے پچاس گھڑ سوار مجاہدین کے ہمراہ بارہ (12) ربیع الاول تین (3) ھ کو روانہ ہوئے۔ دشمن سے مقابلے کی نوبت نہیں آئی تیئیس (23) ربیع الاول کو واپس تشریف لے آئے۔

10 ''غزوۃ الفروع۔

یہ خبر موصول ہوئی کہ بنوسلیم بحران کے مقام پر حملہ کی نیت سے جمع ہو رہے ہیں آپ ﷺ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نیابت سپرد کر کے تین سو (300) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ چھ (6) جمادی الاول تین (3) ھ میں اس خطرے کے سد باب کیلئے روانہ ہوئے دشمن کو خبر ہوئی تو وہ منتشر ہو گئے جنگ نہ ہوئی قافلہ سولہ (16) جمادی الاول کو واپس مدینہ آگیا۔ (سبل الهدیٰ والرشاد :ج 4،ص 178)

11 ''غزوہ احد۔

پھر تین ماہ بعد اطلاع موصول ہوئی کہ قریش بدر کا بدلہ لینے کیلئے تین ہزار کا لشکر لیکر مدینہ منورہ پر حملہ کے لئے آرہے ہیں۔ پانچ (5) شوال کو یہ اطلاع ملی تو آپ ﷺ اگلے ہی روز حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کر کے ایک ہزار (1000) کا لشکر لیکر نکلے۔ راستے میں ''تبین'' سے منافقین ساتھ چھوڑ گئے۔ سات (7) شوال تین (3) ھ کو مدینہ کے شمال مشرق میں ''جبل احد'' کے دامن میں معرکہ ہوا۔ مسلمان تیر اندازوں کی حکم عدولی کی بنا پر ستر (70) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اسی جنگ میں نبی ﷺ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے قریش کے تیئیس (23) افراد واصل جہنم ہوئے۔ دشمن اپنی مضبوطی کے باوجود ایک

بار پھر شکست خوردہ منہ لیکر مکہ واپس ہوگیا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج4، ص182)

12. غزوہ حمرو آلاسد۔

نبی ﷺ اگرچہ احد میں زخمی ہوئے اس کے باوجود آپ ﷺ آٹھ (8) شوال کو تھکے ماندے مجاہدین کے ساتھ ہی دشمن کے تعاقب کیلئے روانہ ہوگئے مقصد یہی تھا کہ دشمن کہیں پلٹ کر نہ حملہ کردے۔ اس مہم میں قتال کی نوبت نہ آئی۔ آپ ﷺ تین دن حمراء الاسد میں قیام کے بعد تیرہ (13) شوال تین (3) ھ کو مدینے واپس آگئے۔

13 ''غزوہ بنی النضیر''

غزوہ احد کے چار ماہ بعد بنو عامر کی خواہش پر اکتالیس (41) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تبلیغ کیلئے بئر معونہ بھیجا ان میں سے چالیس (40) کو بنو سلیم نے شہید کردیا۔ ایک صحابی بچ نکلے واپسی پر جوش انتقام میں بنو عامر کے دو لوگوں کو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے قتل کردیا۔ آپ ﷺ ان مقتولین کی دیت کے حوالے سے بات چیت کرنے بنو نضیر کے پاس گئے تو انہوں نے آپ ﷺ پر حملہ کرنے کی سازش کی اس بدعہدی کی وجہ سے حکم فرمایا کہ تم دس دن کے اندر مدینہ سے نکل جاؤ انہوں نے گستاخی سے جواب دیا۔ جسکی وجہ سے آپ ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ یہودیوں کے قلعہ کا پندرہ دن محاصرہ کیے رکھا۔ بالآخر وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوگئے اس دوران کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ ان کا اسلحہ ضبط کرلیا گیا اور انہیں اجازت دی کہ اونٹوں پر جتنا مال لے جاسکتے ہیں لے جائیں، محاصرہ کے دوران عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نائب مقرر تھے یہ واقعہ ربیع الاول چار (4) ھ کو پیش آیا۔ (سبل الھدی، ج4، ص317)

14 ''غزوہ بدر الموعد۔

احد سے شکست خوردہ ہو کر ابو سفیان نے آئندہ سال بدر میں مقابلہ کی دھمکی دی مگر اسکی تیاری نہ کرسکا جبکہ مدینہ منورہ میں پروپیگنڈہ کرایا کہ اس سال مقابلہ ہوا تو مسلمانوں کو

شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ خبر سنتے ہی نبی ﷺ نے اعلان جہاد فرمایا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو قائم مقام فرما کے چھبیس (26) شوال چار (4) ھ کو پندرہ سو (1500) مجاہدین کی معیت میں بدر روانہ ہوئے۔ ابوسفیان دو ہزار (2000) کا لشکر لیکر نکلا مگر ہمت ہار کر" مر البطران" سے ہی واپس پلٹ گیا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ آٹھ روز انتظار کر کے بارہ (12) یا تیرہ (13) ذیقعدہ کو مدینہ منورہ پلٹ آئے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج4، ص 337)

15 "غزوہ ذات الرقاع۔

انمار اور ثعلب نامی قبیلوں کی اسلام کے خلاف تیاری کی خبر سن کر آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر فرما کر چار سو (400) اصحاب کے ساتھ دس (10) محرم پانچ (5) ھ ذات الرقاع کی طرف رخت سفر باندھا چار روز سفر کے بعد وہاں پہنچنے پر پتہ چلا مخالفین دم دبا کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ چند روز وہاں قیام کے بعد آپ ﷺ پچیس (25) محرم پانچ (5) ھ کو واپس لوٹ آئے۔ (سبل الھدی والرشاد، ج5، ص15)

16 "غزوہ دومۃ الجندل۔

مدینہ کے شمال میں دومۃ الجندل کا نصرانی والی اکیدر مسلمانوں کے تجارتی قافلوں کو متواتر پریشان کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے آخر اسکی سرکوبی کیلیے ایک ہزار (1000) اصحاب رضی اللہ عنہم پر مشتمل جیش لیکر پچیس (25) ربیع الاول پانچ (5) ھ کو روانہ ہوئے حضرت ساع بن عرفلہ انصاری رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا۔ مگر ہمیشہ کی طرح دشمن مقابلے میں نہ آیا چند روز قیام کے بعد دو (2) ربیع الثانی کو کچھ اونٹ مال غنیمت لیکر واپس آگئے۔

(سبل الھدی والرشاد: ج4۔ ص342)

17 "غزوہ بنی المصطلق۔

قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو مصطلق کی مدینہ پر حملہ کی تیاری کی خبر ملی تو تحقیق کے بعد مختصر

فوج لیکر دو (2) شعبان پانچ (5) ھ مریسیع کی جانب روانہ ہوئے ۔حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر فرمایا۔دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جس کے نتیجہ میں کئی صحابی رضی اللہ عنہم شہید، دس (10) کفار ہلاک چھ سو (600) قید ہوئے، جن میں قبیلہ کے سردار کی بیٹی جویریہ بھی تھیں جن کو آزاد فرما کرام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہونے کا شرف عطا کیا۔اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوسرے قیدی بھی آزاد کر دیے پانچ (5) شعبان پانچ (5) ھ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔ (سبل الهدی والرشاد :ج4، ص344)

18 ''غزوہ خندق۔

یہود اور قریش کے مشترکہ حملے کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں رہ کر مقابلہ کرنے کا منصوبہ فرمایا مدینہ کے شمال مغرب تین (3) میل لمبی خندق کھودی جس کا کام تین ہفتوں میں مکمل ہوا۔ستائیس (27) یا اٹھائیس (28) شوال کو مقابلہ شروع ہوا دشمن کی تعداد دس ہزار (10,000) جبکہ حق کے داعی تین ہزار (3000) تھے خندق کے باعث معرکہ نہ ہوسکا چوبیس روز (24) کی چھوٹی جھڑپوں میں دو مشرک ہلاک ایک مجاہد زخمی ہوا جوکہ ایک ماہ بعد شہید ہو گئے۔بالآخر دشمنوں کی صفوں میں پھوٹ پڑگئی ساتھ ہی خدائی مدد یعنی آندھی بھی شامل ہوئی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے اور ایک بار پھر شکست کا منہ دیکھ کر اکیس (21) یا بائیس (22) ذیقعدہ کو واپس پلٹ گئے۔اس دوران مدینہ منورہ میں قائم مقام حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔ (سبل الهدی والرشاد :ج4، ص363)

19 ''غزوہ بنی قریظہ۔

بنو قریظہ کے یہود نے خندق میں مسلمانوں سے بدعہدی کی جسکی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیئیس (23) ذیقعدہ پانچ (5) ھ کو تین ہزار (3000) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ انکا محاصرہ کرلیا پندرہ (15) روزہ تیر اندازی کے بعد وہ شکست تسلیم کر گئے اور حضرت سعد بن

معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالثی کیلئے منتخب کرلیا کہ انکا فیصلہ حتمی ہوگا۔ثالث کے فیصلہ کے مطابق بنو قریظہ کے تمام مرد جنکی تعداد چھ،سات سو کے درمیان ہے قتل کیا گیا عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا گیا۔یہ مہم سات (7) ذی الحجہ پانچ (5) ھ کو ختم ہوئی اس دوران حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا گیا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج5، ص 3)

20 "غزوہ بنولحیان۔

دو ہی مہینے گذرے تھے الرجیع کے قبیلہ بنولحیان نے دھوکے سے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کردیا جنکو تبلیغ اسلام کیلئے بلایا تھا۔اس غداری کی سزا دینے کے لیے دوسو (200) کا لشکر لیکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتیس (29) صفر چھ (6) ھ کو روانہ ہوئے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا گیا دشمن خبر سن کر راہ فرار اختیار کر گیا دو دن تلاش کیا مگر وہ ہاتھ نہ آئے پھر آپ نے مرعوب کرنے کی غرض سے چند روز عسفان کے گردونواح میں فروکش رہے۔چودہ (14) ربیع الاول چھ (6) ھ کو واپس تشریف لائے۔

(سبل الھدی والرشاد: ج5، ص 30)

21 "غزوہ ذی قرد۔

ابھی واپس آئے دو روز ہی گزرے تھے کہ بنوغطفان کے لٹیرے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو شہید کرکے بیس (20) اونٹنیاں لے نکلے خبر ملتے ہی چند افراد کو انکے تعاقب میں روانہ کیا سولہ (16) ربیع الاول چھ (6) ھ کو پانچ سو (500) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لیکر روانہ ہوئے مگر لٹیرے بھاگ چکے تھے آپ ایک شب و روز ذی قرد کے چشمے پر قیام فرما کر واپس تشریف لائے اس واقعہ میں دو مسلمان شہید ایک کافر ہلاک ہوا۔ (سبل الھدی والرشاد: ج5، ص 95)

.22 غزوہ (صلح) حدیبیہ۔

ماہ شوال کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو (1400) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ

عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف نکلے جن میں جنگ کی نیت نہ تھی لیکن حالات ایسے پیدا ہو گئے جس کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت بھی لی گئی حدیبیہ میں معاہدہ امن طے ہوا ذی قعدہ چھ (6) ھ کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس آگئے اس دوران قائم مقام عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج5، ص33)

23 ''غزوہ خیبر۔

صلح حدیبیہ کے ذریعے قریش سے مامون ہوتے ہی دعوت اسلام کا دائرہ وسیع کر دیا گیا اور یہود کے زور کو ہمیشہ کیلئے توڑنے کا عزم صمیم فرمایا اور محرم کے آخر سات (7) ھ چودہ سو (1400) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے حضرت سباع بن عرفطہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں قائم مقام چھوڑا۔ تقریباً دو (2) ماہ کے عرصہ میں یہود کے مختلف قلعے فتح ہو گئے جس میں سترہ (17) مسلمان شہید جبکہ ترانوے (93) دشمن ہلاک ہوئے اس طویل مہم کے نتیجے میں جزیرۃ العرب سے یہودیوں کا اثر ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمادی الاولیٰ سات (7) ھ واپس تشریف لائے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج5، ص15)

24 ''غزوہ عام الفتح۔

صلح حدیبیہ کے سترہ (17) ماہ بعد قریش اور انکے حلیف بنو بکر کی عہد شکنی کی سزا دینے کیلئے وسیع پیمانے پر تیاری کی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینے میں قائم مقام مقرر فرمایا۔ دس (10) رمضان آٹھ (8) ھ کو مکہ روانہ ہوئے سترہ (17) رمضان کو ''مر الظہران'' کے مقام پر خیمہ زن ہوئے بیس (20) رمضان کو اسلامی فوجیں مکہ میں داخل ہوئیں ایک جگہ کفار نے مزاحمت کی جسکی وجہ سے تین (3) مسلمان شہید جب کہ چوبیس (24) کفار ہلاک چار (4) مشرکین سابقہ جرائم کی وجہ سے قتل کیے گئے اس مہم میں دس ہزار (10000) حامیان اسلام نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ (سبل الھدی والرشاد: ج5، ص200)

25 "غزوہ حنین۔

قیام مکہ کو پندرہ (15) دن گزرے تھے کہ ہوازن اور ثقیف کے قبائل کی اسلام دشمنیاں سامنے آنے لگیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسد اموی رضی اللہ عنہ کو قائم مقام بنا کر بارہ ہزار (12000) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ چھ (6) شوال آٹھ (8) ھ کو روانہ ہوئے حنین کی تنگ گھاٹیوں میں کفر کے اچانک حملے کی وجہ سے اسلامی لشکر جوابی اصولوں پر قائم نہ رہ سکا نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متحد فرما کر حملہ کیا تو دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور اوطاس جا پہنچے مسلمانوں نے تعاقب کیا اور شرمناک شکست دی اس جنگ میں چھ (6) مسلمان شہید، ستائیس (27) کفار ہلاک اور چھ ہزار (6000) قید ہوئے مال غنیمت میں چوبیس ہزار (24000) اونٹ چالیس ہزار (40000) بکریاں شامل تھیں۔ (سبل الھدی والرشاد: ج5، ص310)

26 "غزوہ طائف۔

حنین کے معرکہ سے فارغ ہو کر بغیر توقف کے تیرہ (13) شوال آٹھ (8) ھ کو طائف کا محاصرہ فرمایا جو کہ اٹھارہ (18) روز تک جاری رہا، فصیل توڑنے کی کوشش میں بارہ (12) مسلمان شہید ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے آپ ﷺ نے محاصرہ ختم فرما دیا کیونکہ کفار کی اس جمیعت کی طرف سے کوئی بڑا خطرہ نہ تھا آپ ﷺ نے واپسی پر عمرہ ادا فرمایا اور چھبیس (26) ذوالقعدہ کو مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ (سبل الھدی والرشاد: ج5، ص382)

27 "غزوہ تبوک۔

آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ رومی لوگ مسلمانوں پر حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور رجب کے آخر نو (9) ھ کو تیس ہزار (30000) کا لشکر لیکر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اور تبوک میں خیمہ زن ہوئے، مگر دشمن

اس بار بھی مقابلہ میں نہ آیا، بیس (20) روز تبوک میں قیام فرما کر اوائل رمضان نو (9) ھ کو مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔ یہ آخری جنگ تھی جس میں آپ ﷺ بہ نفس نفیس شرکت فرمائی۔

(سبل الھدی والرشاد: ج5، ص433)

مدینہ شہر کے اسماء

اَثْرِبُ، ارض اللہ، ارض الھجرۃ، اَکَالَۃُ الْبُلْدَان، اَکَالَۃُ الْقُرٰی، اِیْمَان، اَلْبَارَۃُ، اَلْبَرَۃُ، اَلْبَحْرَۃُ، اَلْبَحِیْرَۃ، اَلْبَحِیْرَۃ، اَلْبَلاط، اَلْبَلَد، بَیْتُ الرَّسُوْل، تندد، تندد، اَلْجَابِرَۃ، جبار، الجبارہ، جَزِیْرَۃُ الْعَرَب، اَلْجُنَۃُ الْحَفِیْنَۃ، اَلْحَبِیْبَۃ، اَلْحَرَم، حَرَمُ رَسُوْلِ اللہ، حَسَنہ، اَلْخَیِرَۃ، اَلْخَیْرَۃ، اَلدَّار، دَارُالْاَبْرَار، دارالْاَخْیَاء، دَارالایمان، دارالسنۃ، دارالسلامۃ، دارالفتح، دارالھجرۃ، ذات الحجر، ذات الحرار، ذات النخل، السلقۃ، سیدۃ البلدان، الشافیہ، طابۃ، طیبہ، طیب، طائب، ظباب، العاصمہ، العذراء، العراء، العروض، الغواء، غلبۃ، الفاضحۃ، القاصمۃ، القبۃ الاسلام، قریۃ الانصار، قریۃ رسول اللہ، قلب الایمان، المومنۃ، المبارکۃ، مبوا الحلال والحرام، مبین الحلال والحرام، المحفوفۃ، المحبۃ، المحببۃ، المحبوبۃ، المحبورۃ، المحرمۃ، المحفوظۃ، المختار، مدخل صدق، المدینۃ، مدینۃ الرسول، المرحومۃ، المرزوقۃ، مسجد الاقصٰی، المسکینۃ، المسلمۃ، مضجع الرسول، المطیبۃ، المقدسۃ، المقر، المکتان، المکینۃ، مھاجر الرسول، الموفیۃ، الناجیۃ، نبلاء، النحر، الھذراء، یثرب، یندد، یندر۔

اسمائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محمد، احمد، اَحَد، اَحَاذ، اَلْاَبْطَحِی، اَلْاَتْقٰی، اَحْیَدُ، اَلْاَجْوَدُ، اَلْاَجِیْر، اَلْاَبْلَج ، اَلْاَجَلُّ، اَلْاَحْشَمُ، اٰخِرِ مَاخٍ، اَلْاٰخِذُ الصَّدَقَاتِ، اَلْاَدْعَج"، اَلْاَبْیَض، اَلْاٰخِذُ الْحُجِرَاتَ"، اَلْاَبَرّ"، اَلْاَحْسَنُ، اَخَرَابًا، اَلْاَخْشَی الله ، اَلْاَدْوَمُ، اَرْجَعُ النَّاسِ عَقْلًا، اُذُنُ خَیْرٍ، اَلْاَرَجَ، اَرْحَمُ النَّاسِ بِالعیال، اَلْاَزَجَ، اَلْاَسَدُّ، اَلْاَزْهَر، اَلْاَزْکٰی، اَلاشَنَبُ، اَلْاَشَدُّ حَیَاءً مِنَ الْعُذْرَاءِ ،فی خدرها اَشْجَعُ النَّاسِ، الاصدق، الاطیب"، الاعلیٰ، الاعظمُ، اصدق الناس لهجة، اکثر الانبیاء تبعاً، الاغر ، افصح العرب، اعلم بالله، الاکرم، امام العاملین، الامجد، الاکلیل الامام، امام الغلمین، اکرم الناس، اکرم وُلْدِ آدم، امام المتقین، امام الناس، امام الخیر ، الامر والناهی، امام النبیین، الٓمٓ، امین، الامان، الٓمٓر، الٓمٓص، الآمن ، الأمة، الحائد لامته من النار، حبیب الله، الالمعی، حبیب الرحمن، حبنطی، الحجازی، الحجة البالغة، حجة الله علی الخلائق، الحریص، حرز الامیین، الحرمی، الحسیب، الحریص علی الایمان، الحکم، حرب الله، الحفی، الحق الحفیظ، الحکیم، الحلاحل، الحلیم، الحماد، حٰمٓطایا، الحمید، حٰمٓعٓسٓقٓ، الحنان، حم، الحیّ، الحنیف، الخاتِم الخاتَم، الخازن لمال الله، الخافض، الخاشع، الخاضع، خطیب النبیین، خطیب الوافدین علی الله تعالیٰ، خطیب الامم، الخالص، الخبیر، الخلیل، خلیل الله، الخلیفة، خلیفة الله، خیر الانبیاء، الخیر ، خیرة الله، خیر الناس، خیر البریة، خیر هذه الامة، خبر العاملین، خیر خلق الله، دار الحکمة، الامین، انفس العرب، الداعی الی الله، انعم الله ، الأمی، الانور المتجرد، اوفی الناس ذماما، الاولی، الاواه، الاول، الاوسط، الاخر،

البدر، البحر، البالع، البديع، اول مشفع، البار ع، الباطن، اول شافع، اول الرسل خلقا، اية الله، اول المؤمنين، البارقليط، الباهر، البدء، اول من تنشق عنه الارض، الباهی، اول المسلمين، الزاهد، الزاهی، روح الحق، زین من وافی القيامة، سراج منیر، سبيل الله، السابق بالخيرات، الساجد، السخی، سابق العرب، السديد، زلف، بشرىٰ عيسىٰ، السَبِط ، الذاهر، البرقليطس،روح القدس، البر، البهاء، الزبن، البهی، البرهان، الزمزمی، البشر، البينه، البيان، زعيم الانبياء، الزكی، الزاجر، الشمال، ثانی الثنين، الجد، التالی، التذكره، البليغ، التنزيل، التلقيط، التقی، التهامی، الجبار، الجامع، الجليل، الجهضم، الجواد، الحاتم، حاط حاط، الحامد، الحاشر، الدانی، الحافظ، الحاكم، الدامغ، الحامی، الدعوة، دعوة ابزاهيم، دعوة النبيين، دليل الخير، دهتم، الذاكر، الذخر، الذكر، الذكار، ذكر الله ، الذكر، ذوالتاج، ذوالجهاد، ذوالحطيم، ذوالحوض المورود، ذوالخلق العظيم، ذوالسيف، ذوالسكينة، ذوالصراط المستقيم، ذوطيبه، ذوالعزة، ذوالعطايا، ذوالفتوح، ذوالفضل، ذوالمدينه، ذوالمعجزات، ذوالقضيب، ذوالقوة، ذوالمقام المحمود، ذوالميسم، ذوالهراوه، الرجيح ، ذوالوسيلة، الراجی، الراضع، الراضی، الراغب، الرافع، راكب البراق، راكب البعير، راكب الجمل، راكب الناقة، راكب النجيب، الرَجِل، الرحب الكف، رحمة الامه، رحمة للعالمين، رحمة مهداة، الرؤوف الرحيم، الرسول، رسول الله، رسول الرحمة، رسول الملاحم، الرشيد، الرضاء، الرضوان، رضوان بالله، الرقيق، الرفيع الذكر، الرفيع الدرجات، الرقيب، ركن المتوضعين، الرهاب، الروح، الصراط

المستقیم، سر خلیطس، السریع ، سعد اللہ ، سعد الخلائق، سعید، السلام ،
السلطان، السمیع، السّمی، السنا،
السند، سید الثقلین، سید الکونین، سید ولد آدم، سید الناس، السیف، السیف،
سیف الاسلام، سیف اللہ، الشارع، شافع، المشفع، الشفیع، الشافی، الشاکر،
الشکور، الشاھد، الشثن، الشدید، الشدقم، الشریف ، الشفاء، الشمس ،
الشهاب، الشھم، الشھید، الصابر، الصاحب، صاحب التاج، صاحب الکوثر،
صاحب الخاتم، صاحب سلطان، صاحب السیف، صاحب اللواء، صاحب
المحشر، صاحب المدرعه، صاحب المعشر، صاحب المقام المحمود،
صاحب الھراوة، صاحب لا اله الا اللہ، الصادع، الصادق، صاعد المعراج،
الصالح، الصبور، الصبیح، الصدوق، الصدق، الصدیق، الصراط المستقیم،
الصفوہ، الصفوح، الصفی، الصندید، الصین، الضابط، الضارع، الضحاک،
الضحوک، الضمین، الضیغم، الضیاء، طاب طاب، الطاھر ، الطیب ،
الطراز المعلم، طٰسٓ، طٰسٓمٓ، طٰہٰ، الطھور، الطبیب، الظاھر، الظفور، العابد،
العادل، العارف، العاضد، العافی ، العالم، العلیم، العامل، العائل، العبد،
عبد اللہ، العدة، العدل، العربی، العروة الوثقی، العزیز، العصمة، عصمة اللہ
تعالیٰ، العطوف، العظیم، العفو، العفیف، العلامة، العَلَم، علم الایمان، علم
الیقین، العلی، العماد، العمدة، عین العز، العین، الغالب، الغطمطم، الغفور،
الغنی، الغوث ، الغیاث، الفاتح، الفارق، الفارقلیط، الفاصل، الفائق، الفتاح،
الفجر، الفخر، الفخم ، الفدغم، الفرد، الفرط، الفصیح، الفضل، فضل اللہ،
الفطن، الفلاح، الفهم، فئة المسلمین، القاری، القاسم، القاضی، القانت ،

القائد، قائد الغر المحجلین، قائدالخیر، القائل، القائم، القتال، القتول، قثم، قثوم، قدم صدق، قدمایا، القرشی، القریب، القسم، القطب، القمر، القوی، القیم، الکاف، الکافۃ، الکافی، الکامل، الکثیر الصمت، الکریم، الکفیل، کندیدہ، الکنز، کٓھٰیٰعٓصٓ، الکوکب، اللبیب، اللسان، اللسن، اللوزعی، اللیث، المؤتمن، المؤمل، المؤمم، المؤید، المؤید، الماء المعین، المامون، المؤمن، الماجد، الماحی، ماذماذ، المانح، المانع، المبارک، المبراء، المبتھل، المبشر، المبعوث بالحق، المبلغ المبیح، المبین، المتبتل، المتبسم، المتبع، المتربص، المترحم، المتضرع فی الدعاء، المتقن، المتقی، المتلو، المتلو علیہ، المتمکن، المتمم لمکارم الاخلاق، المتمم، المتھجد، المتوسط، المتوکل، المتین، المثبت، المثبِت، المجادل، المجاھد، المجتبی، المجتھد، المجیب، المجیر، المجید، المحجۃ، المُحَرِّض، المحفوظ، المحکم، المحرم، المحلل، المحمود، المحید، المخبت، المخبر، المختار، المختص، المختص بالقرآن، المختص بآی لاتنقطع، المختم، المخصوص بالعز، المخضم، المخلص، المدثر، المدنی، مدینۃ العلم، المذکر، المذکور، المرء، المرتجی، المرتضیٰ، المرتل، المرحوم، مرحمۃ، المرسل، المرشد، مرغمۃ، المرغب، المزکی، المزمل، المذموم، مزیل الغمۃ، المسبح، المستجیب، المیز، المھاب، المھاجر، المھداۃ، المھدی، المھذب، المھیمن، المورود حوضہ، الموصل، المؤتی جوامع الکلم، الموحیٰ الیہ، المولی، موذموذ، الموعظۃ، المؤقر، الموقن، میذمیذ، المیزان، المُیسر، مَیَمَم، النابذ، الناجر، الناس، الناسخ، الناسک،

المستعید، المستغفر من غیر ماثم، المستغنی، المستقیم، المسدد، المسریٔبہ، المسعود، المسلم، المسیح، المشاور، المشذب، المشرد، المشفع، المشھود، المشیخ، المشیر، المصافح، المصارع، المصباح، مصحح الحسنات، المصدق، المصدوق، المصطفی، المصلح، المصلی، المصون، المضخم، المضری، المضیی، المطھر، المطیع، المعروف، المعزز، المعصوم، المعطی، المعظم، المعقب، المعلم، معلم الامۃ، المعلی، المعمم، المعین، المغرم، المغنم، المغنی، المفتاح، المفخم، المفضال، المفضل، المفلج، المفلح، المقتصد، المستقیم، المقتضی، المقدس، المقدم، المقری، المقدم، المقسط، المقصوص، المقفی، المقوم، مقیل العثرات، مقیم السنۃ، المکتفی باللہ، المکرم، المکفی، المکلم، المکی، المکین، الملاحی، الملاذ، الملبی، الملجاء، الملحمۃ، ملقی القرآن، الملیک، الملک، الملئی، الممنوح، الممنوع، المنادی، المنادیٰ، المنتجب، المنتخب، المنتصر، المنجد، المنحمنا، المنذر، المنزل علیہ، المنصف، المنصور، المنقذ، المنیب، الناشر، الناصب، الناصح، ناصر الدین، الناضر، الناطق بالحق، الناظر من خلفہ، الناھی، النبی، نبی الراحۃ، نبی الرحمۃ، النبی الصالح، نبی الاحمر، نبی الاسود، نبی التوبۃ، نبی الحرمین، نبی زمزم، نبی الرحمۃ، نبی الملحمۃ، نبی الملاحم، النجم، النجم الثاقب، النجیب، النجید، نجی اللہ، الندب، النذیر، النسیب، النصیح، النعمۃ، نعمۃ اللہ، النقی، النقیب، النور، نور الامم، نور اللہ الذی لایطفاء، نون، الھادی، الھاشمی، الھجود، الھُدی، ھدیۃ اللہ، الھمام، الھمۃ، الھیّن، الواجد، الواسط، الواعد، الواسع،

الواضح، الواعظ، الوافی، الوالی، الوجیہ، الورع، الوسیم ، الوسیلۃ، الوصیّ ، الوفیّ ولیّ الفضل، الولی، الوھاب، الیتیم، یٰسن، صاحب الآیات، صاحب المعجزات، صاحب الازواج الطاھرات، صاحب البرھان، صاحب البیان، صاحب الخیر، صاحب الدرجۃ العالیۃ الرفیعۃ، صاحب الرداء، صاحب السجود لرب المعبود، صاحب السرایا، صاحب الشرع، صاحب العطاء، صاحب العلامات الباھرات، صاحب العلو والدرجات، صاحب الفضلیۃ، صاحب الفرج، صاحب القوم، صاحب المغنم، صاحب الحجۃ، صاحب الحوض المورد، صاحب الحطیم، صاحب زمزم، صاحب شفاعۃ العظمیٰ، صاحب المعراج، صاحب المنیر، صاحب النعلین۔

(سبل الھدیٰ والرشاد، ج1، ص407تا535)

خاتمہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سیرتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قاری اس حقیقت کا معترف ہے، کہ جس طرح بیانِ حمد اختصار کا تقاضہ نہیں کرتا، ایسے ہی نعت و سیرت نگاری کا موضوع بھی زیادہ سے زیادہ شرح واطناب کا متمنی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس مبارک ذکر کو زیادہ سے زیادہ طول دینے کے بعد بھی دل و روح سیر نہیں ہوتے بلکہ جی چاہتا ہے کہ یہ مقدس داستاں درازتر ہوتی چلی جائے۔ زبان وقلم کی سب سے بڑی سعادت یہی ہے کہ وہ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان واظہار کا ذریعہ قرار پائیں۔ اور سالہاسال کی رطب لسانی، مدح خوانی اور ہزاروں صفحات پر مشتمل سیرت نگاری کا شرف حاصل کر لینے پر بھی نتیجہ یہی سامنے آتا ہ

زندگیاں ختم ہوگئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

کس کی مجال ہے کہ وہ جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت نگاری کا حق ادا کر سکے۔ بلکہ ہمیشہ نیت حصول سعادت کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ فقیر راقم الحروف بھی اللہ تعالیٰ سے توفیق کا طالب ہے کہ جیسے سابقہ سالوں کی طرح امسال بھی یہ مقالہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ کریم بصدقہ محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندگی کے آئندہ سالوں میں یہ قافلہ عشق ومحبت سوئے بطحایوں ہی گامزن رہے۔

ماخذومراجع

نمبر	کتاب	مُصَنِّف	مطبوعہ	مُتَوَفّٰی
1	القرآن المجید			
2	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	256ھ
3	صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری	دارالکتب العلمیہ، بیروت	261ھ
4	جامع الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی	إحیاء التراث العربیہ، بیروت	279ھ
5	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	273ھ
6	سنن ابی داوٗد	امام سلیمان بن اشعث السجستانی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	275ھ
7	سنن نسائی	ابوعبدالرحمٰن عمرو بن شعیب النسائی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	303ھ
8	مصنف ابن ابی شیبہ	ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ	دارالوطن، بیروت	235ھ
9	مصنف عبدالرزاق	امام عبدالرزاق ہمام الصنعانی	مکتبہ اسلامیہ، بیروت	211ھ
9	الفوائد الشہیر	ابو بکر محمد بن عبداللہ البغدادی	دارابن الجوزی، السعودیۃ	354ھ
10	المستدرک	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ النیشاپوری	دارالمعرفۃ، البیروت	405ھ
11	المعجم الکبیر	ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	إحیاء التراث العربیہ، بیروت	360ھ
12	المعجم الاوسط	ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	إحیاء التراث العربیہ، بیروت	360ھ
13	المعجم الصغیر	ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	إحیاء التراث العربیہ، بیروت	360ھ
14	المعجم لابن عساکر	ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر	دارالبشائر، دمشق	571ھ
15	دارقطنی	امام علی بن عمر الدارقطنی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	285ھ
16	شرح معانی الآثار	ابوجعفر أحمد بن محمد الطحاوی	عالم الکتب، الازہر	321ھ
17	شرح السنہ	ابومحمد الحسین بن مسعود البغوی	المکتبۃ الاسلامی، بیروت	516ھ
18	جامع معمر بن راشد	معمر بن أبی عمرو راشد الأزدی	المکتبۃ الاسلامی بیروت	153ھ
19	الطب النبوی	أبونعیم أحمد بن عبداللہ الأصبہانی	دارابن حزم، بیروت	430ھ
20	المجالسہ وجواہر العلم	أبو بکر أحمد بن مروان الدینوری	دارابن حزم، بیروت	333ھ

21	سنن الکبریٰ للبیہقی	ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	458ھ
22	سنن الکبریٰ للنسائی	ابو عبد الرحمٰن عمرو بن شعیب النسائی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	303ھ
23	مسند الحارث	ابو محمد الحارث بن محمد بن داہر التمیمی	خدمۃ السنۃ، المدینۃ	282ھ
24	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	دار الحدیث قاہرہ، مصر	241ھ
25	مسند حمیدی	ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی	دار السقا، دمشق	219ھ
26	مسند البزار	احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار	مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ	292ھ
27	مسند ابی یعلی	امام احمد بن علی المثنی	دار المامون، البیروت	307ھ
28	المغازی للواقدی	محمد بن عمر بن واقد	عالم الکتب، بیروت	207ھ
29	سیر اعلام النبلاء	امام محمد بن احمد الذہبی	دار الفکر، بیروت	741ھ
30	سبل الھدی والرشاد	امام محمد بن یوسف الصالحی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	942ھ
31	طبقات ابن سعد	امام محمد بن سعد	نفیس اکیڈمی	230ھ
32	المختصر النصیح	المہلب بن احمد الاندلسی	دار اہل السنۃ، الریاض	435ھ
33	سیرتِ خیر الانام	مجموعہ متفرق مقالات	معتمد مجلس اسلامیہ، پنجاب	000
34	اُسد الغابہ	ابو الحسن علی بن محمد الجزری	مکتبہ وحیدیہ	630ھ
35	سیرتِ ابن ہشام	عبد الملک بن ہشام الحمیری	مطبعۃ مصطفی، مصر	213ھ
36	الغرر والدرر	امام عز الدین محمد بن جماعہ	دار النوادر	767ھ
37	مدارج النبوۃ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	خزینہ علم وادب، لاہور	1052ھ
38	ضیاء القلوب	شیخ عبد الحق محدث دہلوی		1052ھ
39	کلیاتِ امدادیہ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور	1899ء
40	وفاء الوفاء	امام نور الدین علی بن احمد السمہودی	ادارہ پیغام القرآن، لاہور	911ھ
41	اردو معارفِ اسلامیہ	دانش گاہ، پنجاب	معتمد مجلس اسلامیہ، پنجاب	000

جامعیہ نعیمیہ قمر الاسلام پیر محل

تعارف

پیر محل سے غربی جانب آدھ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ایک عظیم دینی درسگاہ جو تشنگا

نِ علم وعرفان کو سیراب کر رہی ہے۔

سنگِ بنیاد 11 :اکتوبر 2009ء بروز اتوار

شعبہ جات: جامعہ ہذادرج ذیل شعبہ جات میں صدق وخلوص کے ساتھ اپنے فرائض

کے ساتھ ساتھ خدمت خلق کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔

(1) شعبہ علوم اسلامیہ

(2) شعبہ علوم عصریہ

1۔شعبہ علوم اسلامیہ :۔

یہ شعبہ درج ذیل شعبہ جات میں خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

ا۔درس نظامی (عالم کورس):۔ اس شعبہ میں تنظیم المدارس کے

تحت درج ذیل 6 درجوں میں تعلیمی خدمات سرانجام دی جارہی ہیں ۔ابتدائیہ،متوسطہ،عامہ،

خاصہ،عالیہ،عالمیہ

(الف)۔**درجہ ابتدائیہ**:۔اس درجہ میں بنیادی عربی قاعدہ سے لے کر ناظرہ قرآ

ن مکمل کروایا جاتا ہے۔

پہلے درجہ کا امتحان جامعہ خود لیتا ہے اس درجہ کی تکمیل کے ساتھ ہی طالب علم درجہ مڈل میں

داخل ہوسکتا ہے۔

(ب)۔**درجہ متوسطہ**:۔اس درجہ میں قرآن مجید کا آخری پارہ حفظ مع التجوید،حدرو

ترتیل اور بنیادی اسلامی عقائد کے ساتھ ساتھ ششم ہفتم اور ہشتم کا گورنمنٹ نصاب پڑھایا جاتا ہے اس درجہ میں ششم ہفتم کا امتحان جامعہ ہذا کے ذمہ ہے۔ جبکہ سال سوم (ہشتم) کا امتحان تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان بورڈ کے تحت ہوتا ہے

(ج)۔ **درجہ عامہ**:۔ یہ درجہ دو سال پر مشتمل ہے اس میں ترجمۃ القرآن مجید ابتدائی 9 پارے، فقہ، صرف ونحو، منطق اور عربی ادب کے ساتھ ساتھ نہم اور دہم کا امتحان حسب سابق تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان بورڈ کے تحت ہوتا ہے۔

(د)۔ **درجہ خاصہ**:۔ یہ درجہ بھی دو سال پر مشتمل ہے اس کے اندر قرآن مجید مع ترجمہ تفسیر جلالین پارہ 10 تا پارہ 24 تک مکمل، حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، عربی ادب، سیرت، تاریخ اور بلاغت کے ابتدائی ابواب کے ساتھ ساتھ ایف اے کا امتحان تنظیم المدارس پاکستان بورڈ کے تحت لیا جاتا ہے۔

(ر)۔ **درجہ عالیہ**:۔ یہ درجہ بھی دو سال پر مشتمل ہوتا ہے درجہ عالیہ میں تفسیر جلالین پارہ 25 تا پارہ 30 اور اس کے علاوہ تفسیر واصول تفسیر حدیث، اصول حدیث، اصول فقہ، عربی ادب، منطق، بلاغت اور عقائد کے بقیہ ابواب مکمل کروائے جاتے ہیں۔ اس درجہ کا امتحان بھی تنظیم المدارس پاکستان بورڈ کے تحت ہوتا ہے۔

(س)۔ **درجہ عالمیہ**:۔ درجہ عالمیہ میں علم الکلام، علم الفرائض حدیث شریف (صحاح ستہ مکمل) کروانے کے ساتھ ساتھ تنظیم المدارس پاکستان کی طرف سے دیئے گئے عنوان پر کم از کم پچاس صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ لکھنا ہوتا ہے۔ اس درجہ کی تکمیل کے ساتھ ہی طالب علم کا ایم اے (عربی واسلامیات) مکمل ہو جاتا ہے۔

شعبہ حفظ:۔ اس شعبہ میں درست مخارج کے ساتھ تجوید وقرأت کے بنیادی قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے حفظ وناظرہ کی تعلیم کا معیاری انتظام ہے۔ اس کے علاوہ حفاظ طلباء کیلئے بنیاد

ی عقائد کے ساتھ ساتھ علمی، عملی، فقہی اور اخلاقی تربیت کیلئے مختصر اً سوالاً جواباً نصاب انتہائی سہل انداز میں ذہن نشین کروایا جاتا ہے۔

دارالفتاء:۔ یہ شعبہ بھی علوم اسلامیہ ہی کے تحت کام کر رہا ہے جو کہ روزمرہ کے نئے نئے پیش آنے والے دینی دنیاوی مسائل کیلئے قرآن وسنت کے مطابق فتویٰ نویسی کے ذریعے شرعی رہنمائی کر رہا ہے۔

تصنیف وتالیف:۔ یہ شعبہ بھی علوم اسلامیہ ہی کی ایک شاخ ہے جس میں تحریر کے ذریعے جدید تقاضوں کے مطابق قرآن وسنت سے رہنمائی لینے کیلئے خدمات انجام دے رہا ہے جس میں بنیادی عقائد، دینی معلومات کے ساتھ ساتھ نئے اٹھنے والے فتنوں کا احسن انداز میں رد کیا جاتا ہے۔

تبلیغ اسلام:۔ علوم اسلامیہ کے اس شعبہ کے تحت اسلام کے پیغام کو عام کرنے کیلئے مختلف تعلیمی اور کاروباری اداروں میں درس قرآن وحدیث کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تجارتی مراکز، اکیڈمیز، سکول وکالجز میں فہم دین کے نام پر پروگرام کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(2) علوم عصریہ:۔ اس شعبہ کی درجہ ذیل دو بنیادی شاخیں ہیں۔

(۱) سکول وکالج کی بنیادی تعلیم (۲) کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم

(۱)۔ پہلی ذیلی شاخ کے تحت مڈل تا گریجوایٹ کی تعلیم کا باقاعدہ ایوننگ کلاسز میں اہتمام کیا گیا ہے۔

(۲) کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم کیلئے کمپیوٹر لیب بھی عنقریب تکمیل کے مراحل میں ہے۔

اس کے علاوہ خطابت، نعت اور تلاوت کی اصل شرعی حیثیت کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ طلباء کی اخلاقی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

ان تمام شعبہ جات میں تقریباً تین سو(300) طلباء کے لیئے 15 کے قریب اساتذہ کرام کی خدمات حاصل ہیں۔ان تمام شعبہ جات کا ماہانہ خرچہ تقریباً400000لاکھ روپے ادارہ کے ذمہ ہے۔

اس کے علاوہ طلباء کی رہائش کی فوری ضرورت کے پیش نظر وسیع وعریض ہاسٹل بھی زیر تعمیر ہے

اس کے علاوہ جامعہ کے تحت علاقہ بھر دینی مدارس کے قیام کا بھی سلسلہ ہے۔
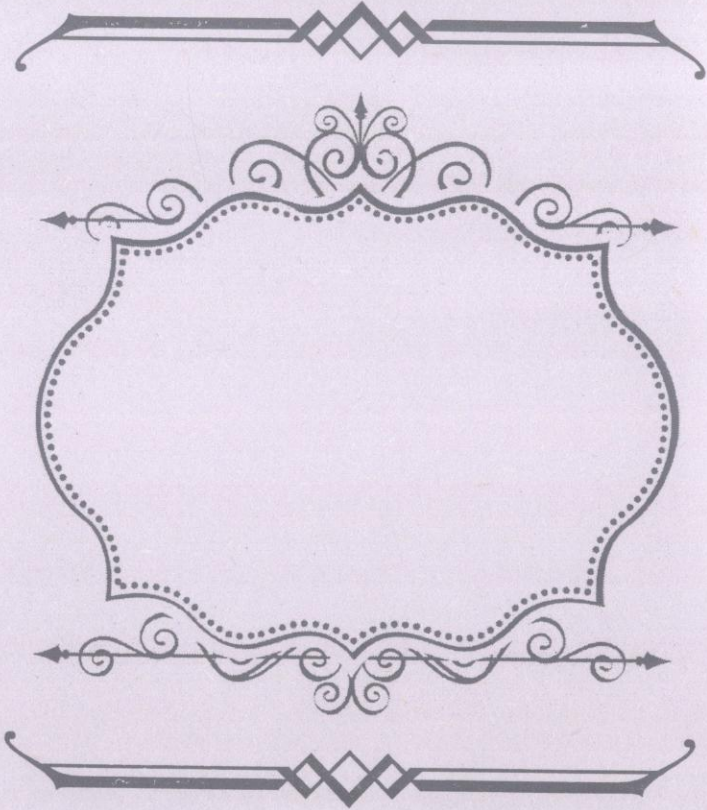
جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام

خدمات کے شعبہ جات

درسِ نظامی (عالم کورس) | عامہ | خاصہ | عالیہ | عالمیہ

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

حفظ | ناظرہ | خطابت | نعت | تلاوت

ترجمۃ القرآن | اخلاقی تربیت

علوم عصریہ | مڈل تا گریجوایٹ | خطاطی | تصنیف وتالیف

اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کیلئے جامعہ ہذا کا انتخاب فرمائیں۔